قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

جماعت المسلمین

قرآن و سنت کی عدالت میں

تالیف

مفتی سید اکرام الرحمن

پسند فرمودہ

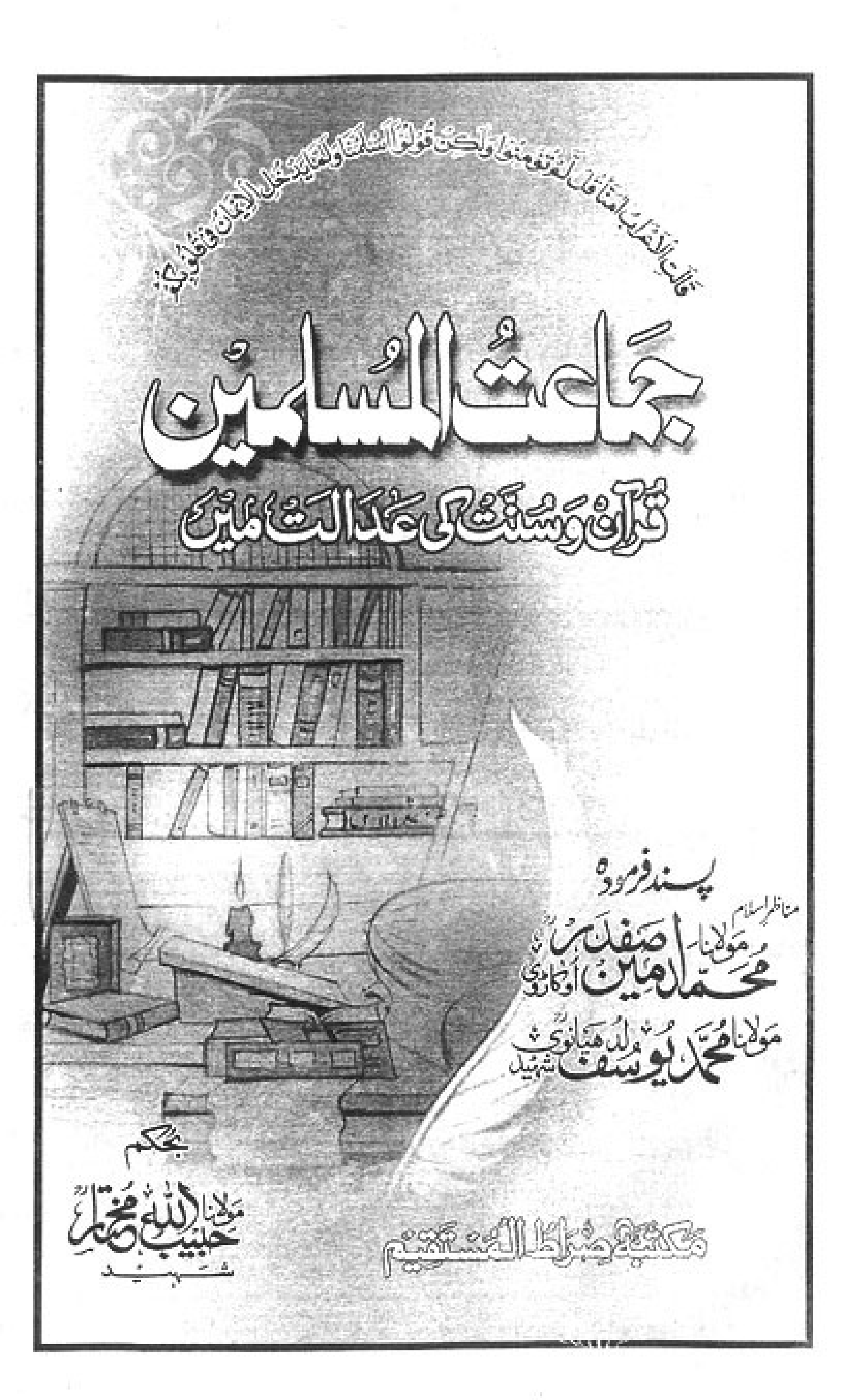
مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

بحکم

مولانا حبیب اللہ مختار شہید

مکتبہ صراط مستقیم


قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان في قلوبكم
جماعت المسلمین
قرآن و سنت کی عدالت میں
پسند فرمودہ
مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
بحکم
مولانا حبیب اللہ مختار شہید
مکتبہ صراط المستقیم

ملنے کے پتے

مکتبہ منیریہ' نزد جامع مسجد فلاح' فیڈرل بی ایریا نصیر آباد' 14/1717 کراچی 38

○ مکتبہ لدھیانوی' جامع مسجد فلاح' فیڈرل بی ایریا نصیر آباد بلاک نمبر 14 کراچی 38

مکتبہ بنوریہ' علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

○ اسلامی کتب خانہ' علامہ بنوری ٹاؤن' کراچی

مکتبہ حلیمیہ' جامعہ بنوریہ سائٹ' کراچی

○ ادارۃ المعارف' دارالعلوم کورنگی' کراچی

بیت القرآن' اردو بازار' کراچی

○ مکتبہ رشیدیہ' نزد مقدس مسجد' اردو بازار' کراچی

کان نمبر A-21/14 قصبہ کالونی' کراچی

○ بلال مسجد اسکاؤٹ کالونی' گلشن اقبال' کراچی

تبہ سید احمد شہید' اردو بازار' لاہور

○ ادارہ اشاعت المعارف' ریلوے روڈ' فیصل آباد

○ سٹی بک کارنر کریم آباد کراچی

○ جامعہ اسلامیہ محمد پورہ ٹوچہ

○ بیت الکتب گلشن اقبال کراچی

○ مرکز اہل سنت والجماعت' سرگودھا

فہرست مضامین

باسمہٖ تعالیٰ

نام کتاب .... "جماعت المسلمین قرآن وسنت کی عدالت میں"

تصنیف .... مفتی سید اکرام الرحمٰن

طباعت اول ۱۹۹۷ء

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... 125 روپے

طباعت ثانی ------ ۲۰۰۶ء

"انتباہ"

جس وقت یہ کتاب تصنیف کی جارہی تھی اس وقت سابق امیر فرقہ جماعت المسلمین زندہ تھے اسی لئے کتاب میں ان کو ہی مخاطب کیا گیا ہے اب چونکہ ان کا انتقال ہو چکا ہے لہٰذا موجودہ امیر فرقہ اپنے آپ کو مخاطب سمجھیں۔

از مصنف

اہم نوٹ

اس کتاب کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر اسی موضوع سے متعلق

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب کے دو اہم مفید رسالے بھی

شائع کیئے گئے ہیں

انتساب

باسمہٖ تعالیٰ

خاکسار اپنی اس محنت کو

سید الکونین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے

نام سے منسوب کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے

کیونکہ اس محنت میں پائی جانے والی تمام چیزیں اس ذات کا

امتی ہونے کا ہی ثمرہ ہے۔

سید اکرام الرحمٰن

محمد یوسف لدھیانوی
جامع مسجد باب الرحمت
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰
فون ۷۷۸۰۳۳۷

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن
مدیر ماہنامہ "بینات" کراچی،
اسلامی صفحہ اقرأ آپ کے مسائل اور ان کا حل روزنامہ جنگ کراچی

تقریظ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد:

اس پُرفتن دور میں دینی اور دنیاوی 'ظاہری و باطنی فتنے مختلف رنگ روپ میں پے در پے ظاہر ہو رہے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی و کجی کی راہوں کی طرف دھکیلنے میں سرگرداں ہیں لیکن اس سب کے باوجود دوسری طرف اہل حق کی ایک جماعت شب و روز کی انتھک محنت و مشقت کے نتیجہ میں ان فتنوں کی بیخ کنی کرنے میں مصروف عمل ہے اور تاقیامت قائم و دائم رہے گی 'انہی فتنوں کی ایک کڑی بنام نہاد "جماعت المسلمین" ہے جو قرآن و حدیث کی غلط تاویلات و تعبیرات کے ذریعہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں اختلاف و افتراق پیدا کرکے گمراہی کی راہ کھول رہی ہے اور ہر قسم کے وساوس و شبہات کے ذریعہ قرآن و سنت کے حاملین فقہاء و محدثین اور سلف صالحین سے امت کا رشتہ توڑنے میں مصروف کار ہے 'اللہ سب کو پناہ میں رکھے' آمین"

ناکارہ نے "اختلاف امت اور صراط مستقیم" میں نہایت منصفانہ تجزیہ کرتے ہوئے ان فرقوں کو خیر القرون کی کسوٹی پر پرکھا ہے۔

لیکن بنام نہاد اہل حدیث ہی میں سے نکلا ہوا بنام نہاد "جماعت المسلمین" یہی گروہ بوجہ عوارض و ضعف کے لکھنے کا موقع نہ ملا البتہ یہ خدمت ناکارہ کے ایک شاگرد جناب مولانا مفتی اکرام الرحمن سلمہ اللہ نے سرانجام دیکر امت پر احسان کیا ہے حق تعالیٰ شانہ موصوف کو جزائے خیر سے نوازے اور ان کی اس تالیف کو شرف قبول عطا فرمائے اور ہر مسلمان کو اس تالیف سے استفادہ کی توفیق دے نیز اس تالیف کے آخر میں مناظر اسلام جناب مولانا محمد امین اکاڑوی مدظلہ کا موضوع سے متعلق ضمیمہ بھی خوب ہے۔ فقط

والسلام



تقریظ

مناظر اسلام

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب

باسمہٖ تعالیٰ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

اسلام ایک کامل، مکمل اور برحق دین ہے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان دین اسلام کے پہنچنے کا ذریعہ صرف اور صرف امت ہی ہے جو دین ہمیں باجماع امت پہنچا وہ معصوم نبیؐ کا دین معصوم ہی واسطے سے ہم تک پہنچ گیا اس لئے وہ ہمارے لئے حجت قاطعہ ہے اور جن فروعی مسائل میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہوا وہ ہمارے لئے رحمت واسعہ ہے لیکن ہم پر لازم یہی ہے کہ جس طرح سات اختلافی قراءتوں میں ہم اسی قراءت پر تلاوت کرتے ہیں جو یہاں تلاوتاً" متواتر ہے تو مذاہب اربعہ میں سے بھی اسی مذہب کے مطابق سنت نبویؐ پر عمل کیا جائے گا جو یہاں عملاً" متواتر ہے جب سے دورہ برطانیہ میں مسلمانوں میں سلف بیزاری کی رو چلی ہے اور اپنی خود رائی اور نفس پرستی کو عمل بالقرآن اور عمل

بالحدیث کہا جانے لگا اور اسلاف کی تقلید ترک کرنے سے کئی فتنے پیدا ہوئے جن میں سب سے زیادہ شدید فتنہ مسعودی فتنہ ہے ان کے نزدیک خدا اور رسول کو ماننے سے انسان مسلمان نہیں ہو سکتا مسلمان ہونے کے لئے ایک ان پڑھ مسعود احمد کو امیر ماننا ضروری ہے اس لئے یہ فرقہ **اتخذ الناس رء وساجھالا فسئلو افافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا** (صحیح مسلم ص ۳۴۰ ۔ ج ۲) کی مجسم تصویر ہے یہ اپنے سوا سب مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اسلاف سے بغاوت اور اپنی خود رائی جس کی بنیاد ناقص مطالعہ اور خدا سے بے خوفی پر ہے، پر اعتماد کر کے مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس فتنہ سے خود بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو بچائیں اس سلسلہ میں مفتی اکرام الرحمٰن صاحب نے ایک کتاب بنام "جماعت المسلمین قرآن وسنت کی عدالت میں" تحریر فرمائی ہے جو کافی معلوم افزا ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کو اجر جزیل، مسلمانوں کے لئے اس کو حفاظت دین اور مسعودی فتنہ والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

فقط محمد امین صفدر عفا اللہ

۱۵ جنوری ۱۹۹۷ء

KHANQAH YUSUFIA CHISHTIA (TRUST)

خانقاہ یوسفیہ چشتیہ (ٹرسٹ)



Date : ____________

Ref : ____________

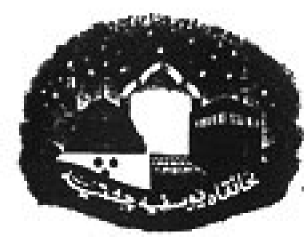
تقریظ

مولانا مفتی منیر احمد اخون۔
خلیفۂ مجاز حضرت حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم۔
مفتی دار الافتاء ختم نبوت۔ پرانی نمائش کراچی۔
کالم نگار "آپ کے خواب اور ان کی تعبیر" "اخبار جہاں" کراچی

حق تعالیٰ شانہٗ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا اور قیامت تک اس کی حفاظت و نگہبانی کی ذمہ داری لے لی اور دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح کو اسی میں منحصر کر دیا اب جس نے دین اسلام کے مسلّمہ اصول و فروع میں تحریف و ترمیم کی جسارت کی اس نے دنیا میں گمراہی و ضلالت کی ترویج اور آخرت میں بد انجام کا سامان کیا اور سبیل المؤمنین سے انحراف اس کی دنیا و آخرت کی تباہی کا ذریعہ بنا لیکن یہ بات بھی مسلّم ہے کہ جہاں خیر کی ہوائیں چلی ہیں وہاں شر و فتن کی سیاہ گھٹائیں بھی سایہ فگن رہی ہیں جن کو ہوا دینے میں بعض بدبخت بنیادی کردار ادا کرتے رہے ہیں خواہ وہ ختم نبوت کے اجماعی عقیدے پر ڈاکہ ڈالنے والا مرزا غلام احمد قادیانی ہو یا "حسبنا کتاب اللہ" کا خوبصورت نعرہ لگا کر گمراہی کی راہوں کو ہموار کرنے والا غلام احمد پرویز ہو بہرحال جس فتنے نے بھی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں گمراہی کا راستہ کھولنے کی جسارت کی اس نے نہایت خوبصورت نعروں اور حسین و جمیل ناموں سے فریب کاری کرنے کی کوشش کی اسی طرح کی ایک مثال ہم نام "جماعت المسلمین" کے بانی مسعود احمد ہے جو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے اور جماعت المسلمین جیسا خوبصورت نام رکھ کر ہدایت و رشد کا دعویدار بنتا ہے۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ میں موصوف نے کس طرح دین اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کرنے کی جسارت کی ہے اور جماعت المسلمین کے خوبصورت نام سے کس طرح فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے مگر "لکل فرعون موسیٰ" ہر فرعون کے لئے اللہ موسیٰ مسلط کرتا ہے چنانچہ جوں ہی اس فریب کار فرقہ نے سر اٹھایا تو علماء حق و صداقت نے ہی بڑھ کر اس کی سرکوبی کی اور انشاء اللہ قیامت تک یوں ہی ابطال باطل اور احقاق حق کا فریضہ علماء ادا کرتے رہیں گے منجملہ ان میں سے جناب مولانا مفتی اکرام الرحمٰن صاحب بھی ہیں جنہوں نے اس گمراہ فرقہ کی سرکوبی میں علم و قلم کا جہاد کر کے اپنے لئے عظیم سامان نجات کر لیا ہے۔ احقر نے موصوف کے علمی و قلمی سعی کا جستہ جستہ جائزہ لیا جو "جماعت المسلمین قرآن وسنت کی عدالت میں" کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ماشاء اللہ موصوف نے بڑی عرق ریزی سے اس فرقہ کے دام و پیچ کی حقیقت کھولی ہے اور قرآن و حدیث کے صحیح مفہوم و مصداق کی

Pakistan

KHANQAH YUSUFIA CHISHTIA (TRUST)



خانقاہ یوسفیہ چشتیہ (ٹرسٹ)

Date : ____________

Ref : ____________

اسلاف کی تشریحات کی روشنی میں وضاحت کی ہے جس سے اس فرقے کی قرآن وسنت سے عداوت اور دشمنی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔
اللہ موصوف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے حق میں ایک راہنما کتاب ثابت ہو۔ احقر کو بھی
حق تعالیٰ شانہ احقاق حق اور ابطال باطل کے فریضہ کو انجام دینے کی توفیق دے۔ آمین

چیئرمین ٹرسٹ ہذا



Pakistan

"NIAZ"
A Monthly Magazine Also Published by the "Trust" From Karachi.

ٹرسٹ ہذا کراچی سے ماہنامہ "نیاز" بھی شائع کرتا ہے۔

تمہید

برادران اسلام۔ اسلام میں فرقہ بندی کی ابتداء اس ملک میں دور برطانیہ میں شروع ہوئی۔ عوام میں دین کے بارے میں ذہنی آوارگی اور عملی بے راہ روی پیدا کی گئی۔ اس ذہنی آوارگی کے نتیجہ میں نت نئے فرقے پیدا ہوکر فتنے پھیلا رہے ہیں۔ ان فرقوں میں سے ۱۳۹۵ھ میں ایک فرقہ غیر مقلدین میں سے پیدا ہوا۔ جو مسعود احمد صاحب کو امام مفترض الطاعۃ مانتا ہے۔ کچھ لوگ اس کے دام میں پھنس گئے کیونکہ وہ قرآن وحدیث کے نام سے دھوکہ دیتا ہے۔ جب بندہ نے دیکھا کہ یہ فرقہ " عوام " میں گمراہی پھیلارہا ہے۔ تو سوچا کہ اس فرقہ کی حقیقت سے عوام کو آگاہ کیا جائے تاکہ وہ صحیح راستہ کو کھو نہ بیٹھیں۔ لہٰذا اس پر قلم اٹھایا ہے اور اللہ کی مدد کے ساتھ اسکی ابتداء کرتا ہوں دعا ہے کہ اللہ میرا حامی و ناصر ہو اور میری اس تحریر کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کو میرے اور تمام امت مسلمہ کیلئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

سید اکرام الرحمٰن

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے ہیں جس نے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا اور رسولوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بناکر بھیجا تاکہ وہ امت کی راہنمائی کرسکیں اور صلوۃ و سلام ہو سیدالرسل خاتم النبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

امابعد

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ' لحفظون

(سورہ حجر آیت ۹)

یعنی ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

تو اس دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لیا کوئی بھی اس دین میں تحریف و رد و بدل نہیں کرسکتا ہے اور جو کوئی کوشش کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اس بات کی توفیق دیتے ہیں کہ وہ تمام غلط باتوں اور عقائد کو ادلۂ اربعہ سے غلط ثابت کردیتے ہیں اور ادلۂ اربعہ یہ ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اجماع (۴) قیاس و اجتہاد۔

اور الحمد اللہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جو چیز ان چار ادلۂ پر اترے گی وہ کامل ہوگی جیساکہ "رکوع" کی مثال لے لیجئے اللہ پاک نے فرمایا "**وارکعوا**" کہ رکوع کرو لیکن رکوع کا طریقہ نہیں بتایا تو وہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا اور اب یہ کہ رکوع میں تسبیح آہستہ پڑھنی ہے یا بالجہر تو

اخفاء (آہستہ پڑھنے) پر امت کے علماء حق کا اجماع ہوگیا پھراس کے بعد یہ کہ اگر کسی نے تسبیح نہیں پڑھی تو نماز ہوگی یا نہیں تو قیاس نے ثابت کردیا کہ نماز ہو جائے گی کیونکہ تسبیح سنت ہے اور سنت کو ترک کرنے سے نماز میں خرابی لازم نہیں آتی البتہ اس کو ایک سنت کے ثواب سے محروم ہونا پڑا۔ صرف قرآن و حدیث کا ماننا کافی نہیں۔ بلکہ صحیح سنت کے مطابق اس پر عمل بھی ضروری ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے نئے گمراہ فرقوں کے نام اس طریقے سے رکھنے کا اہتمام کیا جیسا کہ کافر بت بناتے تھے اور کسی کا نام ابراہیم رکھتے تھے کسی کا نام اسماعیل تو اس نام رکھنے سے بتوں کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طریقے سے نئے گمراہ فرقے اپنے نام قرآن و حدیث پر رکھتے ہیں جیسا کہ اہل قرآن' اہل حدیث اور ایک نیا گمراہ فرقہ نکلا جو کہ قرآن کی آیت سے اپنی جماعت مراد لیتا ہے اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنی جماعت مراد لیتا ہے۔ اور یہ ثابت کرتا ہے کہ ہمارا نام قرآن و سنت سے ثابت ہے لہٰذا ہم صحیح ہیں ۔ یہ صرف لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ خنزیر (سور) کا نام بکری رکھنے سے نہ تو خنزیر بکری بن سکتا ہے اور نہ ہی وہ حلال ہو سکتا ہے بلکہ وہ حرام محض اور نجس عین ہی رہے گا۔

اقول و باللّٰہِ التوفیق

"جماعت المسلمین کی اصل حقیقت"

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم
اما بعد.....!

برادران اسلام یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام لانے اور اسلام پھیلانے کا سہرا صرف اور صرف اہلسنّت والجماعت کے سر ہے۔ لاکھوں کافروں نے ان کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ وہ بھی اہل سنت مسلمان ہی کہلائے اور تقریباً" ایک ہزار سال اس ملک میں اسلامی حکومت قائم رہی اور کتاب و سنت پر مبنی فقہ حنفی اس ملک کا قانون رہا۔ اس کے بعد یہاں انگریز حکومت قائم ہوئی یہاں کے سب سنی مسلمان ایک مذہب حنفی کے پابند تھے نہ یہاں اختلاف تھا نہ فرقہ پرستی کا نام و نشان تھا۔ ملکہ وکٹوریہ نے مسلمانوں کے اس اتفاق و اتحاد کی فضا کو ختم کرنے کیلئے آزادیٔ مذہب (تقلید سے آزادی) کا اشتہار دیا جو وکٹوریہ کی سلور جوبلی کے موقع پر تقسیم کیا گیا۔

حکومت برطانیہ کی خوشنودی کیلئے کچھ لوگ پابندی مذہب حنفی سے آزاد ہو کر غیرمقلد بن گئے چنانچہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

"فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزادیٔ مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء انڈیا گورنمنٹ کا ہے......... دولت عالیہ برٹش

نے اس معاملہ میں قدیماً" حدیثاً" ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے۔ کسی جگہ مجرد تہمت وافتراء پر کاروائی خلاف واقعہ نہیں فرمائی بلکہ اشتہار آزادیٔ مذہب جاری کئے۔" (ترجمان وہابیہ ص ۳)

مزید لکھتے ہیں

"اگر کوئی بدخواہ و بد اندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادیٔ مذہب (غیر مقلدیت) کو ناپسند کرتا ہے اور ایک خاص مذہب (حنفی) پر جو باپ دادوں سے چلا آرہا ہے جما ہوا ہے۔"

(ترجمان وہابیہ ص ۵)

ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں۔

"یہ آزادگی مذہب ہمارے مذاہبِ جدیدہ (حنفی، شافعی وغیرہ) سے عین مراد قانون انگلشیہ سے ہے۔"

(ترجمان وہابیہ ص ۲۰)

پھر لکھتے ہیں۔

"یہ لوگ (غیر مقلد) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا ہے خصوصاً" دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے۔ جو رسائل و مسائل رد تقلید و تقلید مذہب میں اب تک تالیف ہوئے ہیں وہ شاہد عدل ہیں اس بات پر کہ مدعی اس طریقے کی قید مذہب خاص سے آزاد ہیں اور جس قدر رسائل بجواب ان مسائل کی طرف سے مقلدان مذہب کے لکھے گئے ہیں وہ سب بہ آواز بلند پکارتے ہیں کہ ہم مذہب خاص کے مقید و مقلد ہیں۔ ہم پر پیروی فلاں و ہماں فرض و واجب ہے۔ آزادگیٔ مذہب سے کچھ واسطہ نہیں یہ آزادگی سرکار برٹش کو یا ان کو جو اس حکومت میں اظہار اپنی آزادگیٔ مذہب خاص کا کرتے ہیں مبارک رہے اب تامل کرنا چاہئے کہ دشمن سرکار (انگریزی) کا وہ ہوگا جو کسی قید (مذہب حنفی) میں اس پر

ہے یا آزاد و فقیر (غیر مقلد) ہے۔" (ترجمان وہابیہ ص ۳۲)

اور حنفیوں کے بارے میں لکھا ہے۔

"یہ چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی و تقلید شخصی اور ضد اور جہالت آبائی جو ان میں چلی آئی ہے قائم رہے اور جو آسائش رعایا ہند کو بوجہ آزادگیٔ مذہب گورنمنٹ عطا کی ہے وہ اُٹھ جائے اور امن عالم باقی نہ رہے۔ سارے مسلمان ایک مذہب خاص کے پابند ہو کر خوب اپنا تعصب گورنمنٹ سے ظاہر کریں اور جب موقع پاویں مثل زمانہ غدر کے فساد برپا کریں۔"

(ترجمان وہابیہ ص ۵۶)

"بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان و اسلام کے ہیں۔" (ترجمان وہابیہ ص ۶)

خلاصہ

یہ نکلا کہ انگریز سے پہلے پاک و ہند کے سنی مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق تھا۔ سب مذہب حنفی کے پابند تھے۔ نہ کوئی تفرقہ تھا نہ کوئی اختلاف۔ اس لئے انگریز کو یہ خطرہ ہوا کہ اگر یہ لوگ اسی طرح متحد رہے تو یہ انگریز گورنمنٹ کے خلاف جہاد پر نکلتے رہیں گے اور حکومت برطانیہ خاک میں مل جائے گی چنانچہ مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے گورنمنٹ برطانیہ نے آزادگیٔ مذہب کا اشتہار دیا جو لوگ اس اشتہار کی وجہ سے حنفی مذہب چھوڑ کر غیر مقلد بن گئے وہ سرکار کے فرمانبردار سمجھے گئے۔ انہوں نے بھی انگریز کے خلاف جہاد کو خلاف ایمان و اسلام مان لیا۔ لیکن جن لوگوں نے اشتہار پر عمل نہیں کیا اور مثل سابق سنی مسلمان ہی رہے ان کو متعصب، ضدی سرکار برطانیہ کا دشمن کہا گیا ان کے جہاد کو غدر اور فساد کا نام دیا گیا۔ اس تقلید امام اعظمؒ کے چھوڑنے کا سبب کوئی آیت قرآنی یا حدیث نبویؐ نہیں تھی صرف ملکہ وکٹوریہ کا اشتہار اسکی دلیل تھا۔ جب مذہب

سے آزادی اختیار کر کے لوگ شتر بے مہار بن گئے پھر کیا تھا اتحاد پارہ پارہ ہوگیا اور ہر روز نئے نئے اختلافات اور نئے نئے فرقے بننے لگے۔

مولانا عبدالاحد خانپوری فرماتے ہیں کہ

"نیچری فرقہ (جو معجزات و کرامات کے منکر ہیں) قادیانی فرقہ (جو ختم نبوت و حیات مسیح علیہ السلام کا منکر اور مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے) چکڑالوی فرقہ (جو منکرین سنت ہیں) ان اہلحدیثوں (غیر مقلدین) سے ہی نکلے۔"

(ملخصاً "کتاب التوحید و السنۃ ص ۱ و ص ۲)

خود اہلحدیث کہلانے والوں میں جو الگ الگ فرقیاں بنیں امام جماعت غرباء اہلحدیث نے انکی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے۔

(۱) جماعت غرباء اہلحدیث ۱۳۱۳ھ

(۲) کانفرنس اہلحدیث ۱۳۲۸ھ

(۳) امیر شریعت صوبہ بہار ۱۳۳۹ھ

(۴) فرقہ ثنائیہ ۱۹۳۸ء

(۵) فرقہ حنفیہ عطائیہ ۳۰۔۱۹۲۹ء

(۶) فرقہ شریفیہ ۱۳۴۹ھ

(۷) فرقہ غزنویہ ۱۳۵۳ھ

(۸) جمعیت اہلحدیث ۱۳۷۰ھ

(۹) انتخاب مولانا محی الدین ۱۳۷۸ھ

(خطبہ امارات ص ۳۶)

یعنی صرف ۶۵ سال میں یہ فرقہ نو (۹) فرقیوں میں بٹ گیا۔ ان کا عجیب

انداز ہے وعظ فرقہ بندی کے خلاف کرتے ہیں لیکن نت نئے فرقے بناتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ ائمہ نے اختلاف ڈالا۔ حالانکہ اس ملک میں سب حنفی تھے یہاں شافعی' مالکی' حنبلی اختلاف کا وجود ہی نہ تھا۔ اس ملک میں غیر موجود اختلاف کی برائیاں بیان کرتے اور خود اس ملک میں نئے نئے اختلاف پیدا کرتے۔

پروفیسر محمد مبارک غیر مقلد شاگرد مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی غیر مقلد لکھتے ہیں۔

("جماعت غرباء اہلحدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت کے مقصد کیلئے رکھی گئی صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد شہیدؒ کی تحریک کی مخالفت کرکے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا۔")

(علماء احناف اور تحریک مجاہدین ص ۴۸)

ان معروضات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ پاک و ہند میں مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا باعث غیر مقلدیت ہی بنی۔ فرقہ بندی اور نت نئے اختلافات ترک تقلید کے درخت کے ہی کانٹے ہیں۔ البتہ ان ساری خامیوں کو عمل بالحدیث کے پردہ کے نیچے چھپا کر "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کی مثال کو پورا کیا جاتا ہے۔

فرقہ در فرقہ در فرقہ مسعودیہ

یہ آپ جان چکے ہیں کہ ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار مذہب آزادی کی بناء پر فرقہ غیر مقلدین پیدا ہوا جس کا مشن یہ تھا کہ "انگریز سے جہاد حرام اور

مسلمانوں میں تفرقہ بازی' اختلاف و انتشار پھیلانا فرض۔" اس فرقہ سے ایک اور فرقہ پیدا ہوا جس کا نام "غرباء اہلحدیث" تھا اس کا مقصد بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس فرقہ میں ایک شخص "مسعود احمدؒ" نامی تھا جس نے اہلحدیث ہوتے ہوئے کتاب "تلاش حق" لکھی جسے جماعت اہلحدیث کراچی نے شائع کیا۔ ایک رسالہ "التحقیق فی جواب التقلید" لکھا اسے بھی جماعت غرباء اہلحدیث نے شائع کیا۔ مسعود احمد اگرچہ عالم نہیں ہے مگر جماعت غرباء اہلحدیث نے اس کی بہت عزت افزائی کی۔ مثل مشہور ہے کہ "خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے" جماعت غرباء اہلحدیث میں سلسلہ امارت تھا مسعود احمد صاحب کا دل بھی امیر بننے کیلئے انگڑائیاں لینے لگا لیکن فرقہ جماعت غرباء اہلحدیث میں رہتے ہوئے یہ شوق پورا ہونا محال تھا اسلئے انہوں نے فرقہ غرباء اہلحدیث میں ایک ضمنی شاخ بنالی اس فرقی کا نام "جماعت المسلمین (اہلحدیث)" رکھا تقریباً" دس سال فرقہ ضمنی شاخ کی حیثیت سے رکھا اس کے دودھ سے پل کر ۱۳۹۵ھ میں جماعت غرباء اہلحدیث سے بغاوت کرکے اس فرقہ در فرقہ کو "جماعت المسلمین" کہنے لگے۔ موصوف مسعود احمد نے ۱۳۸۵ھ میں اپنی جماعت کی بنیاد رکھی تھی جس کا نام "جماعت المسلمین (اہلحدیث)" رکھا تھا دوسری دفعہ اہلحدیث سے بالکل کٹ کر ۱۳۹۵ھ میں اپنی جماعت کی دوبارہ بنیاد رکھی۔

چنانچہ موصوف فرماتے ہیں۔

("ہم نے جماعت کی بنیاد ۱۳۸۵ ھ میں ڈالی تھی اور یہ کہ ہمارا اس جماعت سے تعلق ہے حالانکہ یہ الزام ہے وہ جماعت ختم ہوچکی ہے ہمارا اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں وہ ایک فرقہ کی ذیلی جماعت تھی اور اب ہم فرقہ واریت سے تائب ہوکر مسلم ہوچکے ہیں۔")

(جماعت المسلمین کے متعلق غلط فہمیاں مصنفہ مسعود احمد بحوالہ جماعت المسلمین کی کہانی)

ایک دوسرے مقام پر مسعود احمد لکھتا ہے۔

("اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم ۱۳۹۵ھ میں اللہ تعالیٰ کی بنیاد ڈالی ہوئی جماعت میں شامل ہوگئے۔")

(بحوالہ سابقہ)

اس جماعت کی بنیاد موصوف نے ۱۳۹۵ھ میں رکھی لیکن موصوف کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کی جماعت کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اب یہ بات موصوف کو کیسے معلوم ہوئی؟ تو موصوف ہی کے ذمہ اسکی وضاحت کرنا ہے۔ وہی بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی جماعت کی بنیاد کس طرح رکھی؟ البتہ اس بات سے ان کی جماعت کا "الفرقۃ الجدیدہ" ہونا ثابت ہوگیا ہے کیونکہ اگر یہ جماعت پہلے سے چلی آرہی ہے تو پھر موصوف کو اسکی بنیاد رکھنے کی قطعاً" ضرورت نہ تھی۔ موصوف یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ جس طرح کی "جماعت المسلمین" نام کی جماعت انہوں نے بنائی ہے اس طرح کی جماعتیں کن کن ادوار میں بنائی گئی ہیں اور انکے بنانے والے کون تھے؟ اور اگر موصوف کی یہ جماعت پہلے سے چلی آرہی ہے تو موصوف سے پہلے اس

جماعت کے امیر کون تھے؟ یہ بات معلوم ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کی خلافت کو لوگوں نے خلافت راشدہ کے نام سے جانا پھر بنو امیہ آئے اور بنو امیہ کے بعد بنو عباس میں خلافت قائم رہی اور خلافت کا یہ سلسلہ ترکوں کی حکومت تک قائم رہا یہاں تک کہ اس خلافت کا خاتمہ ایک ترک لیڈر "اتا ترک کمال پاشا" نے کردیا ان خلفاء کو لوگ امیر المؤمنین کے نام سے ضرور یاد کیا کرتے تھے لیکن ان میں سے کسی بھی خلیفہ کو "امیر جماعت المسلمین" کے نام سے آج تک کسی نے یاد نہیں کیا۔ اور نہ "جماعت المسلمین" نام کی جماعت سے کوئی واقف ہوا البتہ ہر دور کے مسلمین کی امارت کو مسلمین کی امارت ہی کہا گیا جسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے "جماعت المسلمین" کے نام سے یا "الجماعۃ" کے نام سے موسوم کیا۔ "جماعت المسلمین" اس لحاظ سے کہا گیا کہ وہ مسلمین کی امارت یا حکومت ہے نہ اس لئے کہ یہ الفاظ نام رکھنے کیلئے استعمال ہوئے لیکن صرف "جماعت المسلمین" کے نام سے مسلمین کی کوئی امارت' یا اسلامی حکومت میں "جماعت المسلمین" نام کی کوئی جماعت آج تک متعارف نہ ہوسکی اور جب موصوف دنیا میں ظہور پذیر ہوئے تو انہوں نے پہلی بار اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے "جماعت المسلمین" کو بطور نام کے اختیار کیا اور نام ہی انہوں نے کچھ اس طرح رکھا کہ دوسرے نام ان کے نزدیک ناقابل برداشت ٹھہرے اور انہوں نے بقیہ ناموں کو غلط اور غیر اسلامی قرار دیا۔

سبحٰنک ھٰذا بھتان عظیم

ہمارا نام صرف مسلم ہی کیوں ہے دوسرے نام کیوں نہیں؟
کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے؟

"فرقہ جماعت المسلمین" کے بانی مسعود احمد بی۔ ایس۔ سی نے اس سلسلے میں قرآن کی اس آیت کو بنیاد بنایا ہے۔

هو سمّٰكم المسلمين من قبل وفى هٰذا

(سورہ حج آیت ۷۸)

ترجمہ : "اس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے اس (قرآن) سے پہلے اور اس میں بھی۔" اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے لیکن اس آیت میں اس بات کا کہیں ذکر نہیں ہے کہ اللہ نے ہمارا نام "صرف مسلم" رکھا ہے یا بالفاظ دیگر مسلم نام کے علاوہ دوسرے نام ممنوع ہیں۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ہمارا نام مسلم ہی ہے اور دنیا میں آج ہم اسی نام سے متعارف ہیں۔ چودہ سو سال سے دنیا ہمارے اسی نام سے واقف ہے اور قیامت تک ہم اسی نام سے پہچانے جائیں گے گویا یہ نام ہماری پہچان کا ذریعہ بن چکا ہے۔ یہ کوئی دور کی کوڑھی نہیں ہے کہ جسے موصوف لے کر آئے ہوں بلکہ جو دور کی کوڑھی وہ لائے ہیں وہ یہ ہے کہ "ہمارا صرف ایک ہی نام "مسلم" ہے" حالانکہ اس آیت سے یہ معنی اخذ

کرنا بالکل غلط ہے اس لئے کہ مسلم نام کے علاوہ ہمارے اور بھی بہت سے نام ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور وہ نام بھی اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے ہیں۔

مسلم کے علاوہ دیگر ناموں کا ثبوت

جناب الحارث بن الحارث ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"فادعوا بدعوى الله الذى سمّاكم المسلمين المؤمنين عبادالله"

(جامع الترمذی ابواب الامثال اور کہا هذا حدیث حسن صحیح غریب
مسند ابو یعلیٰ ص نمبر۱۴۲ ج۔۳ اور اس کے محقق نے کہا "اسنادہ صحیح")

امام ناصرالدین الالبانی نے کہا "هذاالحدیث صحیح الاسناد بلا شک"
(ملاحظہ فرمائیں صحیح الجامع الصغیر ص نمبر۳۵۶ ج۔۱)

ابن خزیمہؒ نے صحیح کہا ہے۔

امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں
(مستدرک ص نمبر۱۱۷، ۲۳۶، ۴۲۱، ج۔۱)

ترجمہ : "پس پکارو اس اللہ کی پکار کے ساتھ جس نے تمہارا نام مسلمین، مؤمنین، عباداللہ رکھا ہے" اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم کے علاوہ مؤمن اور عبداللہ بھی رکھا ہے اور اس طرح یہ حدیث مسعود احمد کے "صرف" کے تخصیصی دعوے کو باطل قرار

دیتی ہے یہ حدیث چونکہ موصوف کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے لہٰذا انہوں نے اس حدیث کا جو حشر کیا ہے وہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

"حکم رسول۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جاہلیت کی پکار پکاری وہ اہل دوزخ میں سے ہے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ پھر فرمایا

"فادعوا بدعوى الله الذى سما كم المسلمين المؤمنين عباد الله"

لہٰذا (مسلمین کو) ان ہی القاب کے ساتھ پکارو جن القاب سے اللہ تعالیٰ نے جس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے۔ پکارا ہے یعنی مؤمنین، اللہ کے بندے۔

(رواہ الترمذی فی ابواب الامثال و صححہ)

اللہ اللہ جب القاب تک بدلنے کی اجازت نہیں تو نام بدلنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ لیکن افسوس کہ لوگوں نے نام بدل ڈالا اور پھر اس پر فخر بھی کر رہے ہیں۔ بتایئے کیا اپنے آپ کو صرف مسلم کہنے کیلئے تیار نہیں۔")

(ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم ص ۸)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسعود صاحب پر فارسی کی کہاوت صادق آتی ہے "چہ دلاور است دزدے کہ بردست چراغ دارد" انہوں نے یہ ترجمہ اللہ کا خوف دل سے نکال کر کیا ہے ایک معمولی عربی جاننے والا شخص بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ المسلمین، المؤمنین، عباداللہ تینوں اسم "سما کم" کے بعد آئے ہیں۔ اگر نام ہیں تو تینوں نام ہیں اگر القاب ہیں تو تینوں کا ایک ہی حکم ہے مگر مسعود صاحب نے بڑی ڈھٹائی اور دھڑلے سے مسلمین کو نام اور مؤمنین

اور عباداللہ کو القاب بنایا ہے تاکہ انہیں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مسلمین نام سے "جماعت المسلمین" بنائی ہے تو مؤمنین نام سے "جماعت المؤمنین" کیوں نہیں بناتے عباداللہ نام سے "جماعت عباداللہ" قائم کیوں نہیں کرتے؟ چنانچہ نام صرف مسلمین ہی نہیں بلکہ مؤمنین اور عباداللہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے رکھے ہوئے نام ہیں۔

مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

فادعو المسلمين باسما ئهم بما سما هم الله عزوجل المسلمين المؤمنين عبادالله عزوجل

(مسند احمد ص نمبر ۱۳۰، ۲۰۲ ج۔ ۴ واسنادہٗ صحیح)

ترجمہ : "پس تم مسلمین کو ان کے ان ناموں کے ساتھ پکارو کہ جو نام اللہ عزوجل نے ان کے رکھے ہیں یعنی "مسلمین، مؤمنین، عباداللہ" اس حدیث میں موصوف کی وہ تاویل نہیں چل سکتی جو انہوں نے اوپر والی روایت میں کی تھی بلکہ یہ روایت موصوف کی تاویل کا بھانڈا چوراہے پر پھوڑتی ہے اس حدیث نے اوپر والی حدیث کی پوری طرح وضاحت کردی ہے اور اس سے ثابت ہوگیا کہ موصوف نے ترجمہ میں خیانت کی ہے اس حدیث میں مسلمین کیلئے جمع کا صیغہ اسماء (بہت سے نام) استعمال ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے بہت سے نام ہیں۔

اس سلسلہ کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

"ولكن تسموا باسم الله الذى سما كم عبادالله المسلمين المؤمنين"

(مسند احمد ص ۳۴۴ ج۔۵ وقال الالبانی و اسنادہ صحیح، مشکوۃ ص ۶۵ ج۔۱)

مصنف عبدالرزاق ص ۳۴۱ ج ۱، وقال الہیثمی رواہ احمد ورجالہ ثقات رجال الصحیح خلا علی بن اسحٰق السلمی وھوثقۃ، ورواہ الطبرانی باختصار، مجمع الزوائد ص نمبر۲۱۷ ج ۵)

ترجمہ : "اور لیکن نام رکھو تم اللہ کے (رکھے ہوئے) نام کے موافق اس نے نام رکھے تمہارے عباداللہ ، مسلمین ، مؤمنین۔"

اگر موصوف کی طرح اس حدیث کا ترجمہ کیا جائے تو پھر عباداللہ نام ٹھہرے گا اور اور مسلمین، مؤمنین القابات۔ پس ثابت ہوا کہ مسلمین کی طرح مؤمنین ، عباداللہ بھی مسلمین کے نام ہیں۔

ایک اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونے والے کو "مسلم" اور ایمانیات کے ماننے والے کو "مؤمن" اور احسان کو اختیار کرنے والے کو "محسن" قرار دیا۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون مجمع الزوائد ص نمبر۴۱ ج ۱)

گویا اس حدیث سے "محسن" نام بھی ثابت ہوگیا۔

جناب غیلان بن جریرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا۔

ارأیت اسم الانصار کنتم تسمون بہ ام سما کم اللہ؟ قال بل سمانا اللہ۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب ، مناقب الانصار)

ترجمہ : "انصار نام آپ حضرات نے خود ہی اپنے لئے رکھا ہے یا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے؟ جناب انس بن مالکؓ نے فرمایا بلکہ اللہ نے رکھا ہے۔" قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ

کرامؓ کو انصار اور مہاجرین جیسے ناموں سے یاد کیا ہے گویا یہ نام اللہ عزوجل نے ہی رکھے ہیں مثلاً" ملاحظہ فرمائیں۔

والسّبقون الاولون من المھاجرین والانصار الخ

(سورۃ التوبہ آیت نمبر۱۰۰)

ایک حدیث میں "حنیف" نام بھی آیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص نمبر۳ ج ۲ و کتاب الایمان لابن ابی شیبہ وقال الالبانی صحیح الاسناد موقوفا ص نمبر۱۰)

مسلم کون؟

مسعود صاحب اور ان کی جماعت اپنے آپ کو تو بڑے زور و شور سے مسلم کہتے ہیں اور اپنے علاوہ کسی اور کو مسلم ماننے کیلئے تیار نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے کتابچوں اور اسٹیکروں، بورڈوں وغیرہ میں جگہ جگہ اپنے آپ کو مسلمین شو کیا بلکہ حکومت پاکستان سے اپنی جماعت کو دو مرتبہ رجسٹرڈ بھی کروایا ہے (واضح رہے کہ ذکریوں نے بھی جو کہ ختم نبوت کے منکر اور "محمد اٹکوی" کو نبی مانتے ہیں اپنی جماعت کو مسلم کے نام سے رجسٹرڈ کروایا جس سے کسی جماعت کے رجسٹرڈ ہونے کی حیثیت بھی واضح ہوجاتی ہے) اس لئے اب وہ اپنے علاوہ کسی اور کو مسلم ماننے کیلئے بالکل تیار نہیں ہیں ان کے نزدیک مسلم صرف وہی ہے جو کہ ان کی جماعت میں شامل ہو کرامام جماعت المسلمین (مسعود احمد) کے ہاتھ پر بیعت کرے اس کے علاوہ

چاہے کوئی لاکھ اپنے آپ کو مسلم کہتا رہے لیکن "جماعت المسلمین" کے نزدیک وہ مسلم نہیں ہے جبکہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم وہی ہے کہ جس میں مسلم والی صفات موجود ہوں چنانچہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہٖ"

(بخاری، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۲ ج ۱)

ترجمہ : "جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور (نماز میں) ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارے ذبح کئے ہوئے جانور کو کھائے تو وہ مسلم ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے عہد وامان میں ہے تو تم اللہ کے عہد وامان میں خیانت نہ کرو۔" معلوم ہوا کہ جو شخص مسلم کے مسلم ہونے کا انکار کرے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خیانت کرنے والا ہے۔

جناب حمید طویلؒ بیان کرتے ہیں کہ جناب میمون بن سیاہؒ نے جناب انس بن مالکؓ سے سوال کیا کہ اے ابو حمزہؓ کونسی چیز بندہ کے خون اور مال کو حرام کردیتی ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا

"من شھد ان لا الہ الا اللہ واستقبل قبلتنا وصلی صلاتنا واکل ذبیحتنا فھو المسلم لہ ما للمسلم وعلیہ ما علی المسلم۔"

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ)

ترجمہ : "جو شخص اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ مسلم ہے اور اس کا (مسلمین کے درمیان) وہی حق ہے جو ایک مسلم کا ہے اور اس پر بھی وہ چیز لازم ہے جو ایک مسلم پر لازمی ہے۔"

مشہور حدیث' حدیث جبرائیل میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ سے ارکان اسلام کا ذکر فرمایا تو یہ سن کر جبرائیل علیہ السلام نے کہا

"فاذا فعلتُ ذلک فأنا مسلم قال نعم قال صدقتَ"

(طبرانی کبیر)

ترجمہ : "پس جب میں یہ کام کروں (یعنی اسلام کے ارکان پر عمل پیرا ہوجاؤں) تو کیا میں مسلم ہوجاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا" یہ اور اس طرح کی احادیث ایک "مسلم" کے خدوخال کو پوری طرح واضح کرتی ہیں۔

مؤمن نام

جیسا پیچھے گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم کے علاوہ مؤمن بھی رکھا ہے بلکہ قرآن کریم میں ہمیں بار بار مؤمن نام سے ہی یاد کیا ہے اور جگہ جگہ کہا ہے

"**یا ایھا الذین اٰمنوا**" (اے ایمان والو) کہیں فرمایا "**ایھا المؤمنون**" (اے مؤمنو) لیکن کسی ایک جگہ پر بھی ہمیں مسلم نام سے نہیں پکارا یعنی

"یاایها الذین اسلموا" (اے وہ لوگوں جو اسلام لائے ہو) یا **"ایها المسلمون"** (اے مسلمانوں) کہہ کر خطاب نہیں کیا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مؤمن نام مسلم نام سے بھی زیادہ پیارا اور پسندیدہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مؤمن مسلم تو ہو سکتا ہے لیکن ہر مسلم کا مؤمن ہونا ضروری نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ کسی منافق کو جس نے اسلام کا اظہار کیا ہو مسلم کہہ سکتے ہیں لیکن اسے مؤمن نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اعرابیوں کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ دل سے اسلام نہیں لائے تھے تو اللہ عزوجل نے فرمایا

"قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم"

(سورہ الحجرات آیت نمبر ۱۴ پ ۲۶)

قرآن شریف میں مؤمن کا لفظ مختلف صیغوں (یعنی واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث) میں ۲۳۰ بار استعمال ہوا ہے جبکہ مسلم کا لفظ مختلف صیغوں میں صرف بیالیس (۴۲) بار آیا ہے لیکن طوالت کے وجہ سے ہم یہاں مؤمن کے ذکر والی ایسی دو اصطلاح کا ذکر آپ کے سامنے تحریر کرتے ہیں کہ جس سے ہر مسلم (مسلمان) واقف ہے۔

(۱) ام المؤمنین یا امہات المؤمنین:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کو اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہونے کے ناطے تمام عورتوں میں ایک خاص مقام عنایت فرمایا ہے اور انہیں مؤمنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

"النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهٰتهم"

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۶ پ ۲۱)

اس لئے صحابہ کرامؓ اور تمام امت انہیں ام المؤمنین یا امہات المؤمنین کے ناموں سے یاد کرتی ہے لیکن کسی نے آج تک انہیں ام المسلمین یا امہات المسلمین نہیں کہا۔

(۲) امیر المؤمنین:

خلفائے راشدینؓ اور بعد کے خلفاء کے لئے امیر المؤمنین کا نام استعمال ہوتا رہا ہے اور یہ نام امہات المؤمنین کی طرح امت میں مشہور و معروف ہے لیکن آج تک ان خلفاء کے لئے کسی نے بھی امیر المسلمین کا نام استعمال نہیں کیا۔ موصوف اپنے نام کے ساتھ "امیر جماعت المسلمین" تو لکھتے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو امیر المؤمنین نہیں لکھ سکتے کیونکہ وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ نام صرف مسلمین کے خلیفہ ہی کے لئے استعمال ہو سکتا ہے چنانچہ موصوف کے اس عمل سے بھی ثابت ہوا کہ وہ خود بھی اپنی حقیقت سے واقف ہیں لیکن کیا کیا جائے کہ کسی نے کہا ہے "ضد میری مجبوری" اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مسلم، مؤمن اور عبداللہ کے علاوہ دیگر ناموں سے بھی یاد کیا ہے مثلاً **"کنتم خیر امة"** (تم خیر امت یعنی بہترین امت ہو) **"وکذلک جعلنکم امة وسطا"** (اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا) **"شهداء علی الناس"** (لوگوں پر گواہی دینے والے) **"کونوا انصار اللّٰہ"** (انصار بن جاو)

"فان حزب اللّٰہ هم الغلبون" (پس بے شک حزب اللہ ہی غالب رہے

گی) "یاعبادی" (اے میرے بندو) صحابہ کرامؓ کا ذکر ہوتا ہے تو انہیں انصار اور مہاجرین وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس بحث سے معلوم ہوا کہ ہمارا نام "صرف مسلم" نہیں بلکہ اور نام بھی ہیں لہٰذا موصوف کا دعویٰ کہ ہمارا نام "صرف مسلم" ہے صحیح نہیں بلکہ سرے سے یہ دعویٰ ہی باطل ہے

بانی فرقہ مسعود احمد بی۔ ایس۔ سی کا علمی محاسبہ

خیانات اور جھوٹ

جیسا کہ پہلے آپ کو معلوم ہوچکا ہے کہ غیر مقلد فرقہ سے ایک اور فرقہ پیدا ہوا جس کا نام "غرباء اہلحدیث" تھا اس کا مقصد بھی آپ پڑھ چکے ہیں اس فرقہ میں ایک شخص مسعود احمد نامی تھا جس نے اہلحدیث ہوتے ہوئے کتاب "تلاش حق" لکھی جسے جماعت اہلحدیث کراچی نے شائع کیا۔ ایک رسالہ "التحقیق فی جواب التقلید" لکھا اسے بھی جماعت غرباء اہلحدیث نے شائع کیا۔ مسعود احمد اگرچہ عالم نہیں ہے مگر جماعت غرباء اہلحدیث نے اسکی بہت عزت افزائی کی۔ مثل مشہور ہے کہ "خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے" چنانچہ یہی کچھ موصوف کے ساتھ پیش آیا اور سنیں جماعت غرباء اہلحدیث میں سلسلہ امارت تھا۔ مسعود صاحب کا دل بھی امیر بننے کو چاہا لیکن

فرقہ جماعت غرباء اہلحدیث میں رہتے ہوئے یہ شوق پورا ہونا ناممکن تھا اس لئے انہوں نے ١٣٨٥ھ میں ضمنی شاخ بنالی اس کے دودھ سے پل کر ١٣٩٥ھ میں فرقہ جماعت غرباء اہلحدیث سے بغاوت کر کے اس فرقہ در فرقہ کو "جماعت المسلمین" کہنے لگا خود امیر بن گیا اور امیر کی اطاعت کے نام سے رسالہ لکھ کر ثابت کردیا کہ "مسعود احمد" کی اطاعت فرض ہے۔ البتہ اتنی ترقی کی کہ جماعت غرباء اہلحدیث کے امیر یہ کہتے تھے کہ میری اطاعت جو نہ کرے وہ اہلحدیث نہیں انہوں نے یہ تاثر دیا کہ جو مسعود احمد کو امام نہ مانے (جس کی اطاعت فرض ہے) وہ سرے سے مسلم ہی نہیں۔ اسلامی اصطلاحات کے مفہوم بدلنے کی مشق تو انہوں نے اہل حدیث ہوتے ہوئے ہی کرلی تھی۔ ہاں بعض الفاظ کے معانی تبدیلی سے رہ گئے تھے وہ خواہش اب پوری کرلی اس نے سب سے پہلے "اسلام" اور "مسلم" کا معنی بدلا

مسلم کا معنی:۔

مسعود احمد صاحب نے "تلاش حق" نامی کتاب میں جو اہل حدیث ہوتے ہوئے لکھی۔ اگرچہ اہل حدیث کو اب وہ غیر مسلم کہتے ہیں مگر اس کتاب کو موصوف نے کانٹ چھانٹ کرکے مشرف باسلام فرمالیا۔ ختنہ وغیرہ کرنے کے بعد اس کا نام "خلاصہ تلاش حق" رکھا اس میں فرماتے ہیں۔

"غرض یہ کہ مسلمین یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ رہے ہیں"۔ (خلاصہ تلاش حق ۴۱)

اس کتاب میں ہے کہ ایک شخص نے مسعود احمد صاحب کو لکھا۔

"ہم کلمہ پڑھتے ہیں قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں حج کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں خدا کی توحید پر ایمان ہے رسالت پر بھی ایمان ہے پھر کس جرم میں آپ ہم کو اسلام سے خارج کرتے ہیں حالانکہ تقلید کرتے ہوئے بھی ہم ان ساری باتوں کے قائل ہیں اور ایمان کامل رکھتے ہیں اور ہم تقلید اس لئے کرتے ہیں کہ ایمان سلامت رہے کوئی شخص ہمارے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔"

(خلاصہ تلاش حق ص نمبر ۱۱۷'۱۱۸)

مسعود صاحب جواب میں لکھتے ہیں۔

"خدا کی وحدانیت پر ایمان رکھنے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے باوجود بھی آپ مسلم نہیں اس لئے کہ آپ شرک کے مرتکب ہیں کیونکہ آپ نے تقلید کو داخل فی الدین کیا ہے اس کو واجب قرار دیا ہے اس لئے آپ شرک کے مرتکب ہوئے۔"

(خلاصہ تلاش حق ص نمبر ۱۴۱' ۱۴۲)

گویا مسعود احمد صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو

"من شهدان لا اله الا الله واستقبل قبلتنا وصلی صلاتنا واكل ذبيحتنا فهوالمسلم له ماللمسلم وعليه ما على المسلم"

(صحیح بخاری)

اور اس حدیث کو

"من صلی صلاتنا و استقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذلك المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته"

(مشکوٰۃ۔ صحیح بخاری)

ردی کی ٹوکری میں پھینک کر اسلام کا معنی اپنی ناقص عقل سے کیا جو موصوف کو امام مفترض الطاعۃ مانے بس وہ مسلم ہے اور سب مشرک ہیں۔
اور موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث دکھا دیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقلید ائمہ کو شرک کہا ہو اور آپ کی اطاعت کو فرض یا واجب کہا ہو۔

وہ مزید لکھتے ہیں۔

("سوال مرقومہ بالا میں جو باتیں وارد ہوئی ہیں ان سب باتوں پر بریلویوں' مرزائیوں' رافضیوں' منکرین حدیث اور جملہ فرق باطلہ کا اتفاق ہے تو کیا وہ سب مسلم ہیں؟") ۔

(خلاصہ تلاش حق ص نمبر ۱۴۳)

مسعود احمد نے ان تمام مفسرین' محدثین' سلاطین اسلام کو مرزائیوں جیسا غیر مسلم بنادیا جن کا ذکر طبقات حنفیہ' طبقات مالکیہ' طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں آتا ہے ان میں امام بخاری' امام مسلم' امام ابوداؤد' امام نسائی' امام ترمذی' امام ابن ماجہ' امام دار قطنی' امام بیہقی' صاحب مشکوٰۃ حافظ ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ شامل ہیں۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ مسعود صاحب تک قرآن پہنچانے والے مشرک' حدیث جمع کرنے والے مشرک' اسماء الرجال لکھنے والے غیر مسلم۔

مسعود صاحب قرآن کریم کی صرف ایک آیت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک حدیث ایسی سند سے پیش کریں جس کے راویوں نے ائمہ کی تقلید کرنے والے کو مشرک وغیر مسلم کہا ہو۔ مسعود احمد نے اپنی

کتابیں ان غیر مسلموں کے حوالے سے لکھی ہیں۔ مسعود صاحب بڑے افسوس کی بات ہے ہمیں کوئی یہودی بھی ایسا نہیں ملا جس نے اپنی عبادت کا طریقہ غیر یہودیوں یعنی ہندوؤں وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہو لیکن آپ کا سارا دین ہی غیر مسلموں کے حوالوں پر مبنی ہے۔ الغرض مسعود احمد صاحب نے مسلمین کا مطلب غیر مقلدین کیا ہے اس لئے مسعود احمد کی "جماعت المسلمین" کا مطلب "جماعت غیر مقلدین" ہے اور یہ فرقہ چونکہ مسعود احمد کی اطاعت کو فرض مانتا ہے اس لئے اس کا نام مسعودی فرقہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث میں جہاں مسلمین کا لفظ آیا ہے اس سے یہ فرقہ ہرگز ہرگز مراد نہیں جیسے قرآن میں لفظ "ربوہ" سے جو کہ سورۃ البقرہ آیت ۲۶۵ میں ہے مرزائیوں کا شہر ہرگز مراد نہیں قرآن پاک کے لفظ "حزب اللہ" سے جو کہ سورۃ المجادلہ کی آخری آیت میں ہے مسعود صاحب اپنے حریف کیپٹن مسعودالدین کی جماعت مراد نہیں لیتے تو "مسلمین" سے اپنا فرقہ کیسے مراد لے کر قرآن پر جھوٹ بولتے ہیں جبکہ اس فرقہ نے ابھی تازہ تازہ عمر بلوغ کو عبور کیا ہے جب مسعود صاحب قرآن میں لفظ "سنت" سے مراد "اہل سنت" نہیں لیتے۔ قرآن میں لفظ "حدیث" سے مراد "اہل حدیث" نہیں لیتے بلکہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث مرکب اضافی ہے اور حدیث کا لفظ مفرد ہے اس سے "اہلحدیث مرکب" کا ثبوت کیسے ہوا۔ مسعود صاحب کا حافظہ بہت کمزور ہے اس لئے وہ یہاں بھول گئے کہ "جماعت المسلمین" مرکب ہے قرآن نے "مسلمین" بتایا تھا مسعود نے قرآن کے خلاف چلتے ہوئے اپنے فرقہ کا نام "جماعت المسلمین" رکھ لیا۔ "جماعت المسلمین" بمعنی جماعت

غیر مقلدین اور مسعودی فرقہ قرآن و حدیث میں کہیں بھی نہیں آیا۔ یہ لوگ دن و رات قرآن و حدیث پر جھوٹ بولتے ہیں۔

جھوٹ کی انتہاء......!

کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو اس نے کہا چار (۴) روٹیاں اس نے روٹیاں مراد لے لی تھیں اسی طرح اس فرقے کو جہاں "مسلم" کا لفظ نظر آئے اس سے مسعودی فرقہ مراد لیتا ہے یہ تو قرآن و حدیث پر جھوٹ ہے اور سب اہل اسلام پر جھوٹ بولا کہ انہوں نے اللہ کے دیئے ہوئے نام کو چھوڑ کر فرقہ وارانہ ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کیا۔

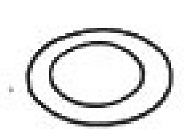
(خلاصہ تلاش حق ص نمبر ۳)

کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ مسعود صاحب پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اب یہ نام چھوڑ دیا ہے۔ کیا کسی سنی حنفی نے بھی کبھی کہا ہے کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں یہ جھوٹ کیوں لکھا کہ انہوں نے نام چھوڑ دیا۔ وہ ان تمام آیات اور احادیث پر ایمان رکھتے ہیں جن میں مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمان کہلاتے ہیں۔

مزید ایک اور دھوکہ دہی اور جھوٹ

بانی فرقہ بخاری ص نمبر ۱۳۴ کی حدیث سے بھی دھوکہ دیتا ہے جس میں حائضہ عورتوں کو مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہے لیکن یہ نہیں بتاتا

کہ بخاری میں اسی صفحہ پر اس سے صرف پانچ سطر اوپر "دعوۃ المؤمنین" کا لفظ ہے اور صحیح بخاری صفحہ ۴۶ ج۔۱ پر بھی مؤمنین کا لفظ ہے اس حدیث سے جماعت غیر مقلدین ، مسعودی فرقہ مراد لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ اور افتراء ہے اور جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا تو گویا اس نے اللہ عز و جل پر افتراء کیا اور مسعود اس آیت کا مصداق ہوگیا
ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا.....(الآیہ)



"تلزم جماعت المسلمین واماھم"
والی حدیث سے مسعود کا غلط استدلال

بانی فرقہ نے اپنی جماعت کے نام کے بارے میں ثبوت پیش کیا ہے تو سب سے پہلے سورۃ الحج کی آیت پیش کی **"ھو سمّٰکم المسلمین"** قرآن کریم میں اللہ نے ہمارا نام مسلمین رکھا ہے۔ اور حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔

"تلزم جماعت المسلمین واماھم"

(بخاری و مسلم)

ترجمہ : "جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو" اس حدیث سے بانی فرقہ اپنا امام ہونا مراد لیتا ہے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی قرآن میں لفظ "عیسیٰ" سے اپنے آپ کو مراد لیتا ہے حالانکہ اس حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے جیسا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں خود صراحتاً" آگیا ہے۔

(دیکھئے سنن ابو داؤد صفحہ ۵۸۲ ج۔۲)

اور بے چارے مسعود کو خلافت تو کیا ملتی وہ ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ لیکن آیئے پہلے ہم اس حدیث کی تفصیل معلوم کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ موصوف نے کس طرح اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس کا بھی بغور مطالعہ کرتے ہیں تاکہ اس حدیث کا صحیح

مفہوم واضح ہوجائے اور عام لوگوں،عوام کو موصوف کی چالاکی اور عیاری و مکاری کا پتہ بھی چل جائے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

"جناب حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے اور میں شر کے متعلق سوال کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں میں اس شر میں مبتلا نہ ہوجاؤں پس میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم جاہلیت میں مبتلا تھے اور برائیوں میں گھرے ہوئے تھے پس اللہ ہمارے پاس یہ خیر (دین اسلام) لے آیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن اس میں کدورت ہوگی میں نے عرض کیا کدورت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے طریقے کی بجائے دوسرے طریقوں کی طرف راہنمائی کریں گے تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو برا سمجھو گے میں نے پوچھا کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ فرمایا ہاں لوگ اس طرح گمراہی پھیلائیں گے گویا وہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوکر لوگوں کو بلا رہے ہیں جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی کچھ صفات ہم سے بیان فرمادیجئے فرمایا وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری زبان میں باتیں کریں گے میں نے پوچھا اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کس بات کا حکم دیتے ہیں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"تلزم جماعت المسلمین واما مھم قلت فان لم تکن لھم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلھا ولو ان تعض باصل شجرة حتی ید رکک الموت وانت علی ذلک"

ترجمہ : "مسلمین کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو میں نے کہا اگر مسلمین کی جماعت (حکومت) اور ان کا امام (خلیفہ) موجود نہ ہو تو (پھر کیا کروں) فرمایا تمام فرقوں (گروہوں) سے علیحدہ ہوجانا یہاں تک کہ تمہیں درختوں کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتی کہ تمہیں جب موت آئے تو اسی حالت میں کہ تم سب سے علیحدہ ہو۔"

(بخاری و مسلم)

امام بخاریؒ اور ابن ماجہؒ نے اس حدیث کو "کتاب الفتن" میں نقل کیا ہے اور امام مسلمؒ نے صحیح مسلم کی "کتاب الامارة' باب الامر بلزوم الجماعة عند ظہور الفتن" میں ذکر کیا ہے اسی حدیث کو دوسرے طریق سے امام ابو داؤدؒ نے کتاب "الفتن والملاحم" میں اور امام حاکمؒ نے کتاب الفتن" میں روایت کیا ہے۔

"فتن" فتنہ کی جمع ہے جس کے معنی فساد' لڑائی' امتحان وغیرہ کے ہیں۔

"ملاحم" کے معنی بھی لڑائیوں اور عظیم واقعہ کے ہیں اس حدیث کا تعلق فتنہ و فساد کے دور سے ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اگر مسلمین کی امامت و حکومت قائم ہو تو ایک مسلم کیلئے لازم ہے کہ وہ اس سے چمٹا رہے جیسا کہ صحیح مسلم کی کتاب اور باب سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے اور اگر مسلمین کی

کوئی امارت یا حکومت قائم نہ ہو تو پھر دوسرے حکم پر عمل کیا جائے یعنی پھر تمام سیاسی جماعتوں اور پُر فتن لوگوں سے علیحدہ ہو کر اور فتنوں سے دور رہ کر ایک مسلم اپنی بقیہ زندگی گزارے اور یہ بات امام بخاریؒ کے قائم کردہ باب سے بھی ثابت ہے۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے۔

"کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ"

ترجمہ : "جب جماعت (حکومت) قائم نہ ہو تو ایسے وقت میں کیا صورت حال ہوگی"؟ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان الفاظ کی وضاحت دو ٹوک الفاظ میں یوں فرماتے ہیں۔

"والمعنی ماالذی یفعل المسلم فی حال الاختلاف من قبل ان یقع الاجتماع علی خلیفۃ"

ترجمہ : "اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایک خلیفہ پر اجتماع سے پہلے اختلاف کی حالت میں ایک مسلم کیا طرز عمل اختیار کرے گا"؟ اور حافظ صاحبؒ کا یہ فیصلہ ان تمام احادیث و آثار کے پیش نظر ہے کہ جو اس دور کے فتن سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور مسعود **"تلزم جماعۃ المسلمین و اما مھم"** والی حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ "امام" سے مراد جو کہ حدیث میں ہے وہ میں ہوں جیسے مرزا قادیانی قرآن میں لفظ "عیسیٰ" سے اپنے آپ کو مراد لیتا ہے اسی طرح مسعود اس حدیث میں امام سے اپنے کو مراد لیتا ہے حالانکہ اس حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے جیسا کہ خود حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں صراحتاً" آگیا ہے۔ (ابوداؤد ص ۵۸۲ ج ۔ ۲)

پھر وہی بات کہ بے چارے اس مسعود کو خلافت تو کیا ملتی وہ ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہے یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث میں جس فتنہ کا ذکر ہے وہ بالکل قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ ابو داؤد صفحہ ۵۸۳ پر صراحتاً" موجود ہے کہ گھوڑی حاملہ ہوگی مگر اس کے بچہ جننے سے پہلے قیامت آجائے گی کیا واقعی یہ وہ زمانہ ہے؟ مسعود جی قرآن نے تو یہود کی یہ عادت بتائی ہے **"یحرفون الکلم عن مواضعہ"**

ترجمہ : "وہ باتوں کو اپنے موقع سے ہٹا کر بے موقع استعمال کرتے ہیں۔" اور یہ ہی ظلم ہے کیونکہ ظلم کی تعریف ہے **"وضع الشئی فی غیر محلہ"**

ترجمہ : "کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنا۔" اور یہود بھی ایسا ہی کرتے تھے آپ (مسعود) نے قرآنی آیات اور احادیث کو بے موقع استعمال کر کے یہود کی یاد تازہ کردی اور ظالموں کی فہرست میں اپنا نام لکھوادیا۔ اس حدیث میں دو (۲) چیزوں کا حکم ہے (۱) جماعت المسلمین اور اس کا امام موجود ہے تو اس کے ساتھ وابستہ رہے (۲) جماعت المسلمین اور اس کا امام موجود نہیں ہے تو پھر تمام فرقوں سے الگ ہوجائے۔ اول تو موصوف کا اس حدیث سے استدلال کرنا ہی غلط ہے لیکن چونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ اور ان کی جماعت شدت سے اس حدیث پر عمل پیرا ہے بلکہ ان کی جماعت کی بنیاد ہی اس حدیث پر قائم ہے۔ لہٰذا ہم اس حدیث کے الفاظ پر غور کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ موصوف کا دعویٰ کہاں تک درست ہے۔ اس حدیث میں پہلا حکم یہ دیا گیا ہے کہ جماعت المسلمین اور اس کا امام موجود ہو تو اس کے

ساتھ وابستہ رہا جائے موصوف ہی بتائیں کہ جب وہ جماعت اہلحدیث سے
نکلے تھے تو کیا جماعت المسلمین اور اس کا امام کہیں موجود تھے؟ اگر ان کا
جواب نفی میں ہو اور یقیناً نفی میں ہوگا تو پھر انہیں اس حدیث کے دوسرے
حکم پر عمل کرنا چاہئے تھا یعنی وہ تمام فرقوں سے علیحدہ ہوجاتے اور تنہائی
اختیار کرلیتے لیکن موصوف نے خود اس حدیث کے ایک حکم پر عمل نہیں
کیا۔ یہ ہی نہیں بلکہ موصوف نے اس حدیث کے حکم میں اپنی طرف سے
اضافہ بھی کردیا چنانچہ موصوف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

"وصائے نبوی اس حدیث میں دو باتوں کی وصیت ہے (۱) جماعت
المسلمین سے چمٹے رہنا (۲) جماعت المسلمین نہ ہو تو تمام فرقوں سے
علیحدہ ہوکر اگر درخت کی جڑیں چبانی پڑیں تو درخت کی جڑیں چباتا اور
اسی حالت میں مرجانا۔ بتایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان
وصیتوں پر کس طرح عمل کیا جائے اگر جماعت المسلمین ہے تو اس میں
شامل ہوجایئے نہیں ہے تو بنائیں نہیں بناسکتے تو پھر تمام فرقوں سے کنارہ
کش ہو جایئے اور اسی حالت میں مرجایئے الغرض حدیث بالا کا تقاضا یہ
ہے کہ ہم تمام فرقوں سے علیحدہ رہیں۔ صرف مسلم بنیں اپنے کو صرف
مسلم کہیں اور صرف جماعت المسلمین سے وابستہ رہیں۔
حکم رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے جاہلیت
کی پکار پکاری وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔"
(عکس ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم صفحہ ۸)

موصوف نے اس حدیث میں دو حکموں کے علاوہ ایک
تیسرے حکم کا بھی اضافہ کردیا اور وہ یہ کہ "نہیں ہے تو بنایئے نہیں
بناسکتے" جب علمائے کرام نے موصوف کی گرفت کی اور ان کی اس
خیانت اور چالاکی کا ذکر عام ہوا تو موصوف نے اپنے اس کتابچہ سے یہ

الفاظ غائب کردیئے لیکن جلدی میں انہوں نے وہ جگہ جہاں یہ الفاظ لکھے
ہوئے تھے ایک لائن--------- چھوڑدی۔ ملاحظہ فرمائیں۔ "اگر
جماعت المسلمین ہے تو اس میں شامل ہوجایئے نہیں ہے تو --------
پھر تمام فرقوں سے کنارہ کش ہوجایئے اور اسی حالت میں مرجایئے۔"
(عکس ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم صفحہ ۸)

اور پھر موصوف نے اس کے بعد وہ لائن بھی غائب کردی۔
ملاحظہ فرمائیں "اگر جماعت المسلمین ہے تو اس میں شامل ہوجایئے
نہیں ہے تو پھر تمام فرقوں سے کنارہ کش ہوجایئے اور اسی حالت میں
مرجایئے۔" (عکس ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم صفحہ ۸) اس ایک
صفحہ پر موصوف نے کیا کیا گل کھلائے ہیں اور کن کن خیانتوں
کا ارتکاب کیا ہے ایک خیانت کا ذکر "مسلم" نام کے سلسلہ میں
ہوچکا اور دوسری سب سے بڑی خیانت یہ ہے اور پھر طرفہ تماشہ
یہ ہے کہ موصوف نے اپنی اس غلطی کا اعتراف کہیں حاشیہ پر
بھی نہیں کیا کیونکہ غلطی ماننے سے ان کا غلط ہونا لازم آئے گا
اور پھر نئے لوگ ان کی جماعت میں داخل نہیں ہوں گے
موصوف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھ کر بھی نہ ڈرے
جبکہ انہیں معلوم ہے کہ اس سلسلہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد موجود ہے۔

"من کذب علی متعمد افلیتبوا مقعدہ من النار"
(صحیح بخاری کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم)

ترجمہ : "جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ کہا وہ اپنا ٹھکانہ
جہنم میں تلاش کرے۔" ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اس حدیث کا تعلق موصوف
کی نام و نہاد جماعت سے بالکل نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق مسلمین کی امارت

اور ان کے خلیفہ سے ہے چنانچہ حذیفہ بن یمانؓ کی اس حدیث کے دوسرے طریق سے یہ مسئلہ بے غبار ہوکر بالکل واضح ہوجاتا ہے۔ یہ حدیث تین طریق سے مروی ہے (۱) پہلا طریق بخاری و مسلم میں (۲) دوسرا طریق صحیح مسلم میں (۳) تیسرا طریق ابوداؤد' مسند احمد' اور مستدرک وغیرہ میں ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

" ان کان للہ خلیفۃ فی الارض فضرب ظھرک واخذ مالک فاطعہ والاتمت وانت عاض بجذل شجرۃ --- وفی روایۃ فان لم تجد یومئذ خلیفۃ فاھرب حتی تموت فان تمت وانت عاض"

(سنن ابوداؤد مع عون المعبود صفحہ ۱۵۴' ۱۵۵ ج۔۴) وقال الالبانی اخرجہ ابو داؤد (۴۲۴۴' ۴۲۴۵) واحمد قلت : وھذا اسناد حسن (السلسلۃ الصحیحہ صفحہ ۴۰۰ رقم۱۷۹۱) وقال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واقرہ الذھبی (مستدرک صفحہ ۴۳۳ ج۔۴) وسکت علیہ ابو داؤد و منذری)

ترجمہ : "اگر (اس وقت) زمین میں اللہ کا خلیفہ موجود ہو تو اس کی (ہر صورت) اطاعت کرنا اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال بھی چھین لے اور اگر ایسا نہ ہو (اور کوئی خلیفہ موجود نہ ہو) تو پھر مرجانا اس حال میں کہ تجھے کسی درخت کی جڑیں چبانی پڑیں -------اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر تو اس زمانہ میں کسی خلیفہ کو نہ پائے تو بھاگ جانا یہاں تک کہ تجھے موت آجائے اگرچہ موت تجھے (درخت کی جڑیں) چباتے چباتے آئے۔" اسی مضمون کی ایک حدیث (مسند احمد صفحہ ۴۰۳ ج۔۵) صحیح جامع الصغیر لالبانی (ص نمبر ۵۷۵ ج۔۱) فتح الباری (ص نمبر ۳۶ ج۔۱۳) وغیرہ میں بھی موجود

ہے۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں جس امام کا ذکر ہے اس سے مراد مسلمین کا خلیفہ ہے اس حدیث کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہے اور موصوف کا اس حدیث پر خوا مخواہ کا اعتراض کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ صحیح مسلم کی اسی حدیث کے دوسرے طریق میں امام کی وضاحت امیر کے الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے چنانچہ اس حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں "میرے بعد ایسے ائمہ (حکمران) ہوں گے جو میری راہ پر نہیں چلیں گے اور میری سنت پر عمل نہ کریں گے اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے دل شیطان کے سے اور بدن انسان جیسے ہوں گے (جناب حذیفہؓ کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ و سلم) اگر میں ایسے لوگوں کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔

" تسمع وتطیع للامیر و ان ضرب ظھرک واخذ مالک فاسمع واطع"

ترجمہ : "امیر کی بات سن اور اس کی اطاعت کر اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال چھین لے (اس کے باوجود بھی تو اس کی) بات سن اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کر۔"

پیٹھ پر ضرب وہی امیر لگاسکتا ہے جس کے پاس اختیارات ہوں کیا موصوف صرف اپنے محلّہ کی ہی گانوں کی دکانیں اور وڈیو کیسٹ کی دکانیں کھولنے والے کو اس فعل قبیح سے روک بھی سکتے ہیں مارنا تو دور کی بات ہے۔ اس حدیث کے بعض الفاظ بھی اوپر والی روایت سے ملتے ہیں البتہ اس میں حکمرانوں کیلئے "امیر" اور "امام" کے الفاظ آئے ہیں جبکہ اوپر والی روایت میں "خلیفہ" کے الفاظ ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں جناب عبداللہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں "الجماعۃ" کی وضاحت ان ہی کی دوسری روایت میں "سلطان" کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ قیامت کی علامات کے سلسلہ میں ایک امام کا تذکرہ احادیث میں کثرت کے ساتھ موجود ہے جن کو "امام مہدی" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس امام کو خلیفہ کہا گیا ہے۔

(صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ عن جابرؓ)

پس ثابت ہوا کہ احادیث میں امام اور خلیفہ کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال کئے گئے ہیں اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ فاسق حکمرانوں کی بھی اطاعت کی جائے اور ان کے ساتھ رہا جائے تاکہ امت میں تفرقہ پیدا نہ ہو جبکہ موصوف فرقہ اہلحدیث سے جدا ہو چکے ہیں اور فرقہ در فرقہ "جماعت المسلمین" کے نام سے بنالیا

موصوف کی ایک اور خیانت "فاعتزل تلک الفرق کلھا" اور "الجماعۃ" کے مطلب میں

موصوف کا خیال ہے کہ اس حدیث میں

"فاعتزل تلک الفرق کلھا"

ترجمہ : "تو پھر تمام فرقوں سے علیحدہ ہوجانا۔" سے مراد دینی فرقے اور جماعتیں ہیں جبکہ حدیث کے سیاق و سباق اور دوسری احادیث کے پیش نظر اس سے سیاسی جماعتیں ، حکومت کے باغی اور گمراہ لوگ مراد ہیں۔ چنانچہ جناب یسیر" کہتے ہیں کہ جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کردیئے گئے تھے تو میں جناب ابو مسعودؓ سے ملا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فِتَن کے متعلق جو کچھ سنا ہے اسے بیان کیجئے جناب ابو مسعودؓ نے فرمایا کہ بے شک ہم کوئی چیز نہیں چھپائیں گے

" علیک بتقوی اللہ والجماعۃ وایاک والفرقۃ فانھا ھی الضلالۃ وان اللہ لم یکن لیجمع امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الضلالۃ"

(رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات مجمع الزوائد ص ۲۱۸ ج۔۵ مستدرک ص ۵۰۶ ج۔۴ وصححہ الحاکم والذہبی)

ترجمہ : "آپ پر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور جماعت (یعنی اجتماعیت) کے ساتھ رہنا لازم ہے اور تفرقہ (فرقہ بازی) سے بچتے رہنا کیونکہ بے شک

یہ گمراہی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔" اس حدیث سے فرقہ کا مفہوم پوری طرح واضح ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جب لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے کے درپے تھے تو حضرت حذیفہؓ نے اس پر تشویش کا اظہار فرمایا اور پھر حضرت ربعی بن خراشؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا

"من فارق الجماعة واستذل الامارة لقي الله ولا وجه له عنده"

(رواہ احمد ص ۳۸۷ ج۔۵ ورجالہ ثقات مجمع الزوائد ص ۲۲۲ ج۔۵)

ترجمہ : "جو شخص جماعت (مسلمین کی امارت) سے الگ ہوا اور حکومت کی توہین کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔"

اس حدیث میں حضرت حذیفہؓ نے "الجماعة" کی وضاحت (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ذریعہ) امارت کے الفاظ کے ساتھ فرمادی اس سے زیادہ فرقہ یا تفرقہ یا الجماعة کی وضاحت ممکن نہیں ہے اور اس طرح کی احادیث اپنے مفہوم پر بالکل واضح ہیں بلکہ جناب عبداللہ بن مسعودؓ نے ان سے فرمایا **"فالزم جماعة الناس"** "یعنی پس تو جماعہ الناس (لوگوں کی جماعت) کو لازم پکڑ۔"

(رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات مجمع الزوائد ص ۲۲۲ ج۔۵)

یعنی اجتماعیت کے ساتھ رہنا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے "جماعت المسلمین" کی وضاحت "جماعة الناس" سے فرمادی ہے۔

خود جناب حذیفہ بن یمانؓ کی اسی روایت کے دوسرے طریق میں بھی "جماعة" کی وضاحت امارت (حکومت) کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے چنانچہ ابو داؤد کی روایت کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں

"هدنة على دخن وجماعة على اقذاء"

ترجمہ : "اس وقت صلح کی بنیاد کدورت پر ہوگی (یعنی ظاہر میں تو صلح اور باطن میں کدورت ہوگی۔) اور جماعت (امارت) کی بنیاد فساد پر ہوگی۔"

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں

"قال نعم تكون امارة على اقذاء وهدنة على دخن"

(ابو داؤد، مشکاۃ المصابیح صفحہ ۴۸۴ ج۔۳)

ترجمہ : "جی ہاں امارت ہوگی جس کی بنیاد فساد پر ہوگی اور صلح کی بنیاد کدورت پر ہوگی۔" پس اس حدیث کے دوسرے طریق سے دونوں ہی باتیں ثابت ہوگئیں (۱) امام کی وضاحت خلیفہ کے الفاظ کے ساتھ (۲) جماعت المسلمین کی وضاحت مسلمین کی امارت کے ساتھ۔

"فالحمدللہ علی ذلک"

اور حضرت حذیفہؓ ہی سے دوسری روایت میں "الجماعة" کی وضاحت امارة (حکومت و خلافت) کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

ایک اور خیانت۔ لفظ "فرقہ" میں جو مسعود کی مراد ہے وہ غلط ہے

موصوف اپنے نوزائیدہ فرقہ کے علاوہ باقی تمام جماعتوں کو فرقہ قرار دیتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ فرقہ کا اطلاق باطل پرستوں پر ہی ہوتا ہے حالانکہ لفظ فرقہ کا مطلب جماعت ہے اور اس لفظ میں بذات خود کوئی اچھائی یا برائی نہیں ہے بلکہ اس میں اچھائی یا برائی منہج کے لحاظ سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ قرآن و حدیث میں لفظ فرقہ کو اچھے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے

"فلو لانفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین"

(سورۃ التوبہ آیت ۱۲۲)

ترجمہ : "سو ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر ایک فرقہ میں سے چند لوگ نکل کھڑے ہوں کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں" یعنی علم دین حاصل کریں قرآن کریم کی اس آیت میں پوری امت ہی کو فرقہ قرار دیا گیا ہے اور اس آیت میں فقہاء کی تعریف بیان کی گئی ہے اور یہاں فرقہ اچھے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کرتے ہیں

"یکون فی امتی فرقتان" یعنی "میری امت میں دو فرقے ہوجائیں گے"

(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۳۴۲ ج۔۱، مسند احمد صفحہ ۴۵، ۴۶ ج۔۳ صحیح ابن حبان رقم ۶۷۰۰)

اس حدیث میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جماعتوں کو دو فرقے کہا گیا ہے۔ جناب زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ کرامؓ کے ساتھ غزوہ احد کیلئے) احد کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ (منافقین) جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے واپس لوٹ گئے۔

"وکان اصحب النبی صلی اللہ علیه وسلم فرقتین فرقة تقول نقاتلهم وفرقة تقول لا نقاتلهم فنزلت۔ فما لکم فی المنفقین فئتین...... الخ

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد)

ترجمہ : "پس صحابہؓ میں ان کے متعلق دو فرقے ہوگئے ایک فرقہ (گروہ) نے کہا کہ ہم ان سے قتال کریں گے اور دوسرے فرقہ نے کہاں کہ ہم ان سے قتال نہیں کریں گے چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی "تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو۔" اس حدیث میں زید بن ثابتؓ نے صحابہؓ کو دو فرقے قرار دیا اور قرآن میں فرقہ کی وضاحت "فئۃ" سے کی گئی ہے اور فئۃ کے معنی بھی جماعت کے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ لفظ فرقہ کا مطلب بھی جماعت ہے ایک حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکوں (تاتاریوں) کے بغداد پر حملہ کا ذکر فرمایا ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں

"فیتفرق اهلها ثلاث فرق فرقة یلخنون اذناب البقر والبریة وهلکوا ' وفرقة یاخنون لانفسهم و کفرو ' وفرقة یجعلون ذراریهم خلف ظهورهم ویقاتلونهم وهم الشهداء"

(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی ذکر البصرۃ واسناد حسن)

ترجمہ : "اس (شہر) کے لوگ تین فرقوں (جماعتوں) میں تقسیم ہوجائیں گے ایک فرقہ (جماعت) تو بیلوں کی دُموں اور میدان کو اختیار کرکے ہلاک ہوجائے گا اور دوسرا فرقہ اپنی جانوں کو بچانے کی خاطر کفر اختیار کرے گا اور تیسرا فرقہ اپنے پیچھے اولاد کو چھوڑ دے گا اور ان (ترکوں) سے قتال کرے گا اور وہی شہید ہوں گے۔" افتراق امت والی حدیث جس میں ہے کہ میری امت بہتر(۷۲) فرقوں میں بٹ جائیگی اس میں اہل حق کو بھی فرقہ کہا گیا ہے اور پھر اسے "الجماعۃ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ان بنی اسرائیل افترقت علی احدی وسبعین فرقۃ وان امتی ستفترق علی اثنین و سبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ"

(ابن ماجہ کتاب الفتن وقال الالبانی وسندہٗ جید)

ترجمہ : "بے شک بنی اسرائیل اکہتر(۷۱) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور بے شک میری امت بھی عنقریب بہتر(۷۲) فرقوں میں بٹ جائیگی اور سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک (فرقہ) کے اور یہ جماعت ہوگی۔" فرقہ برے معنی میں بھی تب ہی استعمال ہوگا کہ جب وہ اپنے منہج سے ہٹ جائے گا اور دین کی شاہراہ کو چھوڑ دے گا جیسے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

"ان الذین فرقوا دینھم و کانو ا شیعا لست منھم فی شئی"

(سورہ الانعام آیت ۱۵۹)

ترجمہ : "بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور گروہ گروہ بن گئے ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں۔" اور اسکی واضح مثال خوارج ہیں کہ جو حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جماعتوں سے الگ ہوگئے تھے حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی جماعتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو فرقے قرار دیا لیکن خوارج کو مارقہ (نکلنے والے) کا نام دیا اور موجودہ دور میں اس کی مثال موصوف ہیں کہ فرقہ در فرقہ بنالیا۔

"تلک الفرق کلھا" میں ایک اہم جائزہ

اس حدیث سے ایک اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ جن فرقوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ اور جدا ہوجانے کا حکم دیا تھا ان کی نشانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی بیان فرمادی تھیں یعنی وہ گویا جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوکر اس کی طرف دعوت دینے والے ہوں گے اور جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں گرا دیں گے اور وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری زبان میں باتیں کریں گے **"تلک الفرق کلھا"** میں "تلک" اسم اشارہ بعید انہی گمراہ فرقوں کی طرف ہے جبکہ موصوف نے اسکا رخ اہل سنت والجماعت کی طرف بھی پھیر دیا مختصر یہ کہ یہ گمراہ لوگ ہوں گے اور ایسے لوگوں سے اہل حق کو بالکل الگ تھلگ ہونا چاہیۓ۔

موصوف کا غیر اسلامی انداز دعوت

موصوف نے کچھ اس انداز سے لوگوں کو مسلم بن جانے کی دعوت دینا شروع کردی ہے کہ گویا مسلم دنیا سے ناپید ہوچکے ہیں اور اب موصوف نئے سرے سے لوگوں کو مسلم بنارہے ہیں اور اس طرح کا دعویٰ نبوت کے دعویٰ سے کچھ کم نہیں ہے حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ مسلمین قیامت تک دنیا میں رہیں گے اور جس دم بھی مسلمین کا وجود دنیا سے ناپید ہوجائے گا قیامت قائم ہوجائے گی ایک حدیث میں ہے "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ اللہ اللہ کہنے والے موجود ہوں گے۔"

(مسند احمد وقال الالبانی ... بسند صحیح ' مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۲۷ ج۔۳)

معلوم ہوا کہ مسلمین کے ختم ہوجانے پر قیامت قائم ہوگی کوئی شخص صرف اپنے کو "مسلم" کہے اور دوسرے کو غیر مسلم سمجھے اور خود اسلام کا ٹھیکیدار بن جائے اور دوسروں کے اسلام و ایمان کی نفی کو اپنی زندگی کا مشن بنالے یہ بات کسی کے لئے مناسب نہیں ہے اس سلسلہ کی ایک اہم حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں

"عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم یوشک الامم..... الخ"

ترجمہ : "حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ دوسری (غیر مسلم) قومیں تم سے لڑنے اور تمہیں مٹانے کے لئے اس طرح ایک دوسرے کو بلائیں گی کہ جیسے کھانا کھانے والے دوسرے (بھوکے) لوگوں کو دستر خوان پر بلاتے ہیں یہ سن کر صحابہؓ میں سے

کسی نے پوچھا (وہ لوگ ہم پر اس لئے غلبہ حاصل کرلیں گے کہ) اس وقت تعداد میں ہم کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں بلکہ تم ان دنوں میں تعداد میں زیادہ ہوگے لیکن ایسے جیسا کہ دریا یا نالوں کے کنارے پانی کے جھاگ ہوتے ہیں" (یعنی تم نہایت کمزور اور ضعیف ہوگے) تمہارا رعب اور ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں "وھن" کی بیماری پیدا ہوجائے گی کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) "وھن" (ضعف و سستی) سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

(رواہ ابو داؤد والبیہقی فی دلائل النبوۃ ' مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۴۷۵ ' ج۔۳ وقال الالبانی وھو حدیث صحیح وقال الاستاد زبیر بن مجدد علی زئی واسنادہ حسن لشاہدہ الذی عند احمد (۲۷۸/۵) وغیرہٗ راجع الصحیحۃ للالبانی رقم ۹۵۸ وحاشیہ شرح السنۃ (۱۵/۱۶)

اس حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ آخری زمانے میں مسلمین کثرت سے ہوں گے البتہ ان میں کچھ کمزوریاں ایسی پیدا ہوجائیں گی کہ جس کی بناء پر دوسری قوموں کو ان پر چھا جانے کا موقع مل جائے گا کیونکہ دنیا کی محبت اور موت سے نفرت انہیں جہاد جیسے عظیم مشن سے دور لے جائیگی اور دوسری احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایک جماعت (عصابۃ من المسلمین) ایسی ہوگی جو ہمیشہ حق پر ڈٹی رہیگی اور اپنے مخالفین پر دلائل کی بنیاد پر غالب رہے گی اور وہ حق کی خاطر کسی کی مخالفت کو خاطر میں لائے گی اور نہ مخالفین انہیں کوئی نقصان پہنچاسکیں گے اور جہاں ان کو موقع

ملا تو یہ جماعت جہاد کا فریضہ بھی ادا کرتی رہے گی ' حضرت جابر بن سمرہؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ سے اس سلسلہ کی جو روایات صحیح مسلم میں مروی ہیں ان میں "**عصابۃ من المسلمین**" (مسلمین کی ایک جماعت) کے الفاظ بھی موجود ہیں اگر موصوف کو نام رکھنے کا اتنا ہی شوق تھا تو وہ یہ نام بھی رکھ سکتے تھے حقیقت یہ ہے کہ احادیث میں "**جماعۃ المسلمین**" یا "**عصابۃ من المسلمین**" کے الفاظ نام کے طور پر استعمال ہی نہیں ہوئے ہیں ورنہ پھر اس حدیث کے مطابق پورا نام "جماعۃ المسلمین واما مھم" ہونا چاہئے تھا بلکہ اس حدیث میں یہ جتانا مقصود ہے کہ مسلمین پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ جب وہ ایسی صورت حال سے دوچار ہوں گے۔

"تلزم جماعت المسلمین" سے کیا مراد ہے؟

حدیث میں جو "تلزم جماعت المسلمین" ہے تو جماعت المسلمین سے سنّی مسلمان مراد ہیں کیونکہ صحیح مسلم کے صفحہ ۱۲۷ ج۔۲ پر اس جماعت کے مخالفین کے بارے میں صراحتاً" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "لا یستنون بسنتی" فرمایا ہے جب وہ غیر سنّی ہیں تو یقیناً جماعت المسلمین سے مراد سنی مسلمان ہیں مگر بانی فرقہ یہ الفاظ جن میں سنت کا ذکر ملتا ہے ہرگز نقل نہیں کرتا اس حدیث سے اپنا فرقہ مراد لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح جھوٹ ہے کیونکہ یہ فرقہ بیس (۲۰) بائیس (۲۲) سال قبل کی پیداوار ہے اگر بانی فرقہ کو یہ ہی شوق ہے کہ ان کے اس نوزائیدہ فرقہ کا نام یا ذکر کسی حدیث میں مل جائے تو اس کیلئے مناسب ترین حدیث یہ ہے

"**یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ..... الخ**"

ترجمہ : "ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں میں صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا (جیسا کہ مسعودی فرقہ کا عنوان جماعت المسلمین ہے مگر اسلام انقیاد کا نشان تک مفقود ہے) ان کے قرآن کے صرف الفاظ ہوں گے (اس سے استنباط احکام کی اہلیت سے بالکل کورے ہوں گے) ان کی مساجد اگرچہ آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت کا سرچشمہ نہیں ہوں گی انکے علماء زمین کے رہنے والوں میں سب سے شریر ہوں گے (کیونکہ باقی شریر مسجد سے باہر شرارتیں کرتے ہیں مگر ان کی شرارتوں کے اڈے ان کی مساجد ہوں گی۔ اور وہ دین میں شرارتیں اور فتنے پھیلائیں گے وہ ان فتنوں کے بانی بھی ہوں گے اور ان فتنوں کے سرپرست بھی ہوں گے)

(شعب الایمان بیہقی بحوالہ مرعاۃ صفحہ ۳۲۱ ج۔۱)

دیکھئے یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ بانی فرقہ کی مسجد سے اَن پڑھ نوجوان نکل کر دفتر' ہر بازار' ہر دکان پر اور بس میں فتنہ پھیلاتے ہیں مسلمانوں کو کافر' مشرک کہتے ہیں ساتھ ساتھ اپنی جہالت کا بھی پورا پورا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم عالم نہیں ہیں۔ پھر ساتھ یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جب ہم ان کے سامنے قرآن و حدیث پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس سے صرف ایک رکعت مکمل ترتیب سے اور مسائل کے ساتھ دکھادو تو "**صم بکم عمی فھم لا یرجعون**" (یعنی بہرے 'گونگے' اندھے) کا مجسم مصداق آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

لطیفہ

"مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب نے اپنے رسالہ "فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں" میں "لطیفہ" کے عنوان سے لکھا ہے کہ

"اس فرقہ کا ایک آدمی میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں بانی فرقہ کی تصنیف "تلاش حق" تھی اس کا دعویٰ تھا کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں میں نے پوچھا مسعود احمد کی اطاعت و تقلید کو فرض مانتے ہو اور داخل فی الدین سمجھتے ہو یا نہیں اس نے کہا ہم مسعود احمد کی پیروی معروف میں بحکم قرآن و حدیث فرض سمجھتے ہیں میں نے کہا کہ ائمہ اربعہ کے مقلدین بھی ائمہ کی تقلید معروف میں کرتے ہیں تم اس کو شرک و کفر کہتے ہو۔ مسعود احمد کی تقلید کو فرض مانتے ہو جسکے پاس معروف ہے ہی نہیں منکرات ہیں اس پر وہ تلملایا۔ میں نے کہا یہ کتاب "خلاصہ تلاش حق" ۱۹۸' صفحات کی کتاب ہے تم یہ بتاتے ہو کہ ہم صرف قرآن و حدیث مانتے ہیں ان ۱۹۸ صفحات میں قرآن پاک کی کتنی آیات ہیں؟ احادیث صحیحہ کتنی ہیں؟ اور جھوٹ اور خیانتیں کتنی ہیں؟ میں نے کہا اس میں قرآن پاک کی ایک آیت بھی نہیں جو موافق موقع لکھی گئی ہو کہ مجتہد کی تقلید مسائل اجتہادیہ میں شرک و کفر ہے۔ ایک بھی حدیث اس مضمون کی نہیں ہے ہاں جھوٹ اور خیانتیں بہت ہیں۔"

مسعود احمد کی خیانتیں

خیانت نمبر۱

بانی فرقہ لکھتا ہے کہ "صاحب در مختار نے امام ابو حنیفہؒ کی طرف نسبت کر کے شرائط امامت میں یہ مسئلہ لکھا ہے "اسے امام بنایا جائے جس کا سر سب سے بڑا ہو اور ذکر (آلہ تناسل) سب سے چھوٹا ہو۔"
(خلاصہ تلاش حق صفحہ ۲۴)

مسعود احمد نے صاحب در مختار پر ایک ہی سانس میں تین جھوٹ بول دیئے (۱) انہوں نے قال ابو حنیفہؒ سے قول بیان کیا ہے (۲) اس کو شرط امامت کہا ہے (۳) وہاں ذکر (آلہ تناسل) کا لفظ ہے۔

خیانت نمبر۲

بانی فرقہ لکھتا ہے کہ "حضرت وائلؓ دوسری مرتبہ شوال ۱۰ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے (البدایۃ والنہایہ) دوسری مرتبہ آمد پر بھی ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ رفع یدین کرتے تھے"
(صحیح مسلم صفحہ ۴۷)

بانی فرقہ نے جو بات البدایۃ والنہایہ کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے اور جو صحیح مسلم کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے صحیح مسلم میں نہ دوبارہ آنے کا ذکر ہے نہ صحابہؓ کے رفع یدین کا کوئی تذکرہ۔

خیانت نمبر۳

بانی فرقہ لکھتا ہے کہ "حضرت عمرؓ کے تو بیٹے' پوتے سب رفع یدین کرتے تھے بلکہ بیٹے تو رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے"۔
(مسند احمد تلاش حق صفحہ ۱۸۵)

یہ دونوں باتیں کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے' پوتے سب رفع یدین کیا کرتے تھے بلکہ بیٹے تو نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے ہرگز امام احمد کی مسند میں نہیں ہیں آپ (مسعود احمد) پہلے حضرت عمرؓ کے بیٹوں اور پوتوں کی فہرست

بحوالہ کتب بتائیں پھر سب کا رفع یدین کرنا مسند احمد سے سندوں سے دکھائیں اور بیٹوں کا رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارنا ثابت کریں۔

خیانت نمبر ۴

"حضرت عمرؓ نے رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرکے نماز پڑھنے کا طریقہ مسجد نبوی میں برسرعام سکھایا"

(خلاصہ تلاش حق صفحہ ۸۰، ۱۸۶)

پھر صلوٰۃ المسلمین، منہاج المسلمین، تفسیر قرآن عزیز میں بانی فرقہ نے اس کی سند کو متصل اور صحیح قرار دیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے بانی فرقہ میں ایک ذرہ صداقت بھی موجود ہے تو اس کی سند کا اتصال اور اسکی سند کی صحت دلائل سے ثابت کرے بانی فرقہ نے نصب الرایہ صفحہ ۴۲۶ ج۔۱ کی عبارت نقل کرنے میں بھی شرمناک خیانت سے کام لیا ہے۔ میں نے کہا آپ ان جھوٹوں کی اشاعت اس نام سے کر رہے ہیں کہ یہ قرآن و حدیث کی دعوت ہے بڑے افسوس کی بات ہے۔"

مسعودی فرقہ کا قرآن کریم کے ساتھ افسوس ناک سلوک

بانی فرقہ اور اس کے مقلدین قرآن کا نام لیکر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں

حالانکہ یہ قرآن رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے ذریعہ ہم تک پہنچا یہ امت جن کے ذریعہ قرآن پاک وہند میں آیا اہل سنت والجماعت حنفی تھے ہم ان کو مسلمان کہتے ہیں تو گویا ہمیں یہ قرآن مسلمانوں کے ذریعہ سے ملا۔ بانی فرقہ ان کو کافر اور مشرک قرار دیتا ہے تو ان کو یہ قرآن مشرکوں اور کافروں کے ذریعہ ملا وہ ان کفار اور مشرکین پر اعتماد کیسے کرسکتے ہیں وہ کوئی ایسا قرآن لائیں جو غیر مقلدین کی سند متواتر سے ان کو ملا ہو یہ بھی مشاہدہ ہے کہ اس فرقہ کے اکثر لوگ قرآن پاک کی ناظرہ تلاوت بھی صحیح نہیں کرسکتے بانی فرقہ کا موجودہ قرآن کے بارے میں اعتقاد یہ ہے۔

"قرآن ہر لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے یہ ایک خوشنما جملہ تو ضرور ہے مگر حقیقت کچھ بھی نہیں نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل کا اور پھر وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے یہ عجیب بات ہے۔"

(تفہیم الاسلام صفحہ ۲۳۶)

"قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے دعا مانگ لو صلوٰۃ ادا ہوگئی، پاکیزگی اختیار کرلو زکوٰۃ ادا ہوگئی، صلوٰۃ میں ریاح خارج ہوجائے وضو سلامت رہے، ناچ و رنگ کی محفلیں قائم کرو کوئی ممانعت نہیں، فنون لطیفہ سے دلچسپی لو کوئی حرج نہیں، تاش و شطرنج سے لطف اٹھاؤ کوئی مضائقہ نہیں۔"

(تفہیم الاسلام صفحہ ۲۳۲)

"قرآن پاک میں عریانیت کا درس ہے"

(تفہیم الاسلام صفحہ ۲۴۶، ۲۴۷)

"قرآن میں بھی ایسی آیات پائی جاتی ہیں جس سے بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت کو بڑا دھکا لگتا ہے۔"

(تفہیم الاسلام صفحہ ۱۴۷ و ۲۴۸)

"کیا ان آیات سے دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہیں ملتا؟"

(تفہیم الاسلام صفحہ ۲۴۸)

"قرآن کی قطعیت پر تو قرآن کی آیات سے بھی چوٹ پڑتی ہے........ ستیا رتھ پرکاش وغیرہ کتابیں ملاحظہ ہوں۔"

(صفحہ ۲۵۵)

"وہ مسلم رہ کر بھی قرآن کا انکار کرسکتے ہیں...... مسلمانوں کا ایک جم غفیر تحریف پر ایمان رکھتا ہے۔"

(تفہیم الاسلام صفحہ ۲۶۹)

معلوم ہوا کہ مسعودی فرقہ کے امام مفترض الطاعۃ کے نزدیک قرآن نہ مکمل ہے نہ قطعی ہے قرآن دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع دیتا ہے۔ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت و مرتبہ کو بڑا دھکا لگاتا ہے۔ قرآن عریانیت کا درس دیتا ہے۔ ناچ ورنگ ، تاش، شطرنج اور چکلے کھولنے سے منع نہیں کرتا۔ قرآن کی تحریف کا قائل بھی مسلم ہے قرآن کا انکار کرکے بھی انسان مسلم ہی رہتا ہے غیر مسلم تو صرف ائمہ کی تقلید سے ہوتا ہے۔

مسعودی فرقہ کا احادیث مبارکہ کے ساتھ ناروا سلوک

حدیث کی جس قدر مستند کتابیں آج دنیا میں ملتی ہیں ان کے مؤلفین یا تو مجتہدین ہیں جن کو بانی فرقہ شریعت ساز قرار دیتا ہے اور شریعت سازی کفرو شرک ہے ان پر احبار و رھبان والی قرآنی آیات فٹ کرتا ہے یا کتب حدیث کے مؤلفین مقلدین ہیں جن کا ذکر طبقات حنفیہ' طبقات مالکیہ' طبقات شافعیہ' اور طبقات حنابلہ میں ہے جن کو بانی فرقہ مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے

اس لئے ان کتابوں سے تو ان کا کوئی تعلق ہی نہیں وہ کوئی ایسی حدیث کی کتاب پیش کریں جس میں حدیث نے مجتہدین کو شریعت ساز اور ان کے مقلدین کو مشرک اور غیر مسلم کہا ہو اور ہماری کتب حدیث کا مطالعہ بھی اس نے بہت سطحی نظر سے کیا ہے وہ خود لکھتا ہے۔

"سطحی نظر سے حدیث کا مطالعہ غلط فہمی اور گمراہی میں مبتلا کردیتا ہے ورنہ حقیقت بین اس کے رموز پالیتی ہیں سطحی نظر سے تو قرآن کا مطالعہ بھی گمراہ کن ہوسکتا ہے"

(تفہیم الاسلام صفحہ ۱۳۵)

خود بانی فرقہ کی گمراہی کی بنیاد قرآن و حدیث کا یہی سطحی مطالعہ ہے۔ کتب احادیث کا مطالعہ کرنے والا اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ کتب حدیث میں دو قسم کی حدیث ہیں

(۱) جو ایک ہی بات سے متعلق ہو ان کے معارض کوئی دلیل شرعی نہ ہو ان پر امت کے عمل میں بھی اختلاف نہ ہو ایسی احادیث پر سب ائمہ نے عمل کیا ان کی مثال سورج کی روشنی سی ہے جو ساری دنیا میں گھر گھر پھیلی ہوئی ہیں (۲) دوسری قسم' وہ احادیث ہیں جن میں آپس میں اختلاف و تعارض پایا جاتا ہے ان میں صحابہؓ کا عمل بھی مختلف ہے ایسی احادیث کو بعض علاقوں میں عملی تواتر نصیب ہوا بعض دوسرے علاقوں میں انکے بظاہر مخالف دوسری احادیث کو عملی تواتر نصیب ہوا ان احادیث کی مثال چاند کے ثبوت کی طرح ہے ایک علاقہ میں عید کا چاند نظر آگیا سارا ملک عید پڑھ رہا ہے دوسرے ملک میں چاند نظر نہیں آیا سب نے روزہ رکھا ہوا ہے دونوں ملک مسلمان ہیں مؤطا امام مالکؒ میں کتنی احادیث ہیں جو سنداً صحیح ہیں لیکن اہل مدینہ کا تعامل اس پر نہ ہونے کی وجہ سے امام مالکؒ نے بھی ان پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام ابو حنیفہؒ بھی ایسی روایات میں ان روایات پر ہی عمل کرتے ہیں جن پر اہل کوفہ کا تعامل ہو اس کے مخالف احادیث اس علاقہ میں تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ کہلاتی ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کذاب اور دجال ہوں گے وہ ایسی احادیث تمہارے پاس لائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوں گی (یعنی ان پر اس علاقہ میں عمل نہ ہوگا۔ عملی تواتر انکے خلاف ہوگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے بچنا ایسا نہ ہو کہ تم کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کردیں۔"

(صحیح مسلم صفحہ ١٠ ج ۔ ١)

بانی فرقہ مسعود احمد نے بالکل یہی کام کیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ اور گمراہی قرار دیا تھا کہ جن احادیث کے موافق اس ملک میں صدیوں سے عملی تواتر موجود تھا ان کو جھوٹا اور ضعیف کہہ کر ناقابل عمل قرار دیا اور جو احادیث اس ملک میں صدیوں سے عملی تواتر کے خلاف تھیں اور عملاً شاذ تھیں ان کو پیش کرکے فتنہ اور گمراہی کو ہوا دی۔

مسعودی فرقہ اور اجماع امت

آپ نے بانی فرقہ کے عقیدہ اسلام کے بارے میں بھی معلوم کرلیا کہ اس کے نزدیک مسلم کا مطلب غیر مقلد ہے قرآن پاک کے بارے میں بھی اس کے عقائد آپ کے سامنے آگئے احادیث کے بارے میں بھی اس کا سارا زور متعارضات پر ہے اور متعارضات میں سے ان احادیث پر عمل اور ان کی دعوت ہے جو اس ملک میں تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں کاش وہ **"من شذ شذ فی النار"** کی وعید سے ڈر جاتا اور اللہ کا خوف دل میں لے آتا تمام اہلسنت اجماع امت کو دلیل شرعی مانتے آئے ہیں اجماع امت کا مخالف بنص قرآن و سنت دوزخی ہے بانی فرقہ اجماع امت کو دلیل شرعی

نہیں سمجھتا اس لئے اس نے اجماع کی تعریف ایسی بیان کی کہ اس کا تحقق ہی نہ ہوسکے چنانچہ لکھتا ہے۔

"اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ صحابہؓ سے لیکر قیامت تک سب مسلم اس پر اتفاق کرلیں"

(خلاصہ تلاش حق صفحہ ١٧)

اجماع کی یہ تعریف نہ قرآن میں ہے نہ سنت میں نہ اصول میں اسی لئے مسعود صاحب نے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا گویا یہ تعریف "اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ" کی مصداق ہے لیکن بعض جگہ بانی فرقہ کو خود اجماع کی ضرورت پڑجاتی ہے چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ٣٢ سے صفحہ ٣٦ تک اس بات پر زور دیا ہے کہ بخاری و مسلم کے صحیح ہونے پر اتفاق و اجماع ہے کیا مسعود صاحب بتاسکتے ہیں کہ یہ اجماع کس مقام پر کس سن میں ہوا تھا جہاں تمام صحابہؓ سے لیکر قیامت تک کے مسلم جمع تھے مسعود جی یہ تو ابن صلاح کا قول ہے جو کہ نہ خدا ہے نہ نبی نہ صحابی نہ تابعی نہ تبع تابعی نہ مجتہد بلکہ امام شافعیؒ کا مقلد ہے جو سرے سے آپکے نزدیک مسلم ہی نہیں ہے تو یہ بانی فرقہ کی اتباع ہوئی (خواہشات کی اتباع) ہے نہ کہ اتباع شریعت۔

مسعود احمد صاحب کی اجتہاد کے بارے میں غلیظ رائے

تمام اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ **"القیاس مظهر لامثبت"** کہ قیاس

کتاب و سنت کے پوشیدہ مسائل کو تلاش کرنے کا نام ہے نہ کہ از خود مسائل گھڑنے اور شریعت سازی کا۔ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ مجتہد شارع یعنی شریعت ساز نہیں ہوتا بلکہ شارح یعنی کتاب و سنت کی تشریحات کا ماہر ہوتا ہے وہ اجتہادی مسائل میں واسطہ فی البیان اور واسطہ فی التفہیم ہوتا ہے۔ اہلسنت والجماعت کے نزدیک ایسے مسائل اجتہادیہ میں جو کتاب و سنت میں ہی پوشیدہ ہیں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور عامی پر تقلید واجب ہے بانی فرقہ نے جس طرح اسلام اور اجماع کا معنی بگاڑا اسی طرح اجتہاد اور تقلید کا معنی بھی بگاڑا۔ اہلسنت کے ہاں اجتہاد کا مطلب ہے کتاب و سنت کے پوشیدہ مسائل کی تلاش۔ اور اس نے اجتہاد کا معنی یوں بگاڑا کہ "قرآن و سنت کے خلاف مسائل گھڑنا اور کتاب و سنت کے خلاف شریعت سازی کرنا" یہ مطلب محض جھوٹ اور افتراء ہے کسی بھی مجتہد سے بانی فرقہ اجتہاد کا یہ مطلب ثابت نہیں کرسکتا اور تقلید کا مطلب سب اہلسنت و الجماعت کے ہاں یہی ہے کہ "ائمہ مجتہدین نے جو مسائل کتاب و سنت ہی سے تلاش کئے ہیں اس مجتہد کی راہنمائی میں کتاب و سنت سے ہی ظاہر شدہ احکام پر عمل کرنا" مگر بانی فرقہ مسعود احمد نے تقلید مجتہد کا یہ غلط مطلب گھڑا کہ "کتاب و سنت کے خلاف مجتہدین کے از خود گھڑے ہوئے مسائل پر عمل کرنا" اسی جھوٹ کی بناء پر اس نے فتنہ کھڑا کردیا ہے حالانکہ مجتہد کی تقلید کا یہ مطلب بانی فرقہ کا خانہ ساز ہے مقلدین پر بہتان وافتراء ہے مقلدین کی کسی بھی مستند کتاب سے بانی فرقہ تقلید مجتہد کی یہ تعریف ہرگز نہیں دکھا سکتا۔ "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا"۔

ائمہ مجتہدین کی کرامت کا ظہور

بانی فرقہ اگرچہ مجتہدین کو شریعت ساز کہتا ہے مگر ایک جگہ اس کے قلم سے حق بات نکل ہی گئی چنانچہ لکھتا ہے۔

> "اس میں شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی ہے وہ اصول سنت ہے کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا نہ اسکو حجت سمجھا لہٰذا ان لوگوں کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا اور وہ چاروں برحق تھے" (رحمھم اللہ)
>
> (خلاصہ تلاش حق ۸۸)

ایسے ہی موقع پر کسی نے کہا ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا

اب سوال یہ ہے کہ جو امام برحق ہیں انہوں نے مسائل قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کئے ان کا طریقہ سنت ہے تو ان مسائل کی پیروی عین کتاب و سنت کی پیروی ہے اس تقلید کو کفر اور شرک کیسے کہا جاسکتا ہے۔

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ

بانی فرقہ نے ائمہ اربعہ کو برحق مان لیا اب امام صاحبؒ کے بارے میں

پڑھیئے ایک شخص نے اسے خط لکھا

"میں بفضل خدا حنفی ہوں قرآن مجید ' سنت رسول اللہ صلی علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرامؓ کے بعد امام ابو حنیفہؒ کی اتباع کرتا ہوں اور حنفی کہلاتا ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ مطمئن ہوں لیکن حنفی ہونا جز و ایمان نہیں سمجھتا اوران کی اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا ۔ حدیثوں کو سمجھنا اور جانچنا بڑی قابلیت کا کام ہے انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا اورہم کو نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا جب ہی تو آج ایک ہزار سال سے زائد زمانہ سےلوگ ان کی اتباع کرتے چلے آئے ہیں نہ صرف کراچی اور سجاول بلکہ ساری دنیا میں انکی اتباع کی جاتی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے آپ اندازہ لگائیے کہان ایک ہزار سے زائد برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث قابل ترین علماء کرام 'عابد ' زاہد ' مجتہد ' امام ' فقیہ گزرے ہیں جو ان کے معتقد ہوئے اور ان کیاتباع کرتے تھے امام ابو حنیفہؒ کا شمار تابعین میں تھا امام صاحب کی مبارک آنکھوں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا غور کیجئے امام صاحب کا رتبہ کتنا بڑا ہے بڑے بڑےامام وقت آپکے شاگرد گزرے ہیں آج ان کے مقابلے میں اگر کوئی اپنی عقل کو ترجیح دے اور انکو برا بھلا کہہ کر جہلاء میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اسکی خود غرضی اور نادانی بلکہ جہالت ہے"۔

(خلاصہ تلاش حق صفحہ ۱۵)

بانی فرقہ مسعود احمد اسکے جواب میں لکھتا ہے۔

"میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابو حنیفہؒ کے متعلق بیان کئے ہیں میں کسی چیز میں اپنے آپ کو انکا ہم پلہ توکجا انکی خاک پاکے برابر بھی نہیں سمجھتا"

(خلاصہ تلاش حق صفحہ ۲۲)

مسعودی فرقہ غور کرے کہ جو لوگ امام اعظمؒ کی تقلید و رہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کریں ان کو آپ لوگ مشرک اور غیر مسلم قرار دیتے ہیں اور آپ کا امام جو باقرار خود ہمارے امام کی خاک پاکے برابر نہیں اسکی تقلید کو فرض مانا جاتا ہے۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ (یہ کیسی بد ترین تقسیم ہے)

مسعود احمد بی۔ ایس۔ سی کی عادت

موصوف لوگوں کے سامنے یہ دعوت لیکر کھڑے ہوئے ہیں کہ میں ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے دکھا سکتا ہوں مگر اس میں وہ بری طرح ناکام ہوئے تو اپنی اس ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے وہ فقہ کو گالیاں دینا شروع کردیتے ہیں کبھی تو وہ فقہ کی کتابوں سے ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جو نہ مفتیٰ بہ ہیں نہ معمول بہ۔ مسعود صاحب! مذہب حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر احناف کا فتویٰ اور متواتر عمل ہے شاذ اور متروک اقوال مذہب حنفی ہر گز نہیں جس طرح قرآن وہی ہے جو امت میں تواتر کے ساتھ ہر جگہ پڑھا جارہا ہے نہ کہ کسی کتاب میں مذکور شاذ و متروک قراءتوں کو قرآن کہاجائے ایسا شیعہ ' عیسائی اور ہندو تو کرتے تھے آپ نے بھی مفتیٰ بہ اور معمول بہ مسائل کو چھوڑ کر غیر مفتیٰ بہ اور شاذ مسائل پر اعتراض شروع کردیا اس کا جواب ہماری طرف سے وہی ہے جو آپ نے منکرین حدیث برق صاحب کو دیا ہے۔

"ضعیف حدیث کے ہم جواب دہ نہیں ضعیف حدیث پر اعتراض کرنا بھی فضول ہے"

(تفہیم الاسلام صفحہ ۲۵۰)

ہم بھی کہتے ہیں کہ شاذ ' غیر مفتیٰ بہ اور متروک العمل اقوال مذہب حنفی نہیں ان اقوال پر اعتراض بھی فضول ہے اور ہم انکے جواب دہ بھی نہیں ہیں اور بعض اوقات مسعود صاحب منکرین حدیث کی تقلید پر اتر آئے ہیں جیسے وہ کہا کرتے ہیں کہ احادیث میں بہت سے گندے مسائل ہیں بہت سی حدیثیں

قرآن کے خلاف ہیں یہی کچھ مسعود احمد نے فقہ کے بارے میں کہا ہے میرے خیال میں اس کا جواب بھی وہی بہتر ہے جو مسعود صاحب نے منکرین حدیث کو دیا ہے لکھتے ہیں۔

"اگر سب (محدثین) نے مل کر کسی حدیث کو قرآن مجید کے خلاف نہیں سمجھا اور ہم اسکو قرآن کریم کے خلاف سمجھیں توکیا یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے یا ان سب اگلے پچھلے محدثین کی سمجھ کا قصور ہے"

(تفہیم الاسلام ص ۲۶۰)

مسعود صاحب ہزاروں محدثین اور فقہاء امام صاحب کے مقلد گزرے ہیں جیسا کہ آپکو بھی اعتراف ہے اگر ان سب نے ان مسائل کو حدیث کے خلاف نہیں کہا تو اصل بات یہی ہے کہ نہ آپکو حدیث کی سمجھ آئی نہ فقہ کے مسئلہ کی سمجھ آئی کیونکہ اصل کتابیں تو آپکو پڑھنی نہیں آتیں یہ سارا آپکی سمجھ کا قصور ہے۔

مسعود کا غلط دعویٰ اور امت مسلمہ کو دھوکہ

بانی فرقہ نے اپنے متعلق اپنے فرقہ کے لوگوں کو یہ باور کرا رکھا ہے کہ وہ بہت بڑا محقق ہے اور وہ اپنی کتاب میں تمام صحیح احادیث نقل کرتا ہے اس لئے بے چارے سادہ طبیعت والے لوگ اسکی مکاری میں پھنس جاتے ہیں اس میں سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ بانی فرقہ نے ۱۳۹۵ھ میں اپنا فرقہ بنایا اور ۱۳۹۸ھ میں نماز کی کتاب بنام "صلوٰۃ المسلمین" شائع کی اس میں لکھا ہے۔

"اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی ہے اگر کوئی صاحب اس
کتاب کی کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی نشاندہی فرمائیں گے تو انشاء
اللہ آئندہ اشاعت میں اسے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا"۔
(صفحہ ۲۴)

(۱) اس کتاب میں سب سے زیادہ زور مسئلہ رفع یدین پر لگایا ہے چنانچہ
ضمیمہ صفحہ ۳۱۰ پر اس پر پہلی حدیث ابو بکرؓ سے لایا ہے اسکی سند کا پہلا راوی
امام بیہقی مقلد امام شافعیؒ ہے (تذکرۃ الحفاظ، طبقات الشافعیہ) انکا مستقل
رسالہ حیات الانبیاء پر ہے یہ دونوں باتیں مسعود کے ہاں شرک ہیں
(۲) دوسرا راوی ابو عبداللہ الحافظ یہ شیعہ ہے اور فرقہ میں ہونا مسعود کے ہاں
شرک ہے
(۳) الصفار کا سماع السلمی سے ثابت نہیں اور منقطع روایت بانی فرقہ کے
نزدیک باطل اور ناقابل اعتبار ہے۔
(تفہیم الاسلام صفحہ ۹۳ و ۱۰۹ و ۱۱۳)
(۴) ابو النعمان محمد بن الفضل عارم ضعیف ہے۔
(تہذیب التہذیب صفحہ ۴۰۲ ج ۔ ۹)
ایسی روایت کو بانی فرقہ کذب و بہتان کہتا ہے۔
(تفہیم الاسلام صفحہ ۱۳۸)
دوسری روایت حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے۔
(۵) اس کو متصل السند کہا ہے یہ غلط ہے مسعود متصل سند پیش کرے ورنہ
یہ باطل اور ناقابل اعتبار ہے۔
(۶) اسکے دو راوی حیات اور سلیمان غیر معروف ہیں خود بانی فرقہ ایسی

روایت کو کذب اور افتراء کہتا ہے۔
(تفہیم الاسلام صفحہ ۱۳۶)۔
(۷) صفحہ ۳۱۲ پر حضرت علیؓ کی روایت لکھی ہے جس میں عبدالرحمٰن بن ابی
الزناد ضعیف اور منفرد ہے اور "**افاقام من السجدتین**" کا ترجمہ "جب دو
رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوئے" کیا ہے جو کہ غلط ہے۔
(۸) ابن عمرؓ کی حدیث کے مرفوع و موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔
(۹) مالک بن الحویرث کی حدیث کا مدار ابو قلابہ ناصبی پر ہے جو بانی فرقہ کے
نزدیک فرقہ پرست اور مشرک ہے۔
(۱۰) حضرت وائلؓ کی سند کا راوی محمد بن حجادہ شیعہ یعنی فرقہ پرست اور
مشرک ہے۔
(۱۱) حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت کا مدار ابن جریج پر ہے جس نے مکہ مکرمہ
میں رہ کر نوے (۹۰) عورتوں کے ساتھ متعہ کیا اور دوسرا راوی یحیٰی ابن
ایوب غافقی ضعیف ہے۔
(۱۲) حضرت جابرؓ کی روایت میں ابو حذیفہ ضعیف ہے۔
(۱۳) حضرت انسؓ کی روایت میں اس روایت کی سند میں حمید مدلس ہے اور
مدلس کی روایت کو بانی فرقہ مشکوک کہتا ہے۔
(تفہیم الاسلام صفحہ ۱۱۴)۔
(۱۴) تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے نہ حسن بصریؒ تمام صحابہؓ کو ملے نہ اسکی
سند صحیح ہے کہ قتادہ مدلس ہے اور جزء رفع یدین کا راوی محمود بن اسحٰق
الخزاعی کا ترجمہ و توثیق ثابت نہیں ہے۔

(۱۵) صفحہ ۴۵۳ پر حضرت عثمانؓ ، طلحہؓ ، زبیرؓ سعدؓ سعیدؓ ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ ابو عبیدہؓ زید بن ثابتؓ ابی بن کعبؓ ، ابن مسعودؓ زیاد بن حارثؓ گیارہ صحابہؓ کا نام لکھا ہے کہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رکوع جاتے ، رکوع سے سر اٹھاتے ، اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے اگر مسعود صاحب ان گیارہ (۱۱) صحابہؓ سے صحیح سند دکھادیں تو ہم فی سند ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اور اسکے فرقہ والوں سے بھی عرض ہے کہ جو شخص ایک سانس میں گیارہ صحابہؓ پر جھوٹ بولتا ہے آپ اس امام کی اطاعت کو فرض جانتے ہیں۔

(۱۶) صفحہ ۴۵۲ و ۴۵۳ پر صحابہؓ کی ایک مجلس کا ذکر کیا ہے کہ سترہ (۱۷) صحابہؓ اس مجلس میں تھے بانی فرقہ کسی صحیح سند سے حدیث میں سترہ (۱۷) کا لفظ نہیں دکھاسکتا جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس میں سترہ کی بجائے عشرہ کا لفظ ہے اور روایت بھی ضعیف ہے اسکی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے۔

(۱۷) اسکا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ۴۰ھ میں پیدا ہوا وہ دس (۱۰) پندرہ (۱۵) سال کی عمر میں ہی یہ روایت کرسکتا ہے جبکہ ان سترہ (۱۷) میں سے زیدؓ ۴۸ھ ابن مسعودؓ ۳۸ھ سلمانؓ ۳۴ھ عمارؓ ۳۸ھ ابوقتادہؓ صحیح قول کے مطابق ۳۸ھ محمد بن مسلمہؓ ۴۱ھ ابو اسیدؓ ۳۰ھ حسنؓ ۴۹ھ میں انتقال فرما چکے تھے تو رفع یدین کے ثبوت کے لئے یہ پرانی قبریں اکھاڑ کر ایک مردہ کانفرنس کیسے قائم کی گئی؟ بانی فرقہ حدیث اور تاریخ دونوں سے لاعلم ہے۔

(۱۸) صفحہ ۴۵۵ پر حضرت وائلؓ کی حدیث جو ابو داؤد سے نقل کی ہے اسکے ساتھ صراحت تھی کہ تمام صحابہؓ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے بانی

فرقہ نے یہاں بہت بڑی خیانت کی ہے۔

(۱۹) حمید بن ہلال کی روایت کی سند میں ابی بلال راہبی ضعیف ہے اور اس میں نہ رکوع کے رفع یدین کا ذکر ہے نہ تیسری رکعت کے شروع کا۔

(۲۰) سعید بن جبیرؒ کے اثر میں الحسین بن عیسیٰ ضعیف اور عبدالمالک بن سلیمان بھی ضعیف ہے ایک ہی مسئلہ میں بیس (۲۰) جھوٹ ہیں۔ پھر کسی ایک حدیث میں بھی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اکابر صحابہؓ میں سے ایک صحابی بھی ہمیشہ یہ اختلافی رفع یدین کرتے رہے۔

(۲۱) مسئلہ قراءۃ خلف الامام میں سکتات میں قراءۃ کی حدیث صفحہ ۳۳۸ پر حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے نقل کی ہے اور اسکی سند کو صحیح کہا ہے سند میں امام بیہقیؒ مقلد امام شافعیؒ ابو عبداللہ رافضی ، محمد بن عبداللہ البشری ، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز کی توثیق ثابت نہیں۔ ابوالصلت الھروی ، رافضی خبیث۔ ابو معاویہ ، مرجئی (مرجیہ فرقہ سے تعلق رکھنے والا) خبیث۔ عمرو بن محمد اور شعیب بن محمد مدلس۔ بانی فرقہ کے علم و انصاف کا یہ حال ہے کہ ایک ہی سند میں دو رافضی ، دو مزید فرقہ پرست ، دو مجہول اور مدلس ہیں مگر سند صحیح ہے۔

؎ ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہئے

(۲۲) صفحہ ۳۴۴ پر پھر عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث نقل کی ہے اور سند کو حسن کہا ہے جبکہ سند میں بیہقی مقلد امام شافعیؒ ، عبدالحمید بن جعفر منکر حدیث دونوں فرقہ پرست ، مشرک۔ ابوبکر الحنفی غیر معروف ہے۔

(۲۳) آمین بالجہر کے ثبوت میں صفحہ ۳۷۴ پر ام الحسن سے جو حدیث نقل

کی ہے اسکی سند میں ہارون الدعور رافضی ، اسماعیل بن مسلم ضعیف ، ابی اسحٰق مدلس ، اور ابن ام الحسن مجہول ، بانی فرقہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اس فرقہ کے لوگ رات دن یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مسعود صاحب جیسا محقق کوئی نہیں اسکی اطاعت فرض ہے حالانکہ وہ بے چارہ علوم دینیہ سے بالکل کورا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسکے فتنے سے اپنے محبوب کی امت کو بچائے ۔ (آمین)

موصوف کا اپنی ذات کیلئے بیعت کو فرض قرار دینا

موصوف نے اپنے فرقہ کے امیر یعنی اپنی ذات کے لئے بیعت کو بھی فرض قرار دیا ہے اور ان کے نزدیک کوئی شخص اس وقت تک مسلم (یعنی مسعود صاحب کا مسلم) نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ امیر فرقہ جماعت المسلمین کی بیعت نہ کرلے اور اس بیعت کے سلسلہ میں وہ ان تمام دلائل کا ذکر کرتے ہیں کہ جن کا تعلق اسلامی حکومت اور خلیفۃ المسلمین کے ساتھ ہے موصوف نے جس طرح اپنی ایک الگ جماعت قائم کرلی ہے تو اسی طرح کچھ اور لوگوں نے بھی اپنی فرقیاں بنالی ہیں اور اس طرح بہت سے اسلامی ممالک میں بے شمار فرقے معرض وجود میں آچکے ہیں اور اس جماعت کے امیر اپنے عقیدت مندوں سے بیعت لیتے ہیں حالانکہ ان فرقوں کا وجود ہی شرعاً درست نہیں کیونکہ یہ فرقے امت میں افتراق و انتشار کا باعث بنتے ہیں اور پھر ان فرقوں کے امراء کا اپنے عقیدت مندوں سے بیعت لینا کب درست

ہوسکتا ہے؟ احادیث میں خلیفۃ المسلمین کیلئے امام، امیر، سلطان، خلیفہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ان کی بیعت کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور خلیفۃ المسلمین کی بیعت کے علاوہ اور کسی شخص کی بیعت کا ذکر احادیث میں نہیں ملتا لہٰذا اس طرح کی بیعت بلاشبہ بدعت اور شریعت سازی کے مترادف ہے ایسی احادیث کہ جن میں مسلمین کے خلیفہ کیلئے امام، امیر، سلطان اور خلیفہ کے الفاظ ملتے ہیں ان کا ذکر احادیث کی کتابوں میں کتاب الامارۃ اور کتاب الفتن وغیرہ میں ملتا ہے۔ البتہ چند ایک احادیث اور بعض باتوں کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔

"من بایع اماماً فاعطاہ صفقۃ یدہ و ثمرۃ قلبہ فلیطعہ ان استطاع فان جاء اٰخر ینازعہ فاضربوا عنق الاخر"

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

ترجمہ : "جس نے امام سے خلوص نیت کے ساتھ بیعت کرلی تو حتی المقدور اس کی اطاعت کرے اور اگر کوئی دوسرا امام اس کے مقابل آجائے تو اس کی گردن اڑا دو۔"

ظاہر ہے کہ اس امام سے خلیفۃ المسلمین ہی مراد ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

"دارالاسلام کا رقبہ خواہ کتنا ہی وسیع ہوجائے لیکن ایک ہی دور میں دو خلیفہ کی بیعت کے عدم جواز پر علماء کا اتفاق ہے۔"

(شرح مسلم کتاب الامارۃ)

امام احمد بن حنبلؒ سے مذکورہ حدیث میں وارد "امام" کی بابت دریافت کیا

گیا تو آپؐ نے فرمایا۔ "جانتے ہو کہ امام کون ہوتا ہے؟ امام وہ ہے جس کی امامت پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو ہر شخص اس کی امامت کا قائل ہو اس حدیث میں امام کا یہی مفہوم ہے۔"

(مسائل للامام احمد صفحہ ۱۸۵ ج ۔ ۲ روایت ابن ھانی)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

"من خرج من الطاعۃ و فارق الجماعۃ فمات میتۃ جاھلیۃ"

ترجمہ : "جو شخص اطاعت سے نکل جائے اور جماعت کا ساتھ چھوڑ دے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔"

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بلزوم الجماعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

"من خلع یدا من طاعۃ لقی اللّٰہ یوم القیمۃ لاحجۃ لہ ومن مات و لیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ"

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

ترجمہ : "جو شخص اپنا ہاتھ (امیر کی) اطاعت سے کھینچ لے وہ قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو اس حال میں مرے کہ اس نے (خلیفہ کی) بیعت نہ کی ہوگی تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔" ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اذا بویع لخلیفتین فاقتلو الآخر منھما" (صحیح مسلم کتاب الامارۃ اذا بویع لخلیفتین)

ترجمہ : "جب دو خلیفوں کی بیعت ہوجائے تو جس کی آخر میں بیعت ہوئی ہے اسے قتل کردو۔"

ان احادیث میں صاف طور پر واضح ہے کہ ان میں جس بیعت کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد خلیفۃ المسلمین کی بیعت ہے نہ کہ فرقہ پرستوں کے اماموں کی اور مسعود احمد کا بیعت کے رخ کو اپنی طرف موڑنا سراسر ظلم اور احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بغاوت ہے۔ مسعود صاحب اس فانی دنیا کے چند لوگوں پر اپنی امارت کی وجہ سے آپ آخرت کو بھول بیٹھے یہ تحریف کا کام تو یہودیوں کا ہے آپ نے اللہ کے باغیوں (یہودیوں) کی یاد تازہ کردی۔

اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

موصوف کی تصنیف "تفہیم الاسلام" کا جائزہ

(ا) موصوف نے صفحہ ۸۳ میں صحیح مسلم کی روایت ذکر کی ہے۔ یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم نماز میں کمی کرو جب تمہیں یہ خوف ہو کہ کافر تم کو فتنہ میں مبتلا کردیں گے۔" لیکن اب تو بالکل امن ہے اب نماز میں قصر کیوں کی جائے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس چیز سے تمہیں تعجب ہوا ہے مجھے بھی تعجب ہوا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ عزوجل کا احسان ہے جو اللہ نے تم پر کیا

ہے پس اس کے احسان کو قبول کرو (یعنی امن و امان کے سفر میں بھی قصر کرتے رہا کرو)" پھر موصوف لکھتے ہیں۔

"امن کی حالت میں قصر کرنا بظاہر قرآن مجید کے خلاف ہے لیکن حضرت عمرؓ بغیر چوں و چرا اسے تسلیم کرتے ہیں اور اسے تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ ایسی حدیث کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔"

موصوف کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ خود انہی کا قول ہے کہ حدیث بھی وحی ہوتی ہے تو پھر یہ خلاف قرآن کیوں اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

"وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا"

(سورہ حشر پ ۲۸)

ترجمہ : "یعنی جو چیز تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں اس کو لے لو اور جن چیزوں سے وہ تمہیں روکیں اس سے باز آجاؤ۔" تو یہ قرآن مجید کے خلاف کیسے ہے۔

(۲) موصوف اپنی تصنیف کے صفحہ ۱۰۰ پر فرماتے ہیں۔

"حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علیؓ میں کوئی جنگ نہیں ہوئی یہ چند سبائی منافقین کا بلوہ تھا صحابہؓ ہرگز بلوہ میں شریک نہیں ہوئے بلکہ بلوہ کو فوراً روک دیا گیا صحابہؓ کا جنگ کرنا ازسرتاپا لغو ہے سنداً" بالکل غیر معتبر ہے مؤرخین نے بغیر جرح و تعدیل کے اس کو نقل کیا ہے اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔"

موصوف چونکہ عالم نہیں ہیں اور ان کو علم نہیں ہے اس لئے بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں حالانکہ بے شمار کتابوں میں بے شمار اسناد کے ساتھ "جنگ جمل" کا ذکر کیا گیا ہے لیکن ان کا اختلاف غیر اسلامی اور تفرقہ والا نہیں تھا بلکہ

اجتہادی اختلاف تھا دونوں حق پر تھے اور دونوں جماعتوں کا ایک دوسرے کے خلاف بغض نہیں تھا جیسا کہ بہت سے واقعات جنگ جمل کے موقع پر مذکور ہیں۔ حضرت علیؓ نے جب (صف سے آگے بڑھ کر) مدمقابل جماعت میں سے زبیرؓ کو آواز دی تو دونوں نے معانقہ کیا اور دونوں روئے علیؓ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے مجبور کیا کہ تم یہاں پر میرے مقابلہ میں آگئے زبیرؓ نے فرمایا عثمانؓ کے خون کے بدلہ نے دونوں میں گفتگو ہوتی رہی یہ ایسے دو مخالفوں کا برتاؤ ہے جو ایک دوسرے کے مقابلے میں تلوار نکالے بالکل تیار بیٹھے تھے۔

(کتاب الامامۃ والسیاسۃ)

اس جنگ میں حضرت علیؓ کو فتح ہوئی تھی حضرت عائشہؓ کو شکست اب جب دوسری جماعت کے افراد کو قید کیا تو حضرت علیؓ کی جماعت کے بعض لوگوں نے اصرار کیا کہ ان قیدیوں کو قتل کیا جائے حضرت علیؓ نے قبول نہیں فرمایا بلکہ ان سے دوبارہ بیعت لیتے رہے۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ جب مال کو غنیمت بنایا گیا ہے تو جانوں کو بھی قیدی بنایا جائے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ اپنی ماں (عائشہؓ) کو باندی بنا کر اپنے حصہ میں لینے کو کون تیار ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں بھی اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ کسی نے جنگ جمل میں آپؓ کے مخالفین کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ آپؓ نے فرمایا نہیں، پھر سوال کیا کہ کیا وہ منافق ہیں؟ آپؓ نے فرمایا۔ نہیں، سوال کیا پھر وہ کیا ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم سے بغاوت کی (جس کی وجہ سے مجبوراً" جنگ کرنا پڑی)

(سنن بیہقی ص ۱۷۳ ج ۸، فضائل صحابہؓ ص ۱۷)

غرض یہ کہ جنگ جمل ہوئی ہے یہ صحیح واقعہ ہے اور ان کا اختلاف صرف ایک وجہ سے ہوا تھا وہ یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ اپنے اجتہاد کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھ رہی تھیں اور حضرت علیؓ اپنے اجتہاد کی وجہ سے اپنے آپ کو اور پھر تلواریں چل پڑیں اس جنگ میں تقریباً ۲۰ ہزار آدمی شہید ہوئے اور دونوں جماعتوں کے مقتولین مغفور ہیں یعنی شہید ہیں اس پر امت کا اجماع ہے اس لئے کہ ان کی جنگ محض اسلامی نظریہ سے تھی فرقہ وارانہ حیثیت سے نہیں تھی۔

(۳) موصوف اپنی اس تصنیف کے صفحہ ۱۵۴ میں لکھتے ہیں کہ۔

"صحاح ستہ میں ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں، اگر غلط فہمی سے کسی حدیث کا ایسا مطلب لے لیا جائے تو پھر یہ تو قرآن مجید کی آیات کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔"

یعنی موصوف کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایسی آیات بھی ہیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند علم، عظیم المرتبت شخصیت، بے مثال کردار کے سخت منافی ہیں۔

(۴) موصوف ایک جگہ اپنی بات کو صحیح کہتے ہیں اور اگر دوسرا کوئی اس بات کو بولے گا تو وہی بات جو موصوف بول رہے ہیں غلط ہوجاتی ہے جیسا کہ صفحہ ۳۶ میں حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"ہماری موجودہ اصطلاح میں اس کا نام وحی خفی ہے"

اور صفحہ ۴۸ میں حدیث کے وحی خفی ہونے کا ثبوت قرآن سے پیش کیا ہے اور جب کہ صفحہ ۱۸۰ میں یہ بولتے ہیں

"غلط فہمی : فلاں عالم، فلاں مجتہد اور فلاں امام نے حدیث کو وحی خفی کہا ہے آپ کون ہیں جو انکار کرتے ہیں؟

(دو اسلام صفحہ ۱۰۵)

تو اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔ ازالہ: مولوی صاحب کا یہ جواب مقلدانہ ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مولوی صاحب جن سے برق صاحب کا مباحثہ ہوا وہ عالم نہیں تھے بلکہ مقلد تھے۔"

تو جب خود حدیث کو وحی خفی کہا تو کچھ نہیں اور جب فلاں عالم کی طرف یہ بات منسوب ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ مقلدانہ جواب ہے اور وہ مقلد ہوگا ادھر سے ان کے حافظہ کی کیفیت بھی بخوبی معلوم ہوجاتی ہے کہ اپنی ہی کہی ہوئی بات ان کو یاد نہیں رہتی کہ یہ بات انہوں نے کہی ہے تو اب موصوف کے پیروکار خود غور کریں کہ ان کا امیر اس قابل ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے؟

(۵) موصوف صفحہ ۳۵ میں فرماتے ہیں کہ

"جو شخص قرآن کو بغیر سمجھے پڑھتا ہے وہ کچھ دیر ضرور اپنے آپ کو لغو کاموں سے بچا لیتا ہے اور اگر اس کی یہ نیت بھی ہو تو پھر لامحالہ ایسا پڑھنا بھی کچھ نہ کچھ مفید ضرور ہوگا۔"

موصوف کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور فرمایا کہ قرآن کو ایسے پڑھنا چاہئے کہ ساتھ میں ترجمہ اور مقصد بھی سمجھے مگر اگر کوئی بغیر سمجھے پڑھے جیسا کہ عوام پڑھتے ہیں کہ ترجمہ وغیرہ نہیں معلوم ہوتا صرف تلاوت کرتے ہیں اس پر اجر نہیں ملتا صرف لغو کاموں سے بچتا ہے یہ موصوف کی حدیث سے روگردانی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا پاک ارشاد ہے ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ۔

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قرأ حرفا من کتاب اللّٰہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا لااقول الم حرف الف حرف و لام حرف و میم حرف"

(رواہ الترمذی)

ترجمہ : "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کے لئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس (۱۰) نیکی کے برابر ملتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف میم ایک حرف ہے۔" تو موصوف کو سوچنا چاہئے کہ وہ نام تو حدیث کا لیتے ہیں اور حدیث پر عمل نہیں کرتے تو ان کا مقصد کیا ہے؟ صرف امیر بننا مقصد تھا تو کسی غیر مسلم جماعت کے امیر بن جاتے قرآن و حدیث کا نام لے کر لوگوں کو کیوں گمراہ کر رہے ہیں۔ اس حدیث میں صرف تلاوت پر اجر ملنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے اب مسلمان کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر یقین کرنا چاہئے یا آپ کی بات پر؟

(۶) موصوف اپنی تصنیف میں صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں کہ

"جیسا کہ تقلیدی مذاہب میں ہوا اور ہو رہا ہے' ایک ہی چیز ایک مذہب میں حلال اور دوسرے میں حرام اور دونوں اپنے اپنے دائرہ میں حق پر اب اگر کوئی حرام کھا رہا ہے تو کھاتا رہے ہمیں بولنے کی کیا ضرورت وہ ہمارے لئے حرام ہے لیکن اس کے لئے حلال ہے اس کو نادانی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔"

موصوف کا مقصد یہ ہے کہ چار مذاہب مشہورہ میں ایک چیز ایک کے نزدیک حلال اور دوسرے کے نزدیک حرام ہے یہ شریعت سازی ہے مگر ہمارا جواب یہ ہے جو ہم پہلے بھی دیتے آئے ہیں کہ موصوف چونکہ عالم نہیں ہیں بی۔ایس۔ سی کر کے تھوڑی عربی پڑھ کر امیر بن بیٹھے اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے۔ "آخری زمانے میں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے اور ان سے سوال کریں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

(صحیح مسلم صفحہ ۳۴۰ ج۔۲)

تو اگر موصوف عالم دین ہوتے تو ایسی بات نہ کرتے کیونکہ ہم آگے اس چیز کی وضاحت کریں گے کہ ائمہ اربعہ کا جو اختلاف ہے وہ فروعی مسائل میں ہے اور ان مسائل میں ہے جو قرآن و حدیث میں صراحتاً بیان نہیں یا بالکل بیان ہی نہیں ہوئے اور ایسے مسائل میں مجتہد پر اجتہاد ضروری ہوتا ہے اور عامی پر تقلید مجتہد واجب ہوتی ہے تو اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجتہد جب اپنے اجتہاد پر ٹھیک اترتا ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب اپنے اجتہاد پر ٹھیک نہ اترے تو پھر بھی اجتہاد کرنے کا ایک اجر ضرور ملتا ہے۔" اور یہ اختلاف عناد کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ حدیث کی بنیاد پر ہوتا ہے وہ امام اس مسئلہ کو حدیث پر پرکھتا ہے پھر وہ حدیث کے اصول کی رو سے مسئلہ کا حکم صادر کرتا ہے لہٰذا یہ شریعت سازی نہیں ہے۔

(۷) موصوف نے صفحہ ۴۶ میں ان آیتوں کی سات مثالیں دی ہیں کہ وہ

ہے کہ۔

"(وقد) رایت فی فتاوی العلامۃ ابن حجر سئل فی شخص یقرأ ویطالع فی الکتب الفقہیۃ بنفسہ ولم یکن لہ شیخ ویفتی و یعتمد علی مطالعتہ فی الکتب فہل یجوزلہ ذلک ام لا؟ فاجاب بقولہ لایجوزلہ الافتاء بوجہ من الوجہ لانہ عامی جاہل لایدری مایقول الخ"

(عقود رسم المفتی ص ۸ و ص ۹)

(۱۱) موصوف صفحہ ۵۵ میں فرماتے ہیں۔

"دوم عبید اللہ سندھیؒ کا شمار ذی علم ہستیوں میں نہیں لہٰذا اگر وہ صحیح بخاری کو نہ سمجھ سکے ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ایسی صورت میں ان کا قول کوئی وقعت نہیں رکھتا۔"

موصوف کو صرف اتنا بتانا ہے کہ وہ شخص جس کے بارے میں علماء دین کا ارشاد ہو کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور جس شخص نے صحیح بخاری پر تعلیق لکھی ہو تو اس کا شمار ذی علم ہستیوں میں نہیں ہوگا تو پھر کیا آپ جیسے انگریز کے غلام کا شمار ذی علم ہستیوں میں ہوگا؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ اللہ پاک آپ کو ہدایت دے آپ نے علماء کی توہین کی آپ نے ائمہ اربعہ کو شریعت ساز اور مشرک کہا اور جہنم کا مستحق قرار دیا کیا آپ دوزخ کے ٹھیکیدار ہیں؟ ہدایت اور ضلالت کے ٹھیکیدار ہیں؟ کہ جس کو چاہا ہدایت یافتہ کہہ دیا جس کو چاہا گمراہ کہہ دیا جس کو چاہا دوزخی قرار دیدیا کیا قرآن و حدیث یہ ہی سبق دیتا ہے؟

(۱۲) موصوف نے علماء، ائمہ اربعہ اور بزرگان دین کی تو توہین کی ہی تھی مگر صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵ میں ام المؤمنین زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان

عالی میں بھی گستاخی کی چنانچہ لکھتے ہیں۔

"ہاں حضرت عائشہؓ نے جو مطلب سمجھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی منشاء کے مطابق نہ تھا وہ یہ سمجھتی رہیں کہ مؤمن ایسا نہیں کرسکتا اس کو عذاب کیوں ہوگا انہوں نے اس غلطی کو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا۔"

لہٰذا حضرت عائشہؓ نے اپنی سنی ہوئی حدیث اور پھر قرآنی آیت سے استشہاد کرتے ہوئے ابن عمرؓ کی حدیث کو صحیح نہیں سمجھا لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو کچھ انہوں نے سمجھا وہ صحیح بھی ہو حضرت عائشہؓ میں تحقیق کی زیادہ عادت تھی اگر وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے بھی یہ الفاظ سنتیں تو خاموش نہ رہتیں بلکہ اس کی تشریح کی طالب ہوتیں۔ یعنی موصوف نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے غلط مطلب سمجھا تو مسعود صاحب اگر زوجہ مطہرہؓ کے بارے میں آپ کا یہ گمان ہے (کہ جب وہ اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک بستر میں ہوتے تھے تو وحی آتی تھی) کہ وہ صحیح مطلب نہیں سمجھ سکیں تو پھر کیا آپ صحیح سمجھے ہیں؟ خدارا ام المؤمنینؓ کو تو بخش دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ہو اور آپ کا گریبان۔

(۱۳) صفحہ ۱۸۷ پر موصوف نے

"ویحل لہم الطیبت ویحرم علیہم الخبئث"

(الاعراف آیت نمبر ۱۵۷)

والی لکھ کر اس کے ذیل میں لکھا ہے۔

"کیا قرآن مجید سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ پیشاب حرام ہے؟ ہرگز

"نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے حکم دیا پیشاب سے بچو اور اس طرح پیشاب کو حرام کردیا۔ گدھے، کتے، بلی وغیرہ مختلف جانوروں کو حرام قرار دیا ورنہ قرآن مجید کی رو سے تو یہ سب چیزیں حلال کی جاسکتی ہیں۔"

یعنی موصوف کا مطلب ہے کہ قرآن جامع نہیں ہے اس میں (العیاذ باللہ) نقص ہے حالانکہ یہ سب چیزیں قرآن میں حرام قرار دی گئی ہیں مگر آپ کو جب علم ہو کہ جب آپ عالم ہوں آپ تو دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مفسر اور محدث بن گئے' قرآن کریم کی سورہ حشر کی آیت ہے۔

"مااتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا"

یعنی "جو چیز تمہیں رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے روکے باز آجاؤ۔" تو اگر یہ بات ذہن میں ہوتی اور علم ہوتا تو موصوف کبھی ایسی بہکی ہوئی بات نہ کہتے۔

(۱۴) صفحہ ۱۹۹ میں فرماتے ہیں کہ

"یعنی ہم مختار نہیں بلکہ مجبور ہیں کہ چار سے زیادہ نکاح نہ کریں حالانکہ قرآن مجید سے اس کی صریح ممانعت ثابت نہیں ہوتی پھر فعلی سنت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ چار سے زیادہ نکاح کئے جاسکتے ہیں۔"

موصوف نے اللہ تبارک و تعالیٰ پر یہ الزام عائد کیا کہ اللہ نے چار سے زیادہ نکاح کرنے کو منع نہیں فرمایا حالانکہ اگر موصوف کو تھوڑا سا بھی دینی علم سے لگاؤ ہوتا تو پتہ چل جاتا کہ سورہ نساء میں صراحتاً" ممانعت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

"فانکحو اماطاب لکم من النساء مثنی وثلث و ربع"

یعنی "نکاح کرو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں دو اور تین اور چار۔" اگر چار سے زیادہ نکاح کی اجازت ہوتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ آگے بھی کچھ ارشاد فرماتے مگر ارشاد باری صرف چار تک ہے تو موصوف کیا عقل کے اندھے ہیں کہ ان کو قرآن جامع نہیں دکھتا حدیث تو قرآن کی تشریح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شارح۔ قرآن میں تمام باتیں ہیں مگر اجمالی اور حدیث اس کی تفصیل ہے اور حدیث میں اجمال ہے فقہ اس کی تفصیل ہے۔

(۱۵) موصوف نے صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۶ پر تواتر کا مذاق اڑایا ہے اور لکھا ہے کہ

"کونسا عملی تواتر صحیح ہے---------- کبھی دوسرے تواتر پر بھی آپ نے عمل کیا---------- کیا دونوں تواتر صحیح ہیں حلال بھی عملی تواتر سے ثابت ہے اور حرام بھی عملی تواتر سے ثابت ہے اور دونوں صحیح یہ کس قدر مضحکہ خیز ہے---------- عملی تواتر کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں مثلاً" تعزیہ پرست تعزیہ کو عملی تواتر کا درجہ دیتے ہیں صفحہ نمبر ۲۲۶ نماز کا طریقہ تواتر عملی یعنی یقینی احادیث ہی سے معلوم ہوتا ہے۔"

یعنی موصوف نے صفحہ ۲۲۴ میں تواتر کو ماننے سے انکار کردیا کہ تواتر کوئی چیز نہیں اور تواتر کو خاص اہمیت حاصل نہیں اور صفحہ ۲۲۶ میں تواتر کو یقینی احادیث قرار دیا تو موصوف حدیث کی اتباع کرتے ہیں یا نفسانی خواہشات کی مریدین خود غور کرلیں کہ کیا امارت کے قابل وہ شخص ہوسکتا ہے جو کہ ایک صفحہ پر ایک بات کو برا بولے دوسرے صفحہ پر صحیح۔

(۱۶) صفحہ ۲۳۲ پر موصوف نے قرآن کا جو مذاق اڑایا ہے وہ ایک ادنیٰ

مسلمان کو بھی برداشت نہیں ہوسکتا چنانچہ لکھتے ہیں۔

"قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے مشکل تو اسکو ان قیود نے بنادیا ہے جو احادیث میں مذکور ہیں ورنہ (۱) دعا مانگ لو صلوٰۃ ادا ہوگئی' (۲) پاکیزگی اختیار کر لو زکوٰۃ ادا ہوگئی' (۳) صلوٰۃ میں ریاح خارج ہوجائے وضو سلامت رہے' (۴) ناچ و رنگ کی محفلیں قائم کرو کوئی ممانعت نہیں' (۵) فنون لطیفہ سے دلچسپی لو کوئی حرج نہیں' (۶) تاش و شطرنج سے لطف اٹھاؤ کوئی مضائقہ نہیں' (۷) قحبہ خانہ کھولو کوئی ممانعت نہیں"

تو ہم موصوف کے مریدین سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ کو قرآن کے خلاف ایسے الفاظ برداشت ہیں اگر ہیں تو موت کا انتظار کریں پھر سیدھے جنم میں جائیں اگر برداشت نہیں تو صرف صحیح اسلام کی طرف لوٹ آئیں یہ دھوکہ دہی والا فرقہ چھوڑ دیں گمراہ امیر کی اطاعت کو چھوڑ دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔

(۱۷) قرآن کا مذاق صفحہ ۲۲۶ پر بھی اڑایا ہے لکھا ہے۔

"قرآن ہر لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے یہ ایک خوشنما جملہ تو ضرور ہے لیکن حقیقت کچھ بھی نہیں نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل کا اور پھر بھی وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے عجیب بات ہے۔"

یہاں پر تو موصوف نے حد کردی یعنی جس کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے "ھدًی للمتقین" یعنی "متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔" اس کتاب کو موصوف خوشنما جملہ بول رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ حقیقت کچھ بھی نہیں یعنی یہ بالکل بے کار ہے۔ (العیاذ باللہ) کہ نہ نماز کا طریقہ ہے نہ زکوٰۃ کا تو اب سوچنا چاہئے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان بھی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۱۸) موصوف نے صفحہ ۱۸۰ میں لکھا ہے

"مولوی صاحب کا یہ جواب مقلدانہ جواب ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مولوی صاحب جن سے برق صاحب کا مباحثہ ہوا وہ عالم نہیں تھے بلکہ مقلد تھے۔"

تو گویا موصوف کے نزدیک مقلد عالم نہیں ہوسکتا مطلب یہ کہ چاہے مقلد کو بہت سارا علم کیوں نہ ہو لیکن وہ تقلید کی وجہ سے عالم نہیں ہوتا بلکہ جاہل ہوتا ہے اور جو غیرمقلد ہوچاہے اسے کچھ بھی نہ آتا ہو لیکن وہ عالم ہوگا جیساکہ موصوف خود ہیں کہ وہ اگرچہ عالم نہیں لیکن وہ غیر مقلدیت کی وجہ سے اپنے آپ کو بہت بڑا عالم کہتے ہیں اور موصوف کی اس بات سے خود انہی کی خیانت کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ مقلد کو عالم بھی نہیں کہتے اور پھر انہی مقلدین کی کتابوں سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ صحاح ستہ کے مصنفین تمام کے تمام مقلد تھے' چاہے وہ فقہ مالکیؒ کے ہوں حنبلیؒ کے ہوں شافعیؒ کے ہوں یاکہ حنفیؒ کے لیکن یہ تمام کے تمام مقلد تھے تو موصوف کا اصل مقصد یہ ہے کہ تمام لوگ جاہل ہیں صرف موصوف عالم ہیں ان کی ہربات مانی جائے اور صرف ان کی ہی تقلید کی جائے۔

فرقہ "جماعت المسلمین" کے عقائد و افکار

عقیدہ (١)

تقلید کا انکار

بانی فرقہ تقلید کا انکار کرتا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کی جائے اور تقلید کو شرک کہتا ہے کہ کسی بھی امام کی تقلید کرنا شرک ہے مسعود احمد اپنی تصنیف "التحقیق فی جواب التقلید" میں لکھتے ہیں

"کیونکہ فقہ کے گھڑے ہوئے مسائل کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجازت نہیں لہٰذا ان کا ماننا شرک ہے اور یہ سب کچھ تقلید کا کرشمہ ہے لہٰذا تقلید ہی اس شرک کی اصل ہے۔"

(صفحہ ١١٢)

اور مقلدین کو مشرک اور جاہل کے القاب دیئے گئے چنانچہ لکھتے ہیں

"مقلد میں اتنا علم کہاں سے آئے گا کہ وہ سلف میں سے کسی عالم کے مطلب کو درست قرار دے اس کا فیصلہ تو عالم ہی کرسکتا ہے نہ کہ جاہل"

(صفحہ ٣٢)

یعنی مسعود احمد کے نزدیک تمام دنیا جاہل ہے صرف ابھی ۵۵ یا ٦۵

سال قبل والے فرقے یعنی غیر مقلدین کے فرقے ہی عالم ہیں باقی تمام لوگ جاہل ہیں (العیاذ باللہ) اسی کتاب کے صفحہ ۵٧ میں مسعود صاحب لکھتے ہیں۔

"تقلید سے خواہش پرستی پھیلتی ہے"۔

"تقلید گمراہی پھیلاتی ہے۔"

یعنی موصوف کے نزدیک تمام لوگ گمراہ ہیں صرف ١٣١٣ھ کے بعد کے جو فرقوں میں بٹے ہوئے غیر مقلدین ہیں وہی ہدایت پر ہیں اور باقی نعوذ باللہ تمام محدثین، مفسرین، فقہائے کرام، سلاطین اسلام جو کہ مقلد تھے سب گمراہ ہیں۔

جواب

اس پر طویل کتاب لکھی جاسکتی ہے مگر طوالت کے خوف سے مختصر جواب دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے تقلید کی تعریف سامنے آنی چاہئے کہ تقلید کس چیز کا نام ہے؟

تقلید کی تعریف

کسی شخص کا کسی ذی علم بزرگ اور مقتدائے دین کے قول و فعل کو محض حسنِ ظن اور اعتماد کی بناء پر شریعت کا حکم سمجھ کر اس پر عمل کرنا اور اس پر عمل کرنے کے لئے اس مجتہد پر اعتماد کی بناء پر دلیل کا انتظار نہ کرنا اور دلیل

معلوم ہونے تک عمل کو ملتوی نہ کرنا اصطلاح میں تقلید کہلاتا ہے۔

(نوٹ) یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ کسی بھی امام کی تقلید صرف اس مسئلہ میں جائز ہے کہ جس مسئلہ میں قرآن وحدیث میں کوئی صراحت نہ ہو اور وہ مسئلہ اجماعِ امت کے خلاف نہ ہو اگر ان تین چیزوں میں سے کسی ایک میں اس مسئلہ کی صراحت ہو تو اس امام کے قول کو رد کر دیا جائے گا اور اس کی تقلید نہیں کی جائے گی۔

(۱) مولانا قاضی محمد اعلیٰ تھانوی اپنی مشہور کتاب "کشف اصطلاحات الفنون" مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۷۸ میں بعض شروح حسامی سے نقل کرتے ہیں۔

"التقلید اتباع الانسان غیرہ فیما یقول اویفعل معتقد اللحقیۃ من غیرنظرالی الدلیل کان ھذا المتبع جعل قول الغیر اوفعلہ قلادۃ فی عنقہ من غیرمطالبۃ دلیل"

ترجمہ "تقلید کے اصطلاحی معنی ہوئے کسی آدمی کا دوسرے کے قول یا فعل کو بلادلیل طلب کئے ہوئے اپنے گلے کا ہار بنالینا ایسی تابعداری جس کی ابتداء دلیل کے غور کرنے پر مبنی نہ ہو گویا کہ اس تابعداری کرنے والے (مقلد) نے دوسرے کے قول یا فعل کو اپنے گلے کا ہار بنالیا ہے بلادلیل طلب کئے۔"

(۲) علامہ ابن ملک اور علامہ ابن العینی شرح مناد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۵۲ میں فرماتے ہیں۔

"وھوعبارۃ عن اتباعہ فی قولہ اوفعلہ للحقیۃ من غیرتأمل فی الدلیل"

ترجمہ "یعنی تقلید حسن عقیدت کے ساتھ کسی کے قول یا فعل کے اتباع کرنے کو کہتے ہیں بغیر دلیل کی فکر میں پڑے ہوئے۔"

(۳) "نامی شرح حسامی" مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۱۹۰ میں ہے۔

"التقلید اتباع الغیرعلی ظن انہ' محق بلانظرالدلیل"

ترجمہ : "یعنی دوسرے کو اہل حق خیال کرتے ہوئے اس کی دلیل کی فکر میں پڑے بغیر اس کی تابعداری کرلینا تقلید ہے۔"

مذکورہ تعریفات کا حاصل صرف یہ ہے کہ مقلد' مجتہد کے قول و فعل کو دریافت کر کے محض حسنِ عقیدت اور حسنِ ظن کی بنا پر عمل کرے اور اپنے اس تسلیم و عمل کیلئے مجتہد کے اجتہاد میں دلیل کی فکر نہ کرے اور نہ اس سے دلیل کا مطالبہ کرے اگر بعد میں مقلد کو مجتہد کی دلیل کا علم ہوگیا یا اپنے ذاتی علم' مطالعہ اور تجسس و تفحص سے اس مسئلہ کے متعلق بہت سے دلائل دریافت ہوگئے تو یہ بات ہرگز تقلید کے منافی نہیں ہے۔ اور یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تقلید اور اتباع ہم معنی ہیں کوئی فرق نہیں چنانچہ سبیل الرشاد میں علامہ رشید احمد گنگوہی" تحریر فرماتے ہیں۔

"اتباع اور تقلید کے معنی واحد ہیں"

لہٰذا جن لوگوں نے اتباع اور تقلید میں فرق کیا ہے وہ ہم پر حجت نہیں۔

"لامناقشتہ فی الاصطلاح"

"اشکال" : غیرمقلدوں کا یہ کہنا کہ تقلید جہالت کو مستلزم ہے کیونکہ تقلید میں عدم معرفت دلیل داخل ہے۔ تو ہماری طرف سے "جواب" یہ ہے کہ تقلید کی تعریف میں لفظ **"الدلیل"** سے مراد خاص وہ دلیل ہے جس کو مجتہد نے پیش نظر رکھ کر اجتہاد کیا ہے۔ علمی زبان میں اسے یوں کہہ سکتے ہیں کہ **"الدلیل"** میں الف لام عہد کا ہے اور لفظ **"من غیرنظرالدلیل"** اور **"من غیرتأمل فی الدلیل" من غیر مطالبۃ الدلیل"** ہے جس کا حاصل یہ

ہوا کہ مقلد کا بوقت اتباع مجتہد سے دلیل خاص کی طلب اور تحقیق نہ کرنا بلکہ اس کے قول کو محض حسن ظن اور اعتماد کی بناء پر ماننا اور اس کی تابعداری کرلینا تقلید ہے بعد میں جا کر مجتہد کی دلیل خاص یا دوسری دلیل کا بغیر مطالبہ مقلد کو معلوم ہوجانا یا کسی دوسرے عالم سے معلوم کرلینا یا اپنے ذاتی مطالعہ کتب کے ذریعہ یا اپنی خداداد فہم و ذکاوت سے دلائل کا علم حاصل کرلینا یا عوام کو سمجھانے کے لئے مناظروں میں منازعین کی زبان بندی کیلئے دلائل کو بیان کرنا مفہوم تقلید کے قطعاً" منافی نہیں ہے اور تقلید ہرگز ہرگز مرتبہ جہل اور بے علمی کا نام نہیں۔ اگر تقلید کے لغوی معنی پر نظر کی جائے تو بلاشبہ کسی مجتہد و فقیہ کی تقلید ایک غلط سا نقشہ پیش کرتی ہے تقلید کا لغوی معنی "کسی کی غلامی کا قلادہ (ہار) پہن لینے کے ہیں۔" مگر ضروری نہیں کہ لغت میں جو معنی کسی لفظ کے لکھے ہوئے ہوں عرف و اصطلاح میں بھی وہی مراد لئے جائیں شاید اسی نکتہ کے پیش نظر نہ ہونے کی وجہ سے تقلید کے معاملہ میں غلط فہمیوں نے راہ پائی بعض نے اس کو شرک تک کہہ دیا جیسا کہ غیرمقلدین نے تقلید کو شرک کہا ہے۔

تقلید کی اقسام

تقلید کی دو قسمیں ہیں (۱) مطلق (۲) شخصی۔ عہد رسالت میں اور صحابہؓ کے دور میں ان دونوں پر عمل ہوتا رہا جس کی بہت سی نظیریں حدیث کے اور تاریخ کے ذخیرہ میں ملتی ہیں۔

تقلید غیر شخصی کا رواج

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ کے لئے مسائل جزئیہ اور واقعات حادثہ میں عمل کرنے کے لئے تین راستے تھے (۱) ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (۲) اجتہاد (۳) تقلید۔ اگر کسی صاحب کو کسی بھی جزئی مسئلہ میں تردد ہوتا تو بشرط قرب و ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تشفی حاصل کرکے اس پر عمل کرلیتے اور اگر دور ہونے کی وجہ سے یا کسی اور بناء پر ملاقات نہ ہوسکتی تو قاصد کے ذریعہ یا خط و کتابت سے دریافت کرنے کی کوشش کرتے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکتا اور ان میں خود اجتہاد کی قوت ہوتی تو اپنے اپنے اجتہاد اور استنباط سے کام لیتے اور عمل کرتے اور اگر قوت اجتہادیہ میسر نہ ہوتی یا اس سے کام لینا نہ چاہتے تو جو بھی عالم مل جاتا اس سے دریافت کرتے اور وہ اپنی روایت یا درایت سے جو کچھ جواب دیتا پورے وثوق و اعتماد سے اسپر یقین کرلیتے چونکہ ان حضرات کا مقصد خالص عمل کرنا ہوتا تھا اس لئے اس کا راستہ تلاش کرکے عمل میں مصروف ہوجاتے اور "قیل و قال" میں وقت ضائع نہ کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد چونکہ براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرنے کا سلسلہ ختم ہوگیا اور مسائل غیرمنصوصہ اور اجتہادیہ میں صرف دو ہی چیزوں یعنی اجتہاد اور تقلید پر عمل کا دارومدار رہ گیا اس لئے اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے مجتہدین کی ایک بڑی جماعت پیدا کردی لیکن اس وقت تک کسی

مجتہد کے اصول و قواعد منضبط نہیں ہوئے تھے اور اسی طرح مسائل و فروع
بھی مدون نہیں تھے اس لئے کسی خاص معین مجتہد کے مسائل اجتہادیہ پر
مطلع ہو کر اس کے مذہب معین کی پابندی اور اس پر عمل کرنا نہایت دشوار
بلکہ غیر ممکن تھا ادھر غیر مجتہدین میں تدین و تقویٰ اور اخلاص عمل کا جذبہ
موجزن تھا لہٰذا جس کو جو بھی مجتہد مل جاتا اس سے اپنی ضروریات کا مسئلہ
دریافت کر کے عمل کرلیتا اور اس مسئلہ میں اسی کی تقلید اور تابعداری کرلیتا
کسی خاص مجتہد کی پابندی نہیں تھی اور نہ یہ اس وقت ہوسکتی تھی تقریباً"
دوسری صدی ہجری کے آخر تک اسی طرح تقلید غیر شخصی جاری رہی اور اس
کا ایسا عام رواج رہا کہ کسی بھی قابل لحاظ عالم نے اس پر کوئی انکار نہیں کیا۔

تقلید شخصی کا رواج

دوسری صدی ہجری میں جب علمائے ربانیین نے بالہام خداوندی اصول و
فروع کی تدوین اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بتدریج شروع فرمایا تب بعض
مسائل کے ایسے مجموعے پائے جانے لگے جن کے ذریعہ ائمہ مجتہدین کے
قابل ترین اور لائق تلامذہ (شاگردوں) نے اپنے اپنے اساتذہ اور اکابر کے
مذاہب و مسالک کی بقا اور ترویج میں سعی بلیغ شروع کردی اس طرح دوسری
صدی ہجری کے بعد اکثر لوگوں میں تقلید شخصی کے رواج کی ابتدا ہوئی لیکن
اس وقت چونکہ مذاہب مدونہ کا اس قدر عام رواج نہ ہوسکا تھا کہ ہر جگہ اور
ہر شخص کو بآسانی دستیاب ہوسکیں اور نیز مجتہدین کی تعداد بھی غیر محصور تھی

اس لئے جن لوگوں کو مذاہب مدونہ پورے طور پر میسر نہ ہوسکے وہ اس وقت
بھی حسب دستور سابق تقلید غیر شخصی پر عامل رہے اور بہت سے لوگوں نے
ایک ایک مذہب کی پابندی کر کے تقلید شخصی کا التزام کرلیا اور پھر یہ تقلید
شخصی بھی ان چار مشہور مذاہب میں منحصر نہ تھی کیونکہ ان مذاہب کے علاوہ
اس وقت اور بھی بعض مجتہدین کے مذاہب پائے جاتے تھے چوتھی صدی
ہجری تک یہی رواج رہا۔

تقلید شخصی کی مثالیں عہد صحابہؓ میں

(۱) صحیح بخاری میں عکرمہؓ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ نے ابن عباسؓ
سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو طواف فرض کے بعد حائضہ ہوگئی
ہو (کہ وہ طواف وداع کیلئے پاک ہونے تک انتظار کرے یا اس سے طواف
ساقط ہوجائے گا اور بغیر طواف کئے واپس آنا جائز ہوگا) ابن عباسؓ نے فرمایا
کہ وہ جاسکتی ہے اہل مدینہ نے کہا کہ ہم آپ کے قول پر زید بن ثابتؓ کے
قول کے خلاف عمل نہیں کریں گے۔

(صحیح بخاری)

اور فتح الباری میں اسی واقعہ میں اہل مدینہ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

"آپ فتویٰ دیں یا نہ دیں زید بن ثابتؓ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ عورت
(بغیر طواف کے) واپس نہیں ہوسکتی۔"

نیز فتح الباری میں ہی بحوالہ مسند ابوداؤد طیالسی بروایت قتادہؓ اس واقعہ میں

یہ الفاظ ملتے ہیں۔

"انصارؓ نے کہا کہ ہم زید بن ثابتؓ کے خلاف قول میں آپ کی اتباع نہ کریں گے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ لوگ ام سلیمؓ سے دریافت کریں کہ جو جواب میں نے دیا ہے وہ درست ہے۔"

اس واقعہ میں اہل مدینہ اور ابن عباسؓ کی گفتگو سے دو چیزیں وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہیں۔

(۱) اہل مدینہ زید بن ثابتؓ کی تقلید شخصی کرتے تھے اور ان کے قول کے مخالف کسی قول پر عمل نہیں کرتے تھے مذکورہ واقعہ میں ان حضرات نے ابن عباسؓ کے فتوے پر عمل نہ کرنے کی اس کے سوا کوئی اور وجہ بیان نہیں کی کہ وہ زیدؓ کے فتوے کے خلاف ہے۔ (۲) ابن عباسؓ نے بھی ان حضرات پر یہ اعتراض نہیں فرمایا کہ تم تقلید کیلئے ایک شخص کو معین کر کے گناہ یا شرک کے مرتکب ہو رہے ہو بلکہ انہیں حضرت ام سلیمؓ سے مسئلہ کی تحقیق کر کے زیدؓ کی طرف دوبارہ مراجعت کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ فتح الباری میں ہے کہ یہ حضرات مدینہ پہنچے تو انہوں نے ابن عباسؓ کے قول کے مطابق ام سلیمؓ سے واقعہ کی تحقیق کر کے دوبارہ زیدؓ کی طرف مراجعت کی جس کے نتیجے میں زیدؓ نے مکرر حدیث کی تحقیق فرما کر اپنے سابقہ فتوے سے رجوع فرمالیا۔

(۳) ابوموسیٰ اشعریؓ سے کچھ لوگوں نے ایک مسئلہ پوچھا پھر وہی مسئلہ ابن مسعودؓ سے پوچھا گیا اور ان سے اس مسئلہ میں ابوموسیٰؓ کی رائے بھی ذکر کردی گئی ابن مسعودؓ نے جو فتویٰ دیا وہ فتویٰ ابوموسیٰ اشعریؓ کے فتوے کے خلاف تھا لوگوں نے ابوموسیٰؓ سے ابن مسعودؓ کے فتوے کا ذکر کیا تو انہوں نے

فرمایا "جب تک یہ متبحر عالم (ابن مسعودؓ) تم میں موجود ہیں تم مجھ سے مت پوچھا کرو۔" ابو موسیٰؓ کے اس ارشاد سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ انہوں نے ہر مسئلہ میں ابن مسعودؓ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا اور یہی تقلید شخصی ہے کہ ہر مسئلہ میں کسی ایک ہی عالم سے رجوع کیا جائے۔

تقلید شخصی ہی ضروری کیوں ہے؟

صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے دور میں دیانت' ایمانداری عام تھی جس پر اعتماد کیا جاسکتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے ان کی نفسانیت اس قدر مغلوب تھی کہ خصوصاً" شریعت کے احکام میں انہیں اتباع ہوٰی کا خطرہ نہیں تھا اس لئے تقلید مطلق اور شخصی دونوں پر ان حضرات کے دور میں عمل ہوتا تھا پھر جب دیانت لوگوں میں باقی نہ رہی تو تقلید شخصی پر انحصار ضروری ہوگیا۔

تقلید شخصی کا وجوب

اس بے دینی اور کم عقلی اور نفس پرستی کے دور میں تقلید شخصی ضروری اور واجب ہے اس سے کسی بھی صاحب فہم اور سلیم الطبع آدمی کو قطعاً" انکار نہیں ہوسکتا تقلید کے وجوب اور اس کی ضرورت کو سمجھنے کے لئے پہلے وجوب کے معنی سمجھ لینا چاہئیں کسی چیز کے واجب اور ضروری ہونے کی دو

صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ قرآن و حدیث میں خصوصیت کے ساتھ اس
کی تاکید فرمائی گئی ہو جیسے نماز' روزہ وغیرہ اس طرح کے وجوب کو وجوب
بالذات کہتے ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ اس امر کی خود تو کہیں صراحتاً"
تاکید نہ کی گئی ہو مگر جن امور کی قرآن وحدیث میں تاکید کی گئی ہے ان پر
عمل کرنا اس امر کے بغیر ممکن نہ ہو اس لئے اس کو بھی ضروری اور واجب
کہا جائے گا کیونکہ یہ ایک مشہور اصول ہے کہ واجب کا مقدمہ بھی واجب
ہوتا ہے۔ یعنی جس چیز پر کسی واجب کا دارومدار ہو وہ خود بھی واجب ہوتی
ہے اس کی مثال میں بہت سی چیزوں کا نام لیا جاسکتا ہے جن میں قرآن و
حدیث کی تدوین اور کتابت بھی شامل ہے دیکھئے شریعت میں کہیں بھی قرآن و
حدیث کو اس طرح یکجا کرنے اور ان کو حیطہ تحریر میں لانے کا صراحتاً" حکم
نہیں آیا ہے لیکن چونکہ قرآن و حدیث کو محفوظ رکھنا اور اس کو ضائع ہونے
سے بچانا ایک شرعی فریضہ ہے جس کی بار بار تاکید کی گئی ہے اور تجربہ شاہد
ہے کہ بغیر کتابت کے عادتاً" ان کی حفاظت ناممکن تھی اس لئے قرآن
وحدیث کے لکھنے کو ضروری اور واجب سمجھا گیا یہی وجہ ہے کہ دلالتاً" اس پر
امت کا اتفاق چلا آرہا ہے اس طرح کے وجوب کو وجوب بالغیر کہتے ہیں۔
وجوب کے سلسلہ میں مذکورہ بالا تفصیل کے بعد اب یہ بات ذہن نشین کرلینی
چاہئے کہ تقلید شخصی بھی واجب بالغیر ہے کیونکہ تقلید شخصی سے ان مفاسد
کا دروازہ بند کرنا مقصود ہے جن سے شریعت اسلامیہ نے شدومد کے ساتھ
روکا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

"ولاتفسدوافی الارض بعد اصلاحھا" (الاعراف)

ترجمہ : "اصلاح کے بعد زمین پر فساد برپا مت کرو۔" آیت کریمہ میں
فساد کرنے سے روکا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز فتنہ و فساد کا باعث ہوگی وہ
خود بھی ممنوع ہوگی اور اس کا ترک واجب ہوگا چونکہ غیرمقلدیت موجب
فتنہ و فساد ہے اس لئے ترک تقلید ممنوع ہوگی اور ائمہ اربعہ میں سے کسی
بھی امام کی تقلید واجب ہوگی کیونکہ اس سے فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہوجاتا
ہے۔

تقلید شخصی کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کا قول

یاد رکھئے پہلی اور دوسری صدی میں تقلید کا رواج نہ تھا پھر دوسری صدی
کے بعد تقلید شخصی پر عمل شروع ہوا اور اس زمانے میں یہی چیز واجب
تھی۔

تقلید شخصی کا انحصار مذاہب اربعہ میں

چوتھی صدی ہجری میں جبکہ مذاہب اربعہ ' حنفی' مالکی' شافعی' حنبلی کی
کتب فقہ مدون ہو کر اقطار عالم میں پھیل گئیں اور ان مذاہب اربعہ میں سے
کسی نہ کسی مذہب پر ہر جگہ اور ہر شخص کے لئے عمل کرنا سہل اور آسان
ہوگیا اور بتقدیر الٰہی ان چار ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہؒ' مالکؒ' شافعیؒ' احمد بن

حنبلؒ کے مذاہب کے سوا باقی تمام مذاہب جو چوتھی صدی ہجری سے قبل کچھ نہ کچھ پائے جاتے تھے اسباب حفاظت کی کمی یا کسی اور وجہ سے ختم ہوگئے بلکہ کہنا چاہئے کہ مشیت ایزدی اسی طرح تھی کہ جس کا باقی رہنا مقصود تھا باقی رہا ورنہ فنا ہوگیا اور اہل سنت و الجماعت میں ان چار مذاہب کے سوا اور کوئی مذہب مروج اور معمول بہ نہ رہا اور بوجہ عدم ضرورت اجتہاد میں بھی کمی آگئی تب چوتھی صدی ہجری میں ان چاروں ائمہ کے مذاہب میں تقلید شخصی کا انحصار ہوگیا حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ۔

"بجز مذاہب اربعہ کے دوسرے تمام مذاہب تقریباً" معدوم ہوگئے تب ان ہی چاروں اماموں کا اتباع سواداعظم کا اتباع قرار پایا اور ان سے باہر ہونا سواداعظم سے نکلنا ہوا۔"

(عقد الجید)

علامہ ابن خلدون مقدمہ تاریخ میں لکھتے ہیں۔

"دیاروامصار میں ان ہی ائمہ اربعہ میں تقلید منحصر ہوگئی اور ان کے سوا جو امام تھے ان کے مقلد ناپید ہوگئے اور لوگوں نے اختلافات کے دروازے اور راستے بند کردیئے اور چونکہ اصطلاحات علمیہ مختلف ہوگئیں اور لوگ مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے سے رہ گئے اور اس امر کا اندیشہ پیدا ہوا کہ اجتہاد کے میدان میں کہیں ایسے لوگ نہ کود پڑیں جو نہ تو اس کے اہل ہیں نہ ان کا دین اور ان کی رائے قابل وثوق ہے لہٰذا علمائے زمانہ میں جو محتاط تھے انہوں نے اجتہاد سے اپنا عجز ظاہر کردیا اور اس کے دشوار ہونے کی تصریح فرما دی اور ان ہی ائمہ مجتہدین کی تقلید کیلئے جن کے لوگ مقلد ہو رہے تھے ہدایت اور رہنمائی کرنے لگے اور چونکہ تداول تقلید میں تلاعب ہے یعنی اس طرح تقلید کرنے میں کہ کبھی ایک

امام اور کبھی دوسرے امام کی طرف رجوع کرنے میں دین کھلونا بن جاتا ہے۔ اس لئے اس طرح کی تقلید کرنے سے لوگوں کو منع کرنے لگے اور ایک ہی امام کی تقلید کرنے پر زور دینے لگے اور صرف نقل مذہب باقی رہ گیا اور بعد تصحیح اصول و اتصال سند بالروایۃ ہر مقلد اپنے اپنے امام مجتہد کی تقلید کرنے لگا اور فقہ سے آج بجز اس امر کے اور کچھ مطلب نہیں ہے اور ہمارے زمانہ میں مدعی اجتہاد یعنی اجتہاد کا دعویٰ کرنے والا مردود اور اس کی تقلید مہجور اور متروک ہے اور اہل اسلام ان ہی ائمہ اربعہ کی تقلید پر مستقیم ہوگئے ہیں۔"

(منقول از او شحۃ الجید صفحہ ۸۰۹)

امام کی تقلید کن چیزوں میں ہے؟ یعنی امام کی تقلید کس حیثیت سے ہوگی؟

ادھر ایک امر بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ کسی امام کی تقلید کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ امام کا قول ماننا فرض اور واجب ہے اور قرآن و سنت کی (نعوذباللہ) اس امام کے قول کے سامنے کوئی حیثیت نہیں بلکہ اس کے قول کو قرآن و سنت پر پرکھا جائے گا اگر صحیح ہے تو قبول کیا جائے گا اور اگر اس کا قول قرآن و سنت کے مخالف ہے تو اس کے قول کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے گا اور امام کی تقلید صرف ان ہی احکامات میں ہوگی کہ جس کے بارے میں قرآن و سنت خاموش ہو یا قرآن و سنت میں اس کا اجمال ہو اور وہ چیز مبہم ہو تو مجتہد کا قول ایسی جگہ معتبر ہوگا اور مجتہد کے حکم کو شارع کی حیثیت

سے بھی نہ سمجھا جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتباع تو قرآن و سنت کا ہی
مقصود ہے صرف قرآن وسنت کی مراد سمجھنے کے لئے بحیثیت شارح قانون ان
کی تشریح و تعبیر پر اعتماد کیا گیا ہے اور ان کی اتباع اس لئے ضروری ہے کہ
وہ حضرات خیرالقرون کے تھے بددیانتی کا دور نہیں تھا بلکہ شرافت کا دور تھا اور
وہ لوگ اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) و تابعینؒ سے صحبت یافتہ تھے اور
وہ قرآن و سنت کے معنی کو ہم لوگوں سے زیادہ سمجھتے تھے اور اچھا سمجھتے تھے
چونکہ چوتھی صدی ہجری کے بعد خیرالقرون باقی نہ رہا اس لئے کسی ایک امام
کی تقلید ضروری ہوگئی اور امام کی تقلید مسائل منصوصہ میں نہیں بلکہ
مسائل غیر منصوصہ میں ہے۔

تقلید کا مقصد اور اس کی حقیقت

دین اسلام کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی
فرمائی ہے کہ کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام؟ کیا جائز اور کیا ناجائز؟
اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی ضروری ہے
لہٰذا شریعت کے تمام معاملات میں صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت
ضروری ہے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ صرف قرآن وسنت کی تابعداری
کرے جو شخص رسول کی بجائے کسی اور کی اطاعت کرنے کا قائل ہو اس کو
مستقل بالذات مطاع سمجھتا ہو وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے لہٰذا ہر

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت کے احکامات کی اطاعت
کرے لیکن قرآن و سنت میں بعض احکامات تو وہ ہیں جنہیں ہر معمولی پڑھا
لکھا آدمی سمجھ سکتا ہے ان میں کوئی ابہام یا تعارض نہیں جو شخص بھی انہیں
دیکھے گا وہ سمجھ لے گا اور اسے کوئی الجھن پیش نہیں آئے گی اس کے
برعکس قرآن وسنت کے بعض احکامات وہ ہیں جس میں کسی قدر ابہام یا
اجمال ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ قرآن کی کسی دوسری آیت یا کسی دوسری
حدیث سے متعارض ہیں ایسے موقع پر قرآن و سنت سے احکامات کا استنباط
کرنا نہایت وقت طلب اور دشوار ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

"والمطلقت یتربصن بانفسهن ثلثة قروء"

(بقرہ)

ترجمہ : "اور جن عورتوں کو طلاق دیدی گئی ہو وہ تین قرء گزرنے تک
انتظار کریں۔" اس میں مطلقہ عورت کی عدت بیان کی گئی ہے اور اس کے
لئے تین "قرء" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ "قرء" کا لفظ عربی زبان میں حیض
اور طہر دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے اگر حیض مراد لیا جائے تو آیت کا مطلب
ہوگا کہ مطلقہ کی عدت تین ماہواری گزرنا ہے اور اگر طہر مراد لیا جائے تو تین
طہر عدت قرار پاتے ہیں اس موقع پر ہمارے لئے یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ
ہم ان دونوں معنوں میں سے کس معنی پر عمل کریں؟ اور حدیث میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"من لم یترک المخابرة فلیؤذن بحرب من اللہ ورسوله"

(ابوداؤد)

ترجمہ : "جو شخص بٹائی کا کاروبار نہ چھوڑے وہ اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اعلان جنگ سن لے" اس میں بٹائی کی ممانعت کی گئی ہے لیکن بٹائی کی بہت سی صورتیں ہوتی ہیں حدیث اس باب میں خاموش ہے کہ یہاں بٹائی کی کونسی صورت مراد ہے؟ اب دو صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ ہم اپنے ناقص علم' کوتاہ فہم اور نام و نہاد بصیرت پر اعتماد کر کے اس قسم کے معاملات میں خود کوئی فیصلہ کرلیں اور اس پر عمل کریں اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات میں ازخود کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے ہم یہ دیکھیں کہ قرآن و سنت کے ان ارشادات سے ہمارے جلیل القدر اسلاف نے کیا سمجھا ہے؟ قرون اولیٰ کے جن بزرگوں نے اپنی پوری عمریں صرف کر کے مسائل کا استنباط کیا ان میں سے جنہیں ہم علوم قرآن وحدیث کا زیادہ ماہر دیکھیں ان کی فہم و بصیرت پر اعتماد کریں اور انہوں نے جو کچھ سمجھا ہے اس کے مطابق عمل کریں غائر نظر سے دیکھنے کے بعد اس بارے میں دو رائے نہیں ہوسکتیں کہ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت ہر ذی ہوش کے نزدیک نہایت خطرناک ہے اور دوسری صورت محتاط۔ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ علم و فہم' ذکاوت و حافظہ' دین و دیانت' تقویٰ اور پرہیز گاری ہر اعتبار سے ہم اس قدر تہی دست ہیں کہ قرون اولیٰ کے علماء سے ہماری کوئی نسبت نہیں پھر جس مبارک دور اور مقدس ماحول میں قرآن نازل ہوا تھا قرون اولیٰ کے علماء اس سے بھی قریب تر تھے اور اس قرب زمانی اور صحابہؓ و تابعینؒ سے استفادہ کی بنیاد پر ان کے لئے قرآن و سنت کی مراد کو سمجھنا زیادہ سہل و آسان تھا اس کے

برعکس ہم رسالت کے زمانہ سے اتنی دور جاپڑے کہ ہمارے لئے اس زمانہ کے طرز معاشرت اور طرز گفتگو کا جیسا کہ چاہئے تصور بھی نہایت مشکل اور دشوار ہے کیونکہ کسی شخص یا کسی دور کی بات سمجھنے کے لئے اس کے پورے پس منظر کا سامنے ہونا ضروری ہوتا ہے ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اگر ہم اپنے فہم پر اعتماد کرنے کی بجائے مختلف التعبیر اور پیچیدہ معاملات میں اسی مطلب کو درست قرار دیں جو ہمارے اسلاف میں سے کسی ممتاز عالم نے سمجھا ہے تو کہا جائے گا کہ ہم نے فلاں آدمی کی تقلید کی اس تقریر سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ کسی امام یا مجتہد کی تقلید صرف اس موقع پر کی جاتی ہے جہاں قرآن و سنت سے کسی حکم کے سمجھنے میں اجمال و ابہام یا کسی تعارض کی وجہ سے کوئی الجھن یا دشواری ہو اور جہاں اس قسم کی کوئی الجھن یا دشواری نہ ہو وہاں کسی امام اور مجتہد کی تقلید ضروری نہیں اور یہ بات بھی صاف ہوجاتی ہے کہ کسی امام و مجتہد کی تقلید کا مطلب یہ ہے کہ پیروی تو قرآن و سنت کی ہے محض مراد سمجھنے کیلئے بحیثیت شارح قانون ان کی تشریح اور تعبیر پر اعتماد کیا گیا ہے اب ہم کو کوئی بتا دے کہ اس عمل میں کون سی بات ایسی ہے جسے گناہ یا شرک کہا جائے ہاں اگر کوئی شخص کسی امام کو شارع کا درجہ دے کر اسے واجب الاتباع قرار دیتا ہو تو بلاشبہ اسے شرک کہا جاسکتا ہے لیکن کسی کو شارح قانون قرار دے کر اپنے مقابلہ میں اس کی فہم و بصیرت پر اعتماد کرنا تو افلاس عالم کے اس دور میں اس قدر ناگزیر ہے کہ اس سے کوئی مفر نہیں پس تقلید ائمہ مجتہدین کا اصل مقصد دین کی حفاظت اور قرآن و حدیث پر بسہولت عمل کرنا ہے اور تقلید ائمہ اربعہ سراسر عمل

بالقرآن والحدیث ہے۔

اجتہاد اور تقلید کی ضرورت

اب یہ سوال پیدا ہوا کہ اجتہاد اور تقلید کی ضرورت کیوں پڑی؟ کیا قرآن و حدیث کا تمسک کافی نہیں ہے؟ تو اس کا "جواب" یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں فروعی و جزئی مسائل دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ مسائل ہیں جن کا ثبوت ایسی آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے صراحتاً" ہے جن میں بظاہر کوئی تعارض نہیں ہے اور ان مسائل پر ان کی دلالت قطعی ہے اس قسم کے مسائل کو منصوصہ غیرمتعارضہ کہتے ہیں اور ایسے مسائل میں اجتہاد کی قطعاً" ضرورت نہیں ہوتی اور نہ مجتہد اس قسم کے مسائل میں اجتہاد کرتا ہے کیونکہ مجتہد کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ حکم صراحتاً" منصوص نہ ہو جب ان مسائل میں اجتہاد کی گنجائش نہیں تو ان میں کسی مجتہد کی تقلید کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایسے مسائل میں ان احکام پر عمل کیا جائے گا جو آیات و احادیث سے صراحتاً" ثابت ہیں۔ دوسرے وہ مسائل ہیں جن کا ثبوت صراحتاً" کسی آیت یا حدیث صحیح سے نہیں یا ثبوت تو ہے مگر اس آیت یا حدیث میں متعدد معانی کا احتمال ہونے کی وجہ سے قطعی طور پر کسی ایک معنی پر محمول نہیں کیا جاسکتا یا وہ کسی دوسری آیت یا حدیث سے بظاہر متعارض ہے اس قسم کے مسائل کو اجتہادیہ غیرمنصوصہ کہا جاتا ہے اس قسم کے مسائل میں اجتہاد کی ضرورت ہوگی اور ان کا صحیح حکم مجتہد کے اجتہاد سے

معلوم ہوسکے گا اور یہی وہ مسائل ہیں جن میں غیرمجتہد کو تقلید کی ضرورت واقع ہوتی ہے اب چونکہ شریعت اسلامیہ کے تمام جزئی مسائل منصوص نہیں ہیں کہ ہر کس و ناکس ان کا صحیح حکم سمجھ سکے بلکہ بہت سے مسائل اجتہادی ہیں جن میں اجتہاد کی ضرورت ہے پس اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل و کرم سے امت مرحومہ کے مخصوص افراد کو وہ ملکۂ استنباط اور قوت اجتہاد عطا فرمائی ہے کہ وہ حضرات نصوص و احادیث میں غور و فکر کر کے ان جزئی مسائل کے احکام مستنبط کریں جن کا نصوص میں صراحتاً" ذکر نہیں ہے اور عام لوگوں کے لئے عمل کی راہ سہل اور آسان کردیں حضرات صحابہؓ جن کو ہمہ وقت دربار نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تمام مسائل معلوم ہوجاتے تھے لیکن صحابہؓ کی وہ جماعت جو مدینۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے باہر کسی مقام پر قیام پذیر تھی یا وہ لوگ جو بعد میں حلقہ بگوش اسلام ہونے والے تھے ان کو اس قوتِ اجتہاد کی شدید ضرورت تھی کیونکہ ایسے مسائل اجتہادیہ میں شریعت اسلامیہ پر پورے طور پر عمل کرنا بغیر اجتہاد کے غیرممکن تھا پس حق تبارک و تعالیٰ نے خیرالقرون میں بے شمار صحابہ کرامؓ "تابعین" تبع تابعین" اور بعد والوں کو اس دولت اجتہادیہ سے نوازا اور خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کرتے ہوئے صاف اور واضح لفظوں میں اجتہاد کی تحسین اور تصویب فرمائی۔

"عن معاذ بن جبلؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمابعثہ' الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال بسنۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال فان لم تجد

فی سنۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال اجتھد برائی ولاآلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی بہ رسول اللہ"

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

ترجمہ : "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ کیا تو پوچھا کہ اگر کوئی قضیہ (مسئلہ) پیش آجائے تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا کہ کتاب اللہ کے مواقف فیصلہ کروں گا فرمایا کہ اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو؟ عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلہ کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں بھی نہ ملے؟ عرض کیا کہ اس وقت اجتہاد و استنباط کر کے اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا اور تلاش میں کوئی کسر نہ چھوڑوں گا۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر (اظہار مسرت سے) اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا کہ اللہ کا شکر ہے اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی کہ جس پر اللہ کا رسول راضی و خوش ہے۔" یہ واقعہ تقلید اور اجتہاد کیلئے شمع ہدایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کیلئے اپنے فقہائے صحابہؓ میں سے صرف ایک جلیل القدر صحابی کو بھیجا اور انہیں حاکم و قاضی، معلم و مجتہد بنا کر اہل یمن پر لازم کردیا کہ وہ ان کی تابعداری کریں انہیں صرف قرآن و سنت ہی نہیں بلکہ قیاس و اجتہاد کے مطابق بھی فتوے صادر کرنے کی اجازت عطا فرمائی اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو ان کی تقلید شخصی کی اجازت دی بلکہ اس کو ان

کے لئے لازم فرمایا الغرض رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی و منشاء کے مطابق حضرات صحابہ کرامؓ اور پھر ائمہ مجتہدینؒ نے مسائل غیر منصوصہ میں اجتہاد کے ذریعہ احکام شریعت ظاہر فرمانے کا سلسلہ جاری فرمایا اور جن لوگوں میں اجتہاد کی قوت نہیں تھی انہوں نے یہ سمجھ کر کہ حضرات مجتہدین علم وفہم اور تقویٰ و دیانت میں ہم سے کہیں زیادہ فائق اور مقبول دربارگاہ الٰہی ہیں نیز ان حضرات صحابہؓ و تابعینؒ اور مجتہدینؒ نے اپنے اجتہاد کے ذریعہ جو کچھ دریافت کیا ہے وہ درحقیقت یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں جو بطریق موقوف یعنی بلاسند کے ذکر کی گئی ہیں یا ان کے صحیح استنباطات ہیں جو درحقیقت نصوص سے لئے گئے ہیں بہرصورت وہ قابل اتباع اور لائق تسلیم ہیں ان کے مجتہدات پر عمل کرنا شروع کردیا۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

"ویستدل باقوال الصحابۃ و التابعین علماً منھم انھا احادیث منقول عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقوفۃ (الی ان قال) اویکون استنباطاً منھم من النصوص او اجتھاد امنھم بآرائھم فھم احسن صنیعا فی کل ذلک ممن یجئ بعد ھم و اکثر اصابۃ و اقدم زماناً و اوعی علما فتعین العمل بھا"

(انصاف صفحہ ۲۰ و ۲۱)

ترجمہ : "اور اہل طبقہ یعنی تبع تابعینؒ، صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال سے استدلال کیا کرتے تھے کہ یہ اقوال یا تو احادیث نبویہ ہیں کہ ان کو مختصر کر کے "موقوفاً" بیان کردیا گیا ہے اور یا یہ اقوال صحابہؓ و تابعینؒ منصوص حکم سے خود ان کے استنباطات ہیں یا ان کی آراء سے بطور اجتہاد لئے گئے ہیں اور حضرات صحابہؓ و تابعین ان جملہ امور میں ان

لوگوں سے بہتر ہیں جو ان کے بعد ہوئے وہ بیان صواب میں زیادہ اور
زمانہ کے اعتبار سے اقدم اور باعتبار علم سب سے بڑھ کر ہیں اسی لئے
ان کے اقوال پر عمل کرنا متعین ہوا۔"

عہد صحابہؓ و تابعینؒ میں تقلید

صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ میں بھی تقلید کا رواج تھا حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

"حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے عہد زرین میں رواج یہ تھا کہ جب کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اور اس مسئلہ میں وہ خود کوئی فیصلہ نہ کرسکتا تو وہ کسی بھی صاحب بصیرت عالم کی طرف رجوع کرتا اور اس سے دریافت کر کے عمل کرلیتا تھا"

"لان الناس لم یزالوامن زمن الصحابة الی ان ظهرت المذاهب الاربعة یقلدون من اتفق من العلماء من غیرنکیر من احدیعتبر انکاره فلو کان ذلک باطلا لا نکروه"

(عقد الجید صفحہ ۳۳)

ترجمہ : "کیونکہ صحابہؓ سے لے کر چار مذاہب کے ظہور تک یہی دستور اور رواج رہا ہے کہ کوئی عالم مجتہد مل جاتا تو اسی کی تقلید کرلیتے تھے کسی بھی معتبر آدمی نے اس پر نکیر نہیں کی اگر یہ (تقلید) باطل ہوتی تو وہ حضرات اس پر ضرور نکیر فرماتے۔"

صحابہ کرامؓ کا زمانہ اور تابعینؒ کا زمانہ چونکہ زمانہ نبوت سے قریب تر تھا اس وجہ سے وہ بہرحال خیروبرکت کا اور خلوص و للّٰہیت کا زمانہ تھا اس میں

تقلید غیر شخصی کے اندر کسی قسم کی بڑی مضرت کا گمان نہیں ہوسکتا تھا اس لئے اس زمانے میں تقلید کا دائرہ وسیع ہونا کوئی تعجب خیز امر نہ تھا دوسرے یہ کہ اس زمانہ میں علم فقہ کی تدوین بھی عمل میں نہیں آئی تھی پھر بعد کے دور میں چونکہ وہ دور زمانہ نبوت سے بعید ہوچکا تھا عام طور پر طبیعتیں پہلے سے مختلف ہوگئی تھیں فساق و فجار جن پر ہویٰ و ہوس کا غلبہ تھا بکثرت ہوگئے تھے اس لئے تقلید کی موجودہ وسعتوں کو تقلید شخصی میں محدود کرنا ناگزیر تھا ورنہ مفاسد کا دروازہ کھل جاتا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے۔

"ولاتفسدو فی الارض بعد اصلاحها"

ترجمہ : "اصلاح کے بعد زمین پر فساد برپا مت کرو۔" لہٰذا اس فساد سے بچنے کیلئے تقلید شخصی میں انحصار ضروری ہوگیا ورنہ احکام شرع بازیچۂ اطفال بن کر رہ جاتے۔

(نوٹ) چونکہ حضرات غیرمقلدین تقلید کی مخالفت کرنے میں اکثر و بیشتر (غلط طور پر) حضرت شاہ ولی اللہؒ کے کلام کو پیش کر کے عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرتے ہیں اس لئے اس موقع پر شاہ صاحبؒ نے جو وضاحت کی ہے اس کو بیان کیا گیا ہے۔

ائمہ حدیث مقلد تھے

تقلید سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا ابتدائی دور میں لوگ جس کو عالم متدین پاتے اس کی تقلید کرلیتے تھے پھر مذکورہ بالا مصلحتوں کی بنا پر حامیان اسلام

نے امام معین کی تقلید مقرر کردی اور لوگوں کو مطلق العنانی سے باز رکھا اس کے بعد رفتہ رفتہ تمام مذاہب اہل سنت ختم ہوگئے اور صرف مذاہب اربعہ باقی رہ گئے تب جمہور مسلمان انہی کی تقلید پر متفق اور مجتمع ہوگئے حتیٰ کہ اکابر محدثین بھی دائرہ تقلید سے باہر نہیں رہے ائمہ حدیث میں سے ہر امام نے ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید ضرور کی ہے چنانچہ ممتاز محدثین کے بارے میں ہم یہاں ذکر کرنا چاہیں گے۔

امام بخاریؒ

محمد بن اسماعیل بخاریؒ صاحب صحیح بخاری متوفی ۲۵۶ھ شافعی المذہب ہیں فقہ شافعی انہوں نے اپنے استاذ حمیدی سے حاصل کی ہے جو شافعی المذہب ہیں امام بخاریؒ کے شافعی المذہب ہونے کو علماء محققین نے بکثرت بیان کیا ہے نیز شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب "انصاف" میں اس کو نہایت بسط و تفصیل سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔

"امام بخاریؒ بہت سے مسائل میں شافعی المذہب ہیں اور کچھ وہ مسائل ہیں جن میں ان کو مرتبہ اجتہاد حاصل تھا ان میں انہوں نے امام شافعیؒ کی مخالفت کی ہے۔"

امام مسلمؒ

حافظ الحدیث امام ابوحسین مسلم قشیریؒ صاحب صحیح مسلم متوفی ۲۶۱ھ بھی

شافعی المذہب ہیں جیسا کہ صاحب کشف الظنون اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے "انصاف" میں اور بہت سے محققین نے ذکر کیا ہے۔

امام ابوداؤدؒ

سلیمان بن اشعث سجستانیؒ صاحب سنن ابی داوٗد متوفی ۲۷۵ھ حنبلی المذہب ہیں اس کو تاریخ ابن خلکان اور شاہ ولی اللہؒ نے "انصاف" میں ذکر کیا ہے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب "بستان المحدثین" میں تحریر فرمایا ہے۔

"امام ابوداؤدؒ کے مذہب کے بارے میں اختلاف ہے بعض ان کو شافعیؒ کہتے ہیں بعض حنبلیؒ واللہ اعلم"

امام ترمذیؒ

ابوعیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ صاحب جامع ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کے متعلق شاہ ولی اللہؒ "انصاف" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ حنفی المذہب ہیں اور امام اسحاق بن راہویہؒ کی طرف بھی منتسب ہیں اور بعض اہل تحقیق نے ان کو شافعی المذہب کہا ہے۔"

امام نسائیؒ

امام عبدالرحمٰن نسائیؒ متوفی ۳۰۳ھ صاحب سنن نسائی شافعی المذہب ہیں جیسا کہ ان کی کتاب "منسک" اس پر دلالت کرتی ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے "بستان المحدثین" میں ذکر فرمایا ہے اور جامع الاصول میں ہے

"النسائی کان شافعی المسلک لهٗ مناسک الفهاعلی مذهب الشافعی"

اور مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ نے شرح "سفرالسعادت" میں بھی اس کو بیان کیا ہے۔

امام ابن ماجہؒ

امام ابن ماجہؒ متوفی ۲۷۳ھ دارمیؒ متوفی ۲۵۵ھ ہر دو حضرات حنبلی المذہب ہیں اور اسحاق بن راہویہؒ کی طرف بھی منتسب ہیں جیسا کہ "انصاف" میں مذکور ہے۔

لیث بن سعدؒ

متوفی ۱۷۴ھ امام بخاریؒ کے استاذ اور تبع تابعین میں سے ہیں اور حنفی المذہب ہیں علامہ قسطلانیؒ نے ابن خلکان سے نقل کیا ہے اور صاحب

جواہرالمضیہ نے اپنی کتاب میں اور عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے

"کان اللیث اماما کبیرا مجمعا علی جلالتهٖ و ثقتهٖ و کرمهٖ و کان علی مذهب الامام ابی حنیفهؒ قاله القاضی ابن خلکان فلیس فی کتب السنة من اسمه لیث بن سعد سواه انتهی"

امام ابویوسفؒ

یعقوب بن ابراہیم انصاریؒ متوفی ۱۸۳ھ شاگرد امام اعظم ابوحنیفہؒ حنفی المذہب ہیں تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ان پر مذہب حنفی غالب تھا ہاں بہت سے مقامات پر ان کی مخالفت بھی کی ہے یعنی صرف ان مسائل میں مخالفت کی جن میں ان کو مرتبہ اجتہاد حاصل تھا۔

امام محمدؒ

محمد بن حسن الشیبانیؒ متوفی ۱۸۷ھ شاگرد امام اعظمؒ و امام ابویوسفؒ حنفی المذہب ہیں انہوں نے امام اعظم کی مخالفت فقط ان مسائل میں کی ہے جن میں ان کو مرتبہ اجتہاد حاصل تھا ان کے حنفی المذہب ہونے کی تصریح صاحب کشف الظنون اور ابن خلکان وغیرہ نے پورے طور پر کی ہے۔ اسی طرح چوتھی صدی ہجری کے بعد جو کبار محدثین ہوئے ہیں ان کے حالات کی تفتیش کی جائے تو وہ بھی ان مذاہب اربعہ سے خالی نہ ملیں گے ملاحظہ فرمایئے

حافظ زیلعیؒ علامہ عینیؒ محقق ابن ہمامؒ ملاعلی قاریؒ وغیرہم جو علاوہ فقہ کے علم حدیث میں بھی تبحر رکھتے تھے یہ سب حنفی المذہب تھے۔ ابن عبدالبرؒ جیسے محدث مالکی المذہب ہیں۔ نوویؒ بغویؒ خطابیؒ ذہبیؒ عسقلانیؒ قسطلانیؒ اور سیوطیؒ وغیرہم جن کا فن حدیث میں ڈنکا بجتا تھا شافعی المذہب تھے اور اسی طرح بہت سے علماء و محدثین حنبلی المذہب ہوئے ہیں علامہ ابن تیمیہؒ حافظ ابن قیمؒ یہ دونوں حضرات حنبلی تھے۔ اب بنظر انصاف غور کرنا چاہئے کہ اتنے بڑے حضرات کہ حدیث جن کا اوڑھنا بچھونا تھا دن و رات حدیث میں مشغول رہتے تھے جب وہ تقلید سے آزاد نہیں ہوئے تو چند سال قبل سے غیرمقلدین کیوں تقلید سے نفرت کرتے ہیں کیا وہ حضرات اعلم بالحدیث تھے یا یہ غیرمقلدین؟ وہ حضرات موافق للسنۃ تھے یا یہ آج کے غیرمقلدین؟

عدم تقلید کا آغاز

تیسری صدی ہجری ۲۰۲ھ میں امام ابوداؤد ظاہری پیدا ہوئے یہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدث اور نہایت متبحر عالم تھے انہوں نے تمام قیاسیات کو خواہ خفیہ ہوں یا جلیہ سب کو ترک کر کے ظاہر نصوص پر چلنا اختیار کیا اسی وجہ سے ان کو داؤد ظاہری کہا جاتا ہے مسلمانوں کی خاصی جماعت ان کی پیرو ہوگئی جن کو ظاہریہ کہا جاتا ہے چوتھی صدی ہجری ۳۸۴ھ میں علامہ ابن حزمؒ کی ولادت ہوئی علم حدیث میں تبحر حاصل کیا اور حفاظ حدیث میں شمار کئے جانے لگے ابتداءؒ یہ شافعی المذہب تھے پھر داؤد ظاہری کا مذہب اختیار

کیا اور آخر میں سب کو چھوڑ چھاڑ کر خود امام الائمہ بن گئے اور تقلید کو حرام بتلانے لگے قیاس کے انکار اور نصوص ظاہرہ کو اختیار کرنے کے متعلق کتابیں لکھیں ائمہ مجتہدین کو گالیاں دیں اور خوب دل کھول کر برا کہا اور ان کے حق میں نہایت زبان درازیاں کیں یہی وجہ ہے کہ ابن حزم کا خوب مذاق اڑایا گیا اور ان کی تالیف کردہ کتابیں جلائی گئیں پھاڑی گئیں اور دریا میں پھینکی گئیں آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہؒ متوفی ۷۲۸ھ اور حافظ ابن قیمؒ متوفی ۷۵۱ھ پیدا ہوئے یہ دونوں حضرات اکابر فقہاء حنابلہ میں سے ہیں علوم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے بحرالعلوم اور اپنے وقت کے زبردست متکلم تھے کبار محدثین ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں مگر یہی حضرات ان کو "معجب الرائے" اور "سیئ العقل" ٹھہراتے ہیں جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے ان کے متعلق بالتفصیل لکھا ہے علامہ ابن بطوطہؒ نے تحفۃ النظار میں لکھا ہے۔

"کان بدمشق من کبار الفقهاء الحنابلة تقی الدین ابن تیمیه کبیر الشام یتکلم فی الفنون الاان فی عقله شیئاً"

ترجمہ: "ابن قیم میں یہ تمام صفات تھیں مگر اس کے ساتھ ہی وہ اپنی رائے کے مقابلہ میں کوئی رائے پسند نہیں کرتے اور ان کی عقل میں بھی کچھ خرابی تھی۔"

عقل میں فتور کا مطلب یہ ہے کہ جہاں پر انہوں نے اجتہاد کیا ہے اور محض اپنی عقل سے کام لیا ہے وہاں لغزش ہوئی ہے بارہویں صدی ہجری کا زمانہ آیا تو محمد بن عبدالوہاب نجدی نمودار ہوئے یہ تھے تو حنبلی المذہب مگر اس قدر حد سے تجاوز کرگئے کہ بات بات میں علمائے کرام کو مشرک اور کافر

بنانے لگے بہت سے لوگ ان کے متبع ہوگئے خصوصاً" شیخ قبیلہ محمد بن سعود
نجدی نے ان کے خیالات کو بہت زیادہ اپنایا آخر جنگ و جدال کی نوبت آئی
اور کچھ ممالک ان کے قبضہ میں آگئے محمد بن سعود کے بعد ان کے بیٹے
عبدالعزیز اور عبدالعزیز کے بعد ان کے بیٹے سعود تخت نشین، والی ریاست اور
صاحب مملکت حجاز ہوئے محمد بن عبدالوہاب کی عمر سو برس ہوئی ان تینوں
والیان ریاست نے محمد بن عبدالوہاب کے خیالات اور ان کے مسائل کی تبلیغ
اور نشرواشاعت میں انتہائی جدوجہد اور سعی بلیغ کی اس کی وجہ سے روز بروز
ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ سعود بن عبدالعزیز کو حرمین شریفین پر
بھی کچھ دنوں کے لئے غلبہ اور تسلط حاصل ہوگیا غلبہ کے زمانہ میں انہوں
نے وہاں پر خونریزی اور فتنہ و فساد کا بازار خوب گرم رکھا مکۂ متبرکہ اور
مقامات مقدسہ کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا قبہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھانے
کا بھی ارادہ کیا مگر یہ نہ ہوسکا جب اس فرقہ کا فتنہ و فساد بڑھ گیا تو پھر ابراہیم
محمد بن علی پاشا والی مصر نے عساکر سلطانی اپنے ہمراہ لے کر ان لوگوں پر
چڑھائی کی اور ۱۲۳۳ھ میں اس جماعت کو درہم برہم کردیا۔

ہندوستان میں جب سے اسلام نے قدم رکھا مسلمانوں کی بھاری اکثریت
برابر حنفی المذہب اور امام ابوحنیفہؒ کی مقلد رہی جب اسلامی حکومت کا چراغ
گل ہوا اور انگریزی حکومت آئی اور حکومت انگریزیہ کی طرف سے مذہبی
معاملات سے کوئی تعرض نہ رہا تب تیرہویں صدی ہجری میں جا بجا کچھ ایسے
لوگوں نے نشوونما پائی جو ائمہ اربعہ کی تقلید کو محض بے اصل سمجھنے لگے
انہوں نے ابن حزم اور ابن قیم اور قاضی شوکانی کے خیالات اور تشددات

سے واقفیت حاصل کی اور اہل ظواہر سے بھی متاثر ہوئے بات بات میں
حنفیوں سے اختلاف کرنے لگے اور مقلدین کو بدعتی، مشرک بلکہ کافر تک
کہنے لگے۔ تو اس تقریر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عدم تقلید کا آغاز
ہندوستان میں ابھی چند سال قبل سے شروع ہوا ورنہ اس سے قبل تقریباً"
تمام لوگ حنفی المذہب تھے۔

تقلید کا ثبوت

تقلید مطلق کی دو قسمیں ہیں (۱) شخصی۔ یعنی ایک خاص مجتہد کی طرف
جو مذہب اور مسلک منسوب ہو اس کے جملہ مفتیٰ بہ مسائل کو دلیل طلب
کئے بغیر قبول کرلینا اور اس کو اپنے عمل کیلئے کافی سمجھنا (۲) تقلید غیر شخصی۔
یعنی مختلف مذاہب کے متعدد مجتہدین کے مسائل کو ان کی دلیل طلب کئے بغیر
اپنا معمول بھی ٹھہرانا۔ تقلید کی ان دونوں قسموں کی حقیقت اس سے زیادہ
کچھ نہیں کہ ایک شخص براہ راست قرآن و سنت سے احکام مستنبط کرنے
کی صلاحیت نہیں رکھتا ہو اور وہ جسے قرآن و سنت کے علوم کا ماہر سمجھتا ہو
اس کے فہم و بصیرت اور تفقہ پر اعتماد اور اس کی تشریحات کے مطابق عمل
کرتا ہے اور یہ وہ چیز ہے جس کا وجوب قرآن وسنت کے بہت سے دلائل
سے ثابت ہے ہم اختصار کی وجہ سے چند دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

تقلید کے ثبوت میں قرآنی آیات

"یاایہاالذین امنوا اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم"

(سورہ نساء پارہ ۵)

ترجمہ : "اے ایمان والوں تم کہنا مانو اللہ کا اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ و سلم) کا اور اولوالامر (دین کے مجتہدین) کا جو تم میں سے ہیں۔"

اس آیت میں اللہ نے اولوالامر کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے اس اولوالامر سے مراد کون ہے؟ اس کی تفسیر بعض حضرات نے سلطان اور بادشاہ سے کی ہے بعض نے شیخ طریقت سے اور بعض نے امام مجتہد سے فرمائی ہے لیکن غور کیا جائے تو اس میں کوئی تضاد نہیں یہ سب اولوالامر میں داخل ہیں امر دو طرح کے ہیں (۱) دنیاوی (۲) دینی۔ پھر دنیاوی اولوالامر کی چند صورتیں ہیں ملک کی سیاست کے اعتبار سے سلاطین اور بادشاہ اولوالامر ہیں یعنی ملی و حکومتی انتظامات میں سلطان کا حکم بجالانا ضروری ہے ورنہ دنیاوی معاملات میں سخت قسم کا انتشار پیدا ہوگا۔ اسی طرح تدبیر منزل یعنی گھریلو نظم و نسق کے اعتبار سے وہ لوگ جو گھر میں بڑے ہیں وہی اولوالامر ہیں امور خانہ داری کیلئے ان کی اطاعت ضروری ہے۔ ورنہ گھر کا نظام صحیح نہیں رہ سکتا۔ امر دینی کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) باطنی (۲) ظاہری۔ ظاہری کو شرع بھی کہتے ہیں باطنی کے اولوالامر شیوخ طریقت ہیں کہ سالکان طریقت کو ان کا اتباع ضروری ہے۔ اور علم ظاہری یعنی علم شریعت کے اولوالامر مجتہدین ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے واقف اور استنباط مسائل پر قادر ہوتے ہیں لہٰذا شرع کے اولوالامر ائمہ مجتہدین ہوئے اور شرعی امور میں ان کی تابعداری لازم ہوئی

اور یہ امر ظاہر ہے کہ تابعداری اس وقت تک ضروری ہوتی ہے جب تک کہ تابعداری کرنے والا متبوع کے درجہ تک نہ پہنچا ہو۔ اولوالامر کی اس وضاحت سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ آیت کریمہ سے یہ امر ثابت ہے کہ وہ مسلمان جو خود مجتہد نہیں ہیں ان کو کسی مجتہد کا حکم بجا لانا واجب اور ضروری ہے۔ چونکہ ائمہ اربعہ بہت بڑے مجتہد ہیں اگر ان کا اتباع کیا جائے تو یہ بات اس آیت کریمہ سے بخوبی ثابت ہے۔ اب غور کیجئے کہ مجتہدین کی جو روایت قرآن وحدیث سے ہوگی وہ تو پہلے دو حکموں میں داخل ہے اس کو علیحدہ کرنے کی کیا ضرورت تھی نیز روایت تو غیر مجتہدین کی بھی واجب الاتباع ہے بشرطیکہ وہ ثقہ ہوں پھر اس میں مجتہدین کی تخصیص سے کیا فائدہ پس تیسرے درجہ میں مجتہدین کی درایت یعنی مسائل اجتہادیہ کا واجب الاتباع ہونا متعین ہوا اور اولوالامر کو بلااعادہ فعل **"اطیعو الرسول"** پر عطف کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بغیر مطالبہ دلیل محض حسن ظن کی بناء پر واجب ہے اسی طرح حضرات ائمہ مجتہدین کے مسائل اجتہادیہ کی تابعداری بھی بلامطالبہ دلیل محض حسن ظن کی بنا پر واجب ہے البتہ دونوں مقام پر حسن ظن کی وجہ مختلف ہے۔ پہلی جگہ اس کی وجہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہے جس کی اطاعت واجب قطعی ہے اور دوسری جگہ حسن ظن کی وجہ ائمہ مجتہدین کا تقویٰ اور اجتہاد صحیح ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ میں غیر مجتہدین کو اجتہاد کے مسائل میں حضرات مجتہدین کی تقلید کا حکم فرمایا گیا۔

(۲) **"ولو ردوہ الی الرسول و الی اولی الامر منہم لعلمہ الذین**

يستنبطونه منهم۔

(نساء آیت ۸۳)

ترجمہ : "اور اگر یہ لوگ اس امر کو رسول اور اولی الامر کے حوالہ کرتے تو جو لوگ استنباط کے اہل ہیں وہ اسے جانتے (اور انہیں بتلادیتے)" اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ خود استنباط کی اہلیت نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ وہ ان لوگوں کی تقلید کریں جو اجتہاد و استنباط کے اہل ہیں۔

(۳) "فلولانفرمن کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذارجعوا اليهم لعلهم يحذرون"

(سورہ التوبہ آیت ۱۲۲)

ترجمہ : "ان کے ہر فرقے میں سے ایک چھوٹی جماعت اس مقصد کے لئے کیوں نہ نکلے کہ وہ دین میں تفقہ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو بیدار کرے تاکہ وہ لوگ (اللہ کی نافرمانی سے) بچیں" اس آیت سے واضح ہوا کہ علم دین حاصل کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی قوم میں واپس آکر انہیں دین و شریعت کے احکام بتلائیں اور ان کی قوم کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان بتائے ہوئے مسائل پر اعتماد کر کے ان پر عمل کریں اسی کا نام تقلید ہے۔

(۴) "واتبع سبيل من اناب اليّ"

(سورہ لقمان آیت ۱۵)

ترجمہ : "اس شخص کے راستہ کی پیروی کرو جو میری طرف رجوع کئے ہوئے ہو۔" اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ "میرے راستے کی پیروی کرو" کیونکہ

اللہ کی اطاعت کے راستے کو ٹھیک اسی طرح سمجھنا جس طرح وہ راستہ واقع ہوا ہے ہر شخص کے بس کا کام نہیں اس لئے یہ طریقہ بتلایا گیا کہ جو شخص اللہ کی طرف بہ دل و جان راغب ہے اور اللہ کی پسند و ناپسند کو سمجھنے کیلئے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اس کی اتباع کرنے سے اللہ کی اطاعت ہوجائے گی۔

(۵) "وماارسلنا من قبلک الارجالا نوحی اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون"

(سورہ نحل آیت ۴۳)

ترجمہ : "اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں۔" ہم نے اہل ذکر سے خاص اہل کتاب مراد نہیں لئے بلکہ عموم لفظ کی رعایت کی........ بہرحال عموم آیت سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ غیر اہل علم کو اہل علم سے دریافت کر کے عمل کرنا چاہئے بہت سے علماء نے اس کو تقلید ائمہ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔

(تفسیر عثمانی)

اہل ذکر میں اہل کی اضافت اختصاص کیلئے ہے یعنی جن کو کتاب و سنت اتنی یاد ہے کہ تمام مسائل جزئیہ شرعیہ کو کتاب و سنت سے اخذ کرسکتے ہیں ان سے مسائل ماخوذہ کو پوچھ کر عمل کرو اس آیت کے اولین مخاطب اہل عرب ہیں فقہائے صحابہؓ و تابعینؒ نے جتنے فتوے صادر فرمائیں ہیں وہ سب بلاذکر دلیل ہیں ان ہزارہا فتاویٰ پر ہزارہا لوگوں نے بلامطالبہ دلیل عمل کیا جس

سے ثابت ہوا کہ تقلید اس دور میں متواتر تھی اور سب لوگ اپنے علاقہ کے اسی مجتہد کی تقلید کرتے تھے جس کا مذہب وہاں عملاً متواتر تھا کیونکہ اسی کے بارے میں پوچھنا اور عمل کرنا آسان تھا جیسے جس علاقہ میں قرآن پاک کی سات قرأتوں میں سے جو قرأت تلاوتاً" متواتر تھی اسی پر سب تلاوت کرتے تھے ہمارے ملک میں جس طرح صرف قاری عاصمؒ کوفی کی ہی قرأت تلاوتاً" متواتر ہے اسی طرح ائمہ اربعہ میں صرف امام اعظمؒ کا ہی مذہب عملاً متواتر ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اور نجات عقلاً" اور شرعاً" صرف دو ہی طریقوں پر منحصر ہے۔ (۱) یا خود اہل ذکر ہو کر اجتہاد کر سکے اس پر اجتہاد واجب ہے۔ (۲) اگر عامی ہے خود اجتہاد نہ کر سکے تو اس پر تقلید واجب ہے۔ اور جو شخص نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو نہ تقلید کرے اس کو غیر مقلد کہتے ہیں اس پر تعزیر واجب ہے۔ صحابہؓ" تابعینؒ" تبع تابعینؒ" اور ائمہ دین میں سے ایک نام بھی پیش نہیں کیا جاسکتا جس کے بارے میں یہ ثبوت ہو کہ "**کان لایجتهد ولایقلد**" غیرمقلد کیلئے دنیا میں بھی تعزیر ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے جاری فرمائی (تفسیر ابن جریر میں ساتویں پارے کی آیت "**ذواعدل منکم**" کے تحت اور قبر میں بھی فرشتہ قیامت تک یہ کہہ کر پٹائی کرتا رہے گا "**لادریتَ ولاتلیتَ**"

(بخاری صفحہ ۱۷۸ ج ۱)

کہ تو نہ صاحب درایت یعنی مجتہد تھا نہ ہی تو نے تقلید کی تھی (اب قیامت تک اپنی خود رائی اور نفس پرستی کا مزہ چکھ) اور قبروں سے اٹھ کر بھی یہ کہتے ہوئے اپنے ٹھکانے لگیں گے۔ "**لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی**

اصحٰب السعیر" (سورہ ملک آیت نمبر ۱۰) لیکن اس وقت پچھتانا کام نہیں آئے گا۔

تقلید کے ثبوت میں حدیث

"**عن حذیفہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاادری ماقدر بقائی فیکم فاقتدوا بالذین بعدی وا شاوالی ابی بکرؓ و عمرؓ**"

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

ترجمہ : "حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں میں کب تک تم لوگوں میں زندہ رہوں گا لہٰذا میرے بعد ان دونوں کی اقتداء کرنا اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔" اس حدیث میں اقتداء کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو انتظامی امور میں اطاعت کرنے کے معنی میں ہرگز استعمال نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ "بعدی" سے ان دونوں حضرات کا زمانہ خلافت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان کے خلیفہ ہونے کی حالت میں ان کا اتباع کرنا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایک وقت میں خلیفہ ایک ہی صاحب ہوں گے لہٰذا ابوبکرؓ کی خلافت میں ان کی پیروی کرنا اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں عمرؓ کی تابعداری کرنا پس ایک خاص زمانہ تک ایک معین شخص کی اتباع کا حکم فرمایا اور یہ نہیں فرمایا کہ ان سے احکام اور مسائل کی دلیل بھی دریافت کر لیا کرنا اور اسی کو تقلید شخصی کہتے ہیں جس کا ثبوت اس قولی حدیث سے بخوبی ہوگیا۔

مذموم تقلید

جس تقلید کی اللہ پاک نے مذمت فرمائی ہے وہ تقلید وہ نہیں جس کا ہم نے بیان کیابلکہ وہ غلط تقلید تھی جس کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا۔

"واذاقیل لھم اتبعوا ما انزل اللّٰہ قالوا بل نتبع ماالفینا علیہ اٰباء نا اولو کان اٰباء ھم لایعقلون شیئًا ولا یھتدون"

(سورۃ البقرہ پارہ نمبر۲ سیقول)

ترجمہ: "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو ان باتوں کی پیروی کریں گے جن پر ہم نےاپنے باپ داداؤں کو پایا ہے (اللہ فرماتا ہے) بھلا اگر انکے آباؤاجداد عقل وہدایت نہ رکھتے ہوں تب بھی ؟" ۔ اللہ عزو جل نے باپ داداؤں کی تقلید پر مذمت کے دو سبب بھی بیان فرما دیئے ہیں

(ا) وہ اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کو بر ملا رد کر کے انھیں نہ ماننے کا اعلان کرتے ہیں اور صاف کہتے کہ ہم اسکے بجائے اپنے باپ داداؤں کی بات مانیں گے (۲) انکے بزرگ عقل و ہدایت سے کورے تھے

عقیدہ نمبر(۲) فرقہ بندی کے متعلق

"بانی فرقہ نے خود تو فرقہ در فرقہ بنایا اور خود چلاتا ہے کہ فرقہ

بندی شرک ہے،فرقہ بندی عذاب ہے،اور قرآن میں جتنی بھی آیات میں تفرق کا ذکر ہے ان سب کا رخ ائمہ اربعہ کے اختلاف کی طرف موڑ دیا لہٰذا وہ اپنے رسالہ "اسلام میں فرقے نہیں" میں لکھتا ہے۔سب سے پہلے آیت پیش کی۔

("واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولاتفرقوا الخ")

(آل عمران آیت ۱۰۳)

پھر ترجمہ ذکر کیا پھر لکھتا ہے کہ اللہ کی رسی سے مراد اللہ کا دین ہے اللہ کے نازل کردہ دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنا ضروری ہے اس میں اختلاف و افتراق حرام ہے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا ممنوع ہے دین کو فرقہ وارانہ مذاہب میں تقسیم کرکے فرقے فرقے بن جانا یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

(صفحہ ۱'۲'۳) پھر آیت پیش کی۔

"ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعًا لست منھم فی شئی"..... الخ

(سورہ انعام آیت ۱۶۰)

پھر ترجمہ ذکر کرکے تفسیر میں ذکر کیا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دین کو تقسیم کرکے فرقوں میں بٹ جائیں انکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا ایک ہی چیز کو ایک فرقہ حلال کہےدوسرا حرام (صفحہ ۳'۴) پر لکھتا ہے کہ **"اکفر تم بعد ایمانکم"** میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ ہے جن لوگوں نے فرقے بنائے اور کھلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے گویا وہ ایمان لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے" یعنی مسعوداحمد نے ائمہ اربعہ اور انکے مقلدین کو کافر قرار دیدیا اسی طرح

پورے رسالہ میں جو آیت بھی پیش کی اور اس میں تفرقہ کا لفظ ہوا تو اسکو ائمہ اربعہ اور انکے مقلدین پر فِٹ کرکے انکو کافر قرار دیدیا۔

تو اس بارے میں عرض ہے کہ جیسا کہ پہلے بھی معلوم ہوچکا کہ دور برطانیہ میں ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار آزادگئی مذہب پر لبیک کہتے ہوئے جو لوگ قید مذہب یعنی تقلید امام سے آزاد ہوگئے ان میں فرقے ہی فرقے بنتے گئے کہ لوگ ان فرقوں سے تنگ آگئے اس فرقہ بندی کا ایک ہی علاج تھا کہ یہ لوگ ذہنی آوارگی چھوڑ کر پھر تقلید امام کی طرف آجاتے تو اس فرقہ در فرقہ اور اختلاف در اختلاف سے بچ جاتے اہل اسلام کی صفوں میں پھر اتحاد و اتفاق پیدا ہوجاتا مگر یہ علاج حکومت برطانیہ کے لئے سخت خطرہ تھا ان فرقہ پرستوں کا طریقہ یہ رہا کہ فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے فرقہ بندی کے اپنے گناہ کو ائمہ اربعہ کے سر تھوپتے انکو دل کھول کر برا بھلا کہتے کہ لوگ انکی تقلید کی طرف واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے فرقے مٹ نہ جائیں ائمہ اربعہ پر فرقہ پرستی کا بہتان باندھ کر خود ایک اور فرقہ بنالیتے یہی کچھ اس فرقہ کے بانی مسعود احمد نے کیا فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے کرتے خود ایک نیا فرقہ بنالیا اور گالیاں بدستور مذاہب اربعہ کو دے رہے ہیں ہم پہلے اپنے بارے میں عرض کرتے ہیں اسلام ہمارا دین ہے ہم مسلمان ہیں جس نام کی وجہ سے ہم دوسرے دینوں میں ممتاز ہیں نہ ہم ہندو ہیں نہ عیسائی نہ یہودی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق آپکی امت مختلف فرقوں میں بٹ گئی ان میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہلسنّت والجماعت ہے جیسا کہ ارشاد ہے "**ماانا علیہ واصحابی**" یعنی جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر

چلے وہ ناجی فرقہ ہے تو وہ اہلسنّت والجماعت کا فرقہ ہے۔ اس نام سے باقی اسلامی فرقوں شیعہ، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ وغیرہ سے ممتاز پھر اہل سنت والجماعت میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی جماعت کے طریقوں کو چار ائمہ کرام نے مرتب اور مدون فرمایا جس طرح قرآن پاک کو سات قاریوں نے مرتب فرمایا اب کسی علاقہ میں کسی قاری کی متواتر قراءۃ کے مطابق سب لوگ تلاوت کرتے ہیں کسی علاقہ میں دوسرے قاری کی قراءۃ پر تلاوت کر رہے ہیں جس طرح ان سات قراءتوں کو کوئی بے وقوف سات قرآن نہیں کہتا سات ٹکڑے نہیں کہتا جس نے ایک قراءۃ پر قرآن کریم کی تلاوت کی اسے مکمل قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب ملا اسی طرح جس نے ایک قراءۃ پر قرآن کریم کی تلاوت کی اسے مکمل قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب ملا اسی طرح جس نے ایک امام کی تقلید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا اسے پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملا جس طرح قرآن پاک کی مختلف سات یا دس قراءتوں کو فرقہ وارانہ قراءتیں کہنا پرلے درجہ کی جہالت ہے اسی طرح مذاہب اربعہ کو فرقے قرار دینا ان کے اختلاف کو فرقہ وارانہ قرار دینا جہالت کی انتہا ہے مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل سے ملانے کے لئے بنایا جاتا ہے اور فرقہ کا معنی خود بانی فرقہ نے کٹنے والا کیا ہے مذہب ملانے والا، فرقہ کاٹنے والا دو متضاد باتیں ہیں مذہب کو فرقہ کہنا دن کو رات، آسمان کو زمین، گرم کو سرد کہنے سے بڑھ کر حماقت ہے جس طرح قاریوں کا اختلاف قراءۃ صحابہؓ سے آیا کتب احادیث میں بعض اختلافی احادیث صحابہؓ سے مروی ہیں کتب احادیث میں صحابہ کرامؓ کے مختلف

اجتہادی فتاوٰی درج ہیں تو کیا یہ عقلمند یہاں بھی فرقہ وارانہ صحابہؓ' فرقہ وارانہ احادیث ' فرقہ وارانہ قرآن کہہ کر یہ اعلان کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ واریت کو چھوڑنے کا حکم دیا سب فرقہ وارانہ صحابہؓ کو چھوڑدو' سب فرقہ وارانہ احادیث کو چھوڑ دو' سب فرقہ وارانہ قرآنوں کو اور فرقہ وارانہ رسولوں کو چھوڑ دو چونکہ مسعود احمد نے خود اکابر سے کٹ کر فرقہ بنایا اپنے آپ کوامام مفترض الطاعۃ بنایا اس کا رات،دن،نیند اور بیداری سب فرقہ واریت میں ڈوبی ہوئی ہے اس لئے وہ جس کو گالیاں دینا چاہتا ہے اس کے ساتھ لفظ فرقہ وارانہ اپنی طرف سے لگا کر اس کو کوسنا شروع کر دیتا ہے جب گالیاں دیکر تھک جاتا ہے تو ان ہی فرقہ وارانہ کتب حدیث سے متروک العمل احادیث چن کر اپنے فرقہ کو اس پر لگاتا ہے ان ہی فرقہ وارانہ مذاہب کے علماء کو احبار اور رھبان مان کر ان کے فیصلے نقل کرتا ہے کہ فلاں حدیث صحیح ہے فلاں ضعیف ہے انہی فرقہ وارانہ مذاہب کے اسماءالرجال اور علم اصول سے سرقہ (چوری) کرتا ہے زبان سے انکو مشرک بھی کہتا ہے پھر انکی جوتیاں بھی چاٹتا ہے انکی قے (الٹی) تک چاٹتا ہے مذہب کو فرقہ وارانہ کہنا اس بدعتی فرقہ کی جہالت ہے۔

عقیدہ نمبر(۳) اختلاف امت کے متعلق

رہی یہ بات کہ امت کا آپس میں اختلاف کیسا ہے تو اسمیں عرض ہے کہ بانی فرقہ چونکہ خود سراپا اختلاف ہے اس لئے اختلاف ' اختلاف کے نعرے

لگاتا ہے لیکن جیسا کہ گزر چکا ہے کہ اختلاف احادیث میں بھی ہے ' اختلاف قراءت میں بھی ہے ' اختلاف صحابہؓ میں بھی ہے ' اختلاف اصول حدیث میں بھی ہیں ' اختلاف اسماء الرجال میں بھی ہے ' اختلاف محدثین میں بھی ہے ' اختلاف مجتہدین میں بھی ہے۔ان سب اختلاف کو وہ برداشت کرتا ہے مگر مجتہدین کے اختلاف کو خوب اچھالتا ہے اختلاف کی برائی میں جو آیت یا حدیث مل جائےاسے صرف ائمہ کے اختلاف پر چسپاں کرتا ہے حالانکہ وہ خود بھی مانتا ہے کہ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"اختلاف ایک فطری عمل ہے ہوجایا کرتا ہے"

(تفسیر قرآن عزیز صفحہ ۷۵۱ ج-۱)

یقیناً ائمہ مجتہدین کا اختلاف بھی فطری ہے خود بانی فرقہ جدید لکھتے ہیں۔

"اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہوسکتا ہے اور اس کو گوارا کیاجاسکتا ہے
---- ائمہ کا اجتہادی اختلاف تھا اور صرف اعمال میں تھا"

(خلاصہ تلاش حق صفحہ ۶۶)

اور آپکو معلوم ہے کہ جیسا کہ پہلے بھی گزرا کہ مسعود احمد چاروں ائمہ کو برحق مانتا ہے۔

(خلاصہ تلاش حق صفحہ ۸۸)

پھر ان کے اختلاف کا شور کس لئے کرتا ہے۔ہاں اختلاف کی دوسری قسم کو بانی فرقہ نے لعنت لکھا ہے۔

(تفسیر قرآن عزیز صفحہ ۷۵۲ ج-۱)

اب دونوں کو مثال سے سمجھیں ایک شخص کراچی شہر میں ہے جو سینکڑوں مساجد کے محراب کو دیکھ رہا ہے اور ہزاروں نمازیوں کو قبلہ کی طرف منہ

کرکے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے کہ سب مغرب کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہے ہیں یہ شخص سب کے بر خلاف شمال کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہا ہے اور سب نمازیوں کی نماز کو باطل کہتا ہے جب پوچھو تو بخاری شریف کھول کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس میں صحیح حدیث موجود ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا کہ رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پشت کرو بلکہ رفع حاجت کے وقت مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف"

بخاری شریف کی اس صحیح حدیث سے ثابت ہوگیا کہ قبلہ نہ مشرق کی طرف ہوسکتا ہے نہ مغرب کی طرف جس طرح میں نے بخاری شریف سے ثابت کردیا کہ قبلہ ہرگز ہرگز مغرب کی طرف نہیں ہوسکتا تمہاری ساری نمازیں باطل ہیں اگر کوئی شخص بخاری کی صریح حدیث سے مجھے دکھادے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قبلہ شمال کی طرف نہیں ہو سکتا تو میں شمال کا صریح لفظ دیکھ کر مبلغ پچاس لاکھ روپے کا انعام دوں گا تو کیا مسعود صاحب اس آدمی سے یہ انعام لے سکیں گے اگرچہ وہ شخص یہ اختلاف حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بخاری شریف کے نام کررہا ہے مگر اسکے اس بیّن (ظاہری) اختلاف کو امت میں تفرقہ قرار دیا جائے گا قرآن و حدیث میں جہاں بھی تفرقہ کی مذمت ہے وہ وہی تفرقہ و اختلاف ہے جو بیّنہ (پوری وضاحت) کے بعد کیا جائے۔ہاں فطری اختلاف کی مثال یہ ہے کہ سندھ کے جنگل میں رات ہوگئی آسمان پر بادل ہیں کوئی ستارہ نظر نہیں آتا قبلہ کا علم نہیں نہ کوئی بتلانے والا ہے اب چار لوگوں نے تحری' سوچ بچار کی ایک کا دل اس طرف مائل ہوا کہ قبلہ اس طرف ہے حالانکہ وہ مشرق ہے دوسرے کا

دل اس طرف مائل ہوا کہ قبلہ اس طرف ہے حالانکہ وہ شمال ہے تیسرے کا دل جنوب کی طرف اور چوتھے کا دل مغرب کی طرف مائل ہوا سب نے عشاء کی نماز پڑھ لی اب غور کیجئے کہ ان چاروں میں یقیناً صرف ایک کا منہ قبلہ کی طرف تین آدمیوں کے چہرے یقیناً یقیناً قبلہ سے مڑے ہوئے تھے لیکن اللہ نے سب کی نماز قبول فرمائی ہاں اتنا فرق ہوا کہ جس نے مغرب کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی اسکی نماز قبول اور اجر دو ملے باقی تینوں کی نماز قبول مگر اجر ایک ایک ملا ایسے اختلاف کو اجتہادی اختلاف کہتے ہیں یہ ایک فطری اختلاف ہے کیا بانی فرقہ ان چاروں نمازیوں پر تفرق و اختلاف کی مذمت والی آیات واحادیث فٹ کرکے انکو کافر اور مشرک قرار دیں گے۔ مسعود احمد صاحب کا اجتہادی اختلاف پر ان آیات کو چسپاں کرنا یہودیوں کی طرح **"یحرفون الکلم عن مواضعہ"** پر عمل ہے۔الغرض مسعود احمد نے مفترض الطاعۃ امام بننے کے بعد اسلام کے معنی بدلے ' اجتہاد کے معنی بدلے ' تقلید کے معنی بدلے ' مذہب کے معنی بدلے ' فرقہ وارانہ کا لفظ بے موقع استعمال کیا 'اختلاف فطری کو اختلاف لعنت قرار دیا۔اب رہی وہ آیات جو مسعود احمد نے پیش کی ہیں کہ اس سے اس نے اختلاف ائمہ کو تفرق فی الدین کہا ہے تو ان آیات کی تفصیل ملاحظہ ہوں۔

(ا) کان الناس امۃً واحدۃ فبعث اللّٰہ النبیٖن مبشرین و منذرین و انزل معھم الکتب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعدما جاءتھم البینٰت بغیًا بینھم فھدی اللّٰہ الذین امنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم

(سورہ بقرہ آیت ۲۱۳)

ترجمہ : "تھے سب لوگ ایک دین پر پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے اور اتاری انکے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے لوگوں میں جس بات میں وہ جھگڑا کریں اور نہیں جھگڑا ڈالا کتاب میں مگر انہی لوگوں نے جن کو کتاب ملی تھی اس کے بعد کہ انکو پہنچ چکے صاف حکم آپس کی ضد سے پھر اب ہدایت کی اللہ نے ایمان والوں کو اس سچی بات کی جس میں وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ بتلاتا ہے۔ جس کو چاہے سیدھا راستہ"۔

آدمؑ کے وقت سے ایک مدت تک ایک ہی سچا دین رہا اس کے بعد دین میں لوگوں نے اختلاف ڈالا تو خدا تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا جو اہل ایمان و طاعت کو ثواب کی بشارت دیتے تھے اور اہل کفر و معصیت کو عذاب سے ڈراتے تھے اور انکے ساتھ سچی کتاب بھی بھیجی تاکہ لوگوں کا اختلاف اور نزاع دور ہو اور دین حق ان کے اختلاف سے محفوظ اور قائم رہے اور احکام الٰہی میں انہی لوگوں نے اختلاف ڈالا جن کو وہ کتاب ملی تھی جیسے یہود و نصاریٰ توریت و انجیل میں اختلاف و تحریف کرتے تھے اور یہ نزاع بے سمجھی سے نہیں کرتے تھے بلکہ خوب سمجھ کر محض حب دنیا' ضد اور حسد سے ایسا کرتے تھے۔

(تفسیر عثمانی صفحہ ۴۱)

اس سے ثابت ہوا کہ آیت میں اختلاف کا جو ذکر ہے وہ اختلاف ائمہ نہیں۔

(۲) "ان الدین عند اللہ الا سلام وما اختلف الذین اوتو ا الکتب الا من بعد ماجاء ھم العلم بغیا بینھم ومن یکفر بایت اللہ فان اللہ سریع الحساب"

(سورہ اٰل عمران آیت نمبر۱۹)

ترجمہ : "بے شک دین جو ہے اللہ کہ ہاں سو یہی مسلمان حکم برداری اور مخالف نہیں ہوئے کتاب والے مگر جب انکو معلوم ہوچکا آپس کی ضد اور حسد سے اور جو کوئی انکار کرے اللہ کے حکموں کا تو اللہ جلدی حساب لینے والا ہے"۔

یہود و نصاریٰ کے باہم جو اختلاف ہوئے یا ہر ایک مذہب میں جو بہت سے فرقے بنے پھر مخالفت باہمی خوفناک محاربات اور خونریزیوں پر منتہا ہوئی تاریخ بتلاتی ہے کہ اسکا منشاء عموماً" غلط فہمی یا جہل نہ تھا بلکہ اکثر حالات میں محض سیم و زر کی محبت اور جاہ پرستی سے یہ فرقہ وارانہ اختلاف پیدا ہوئے۔

(تفسیر عثمانی صفحہ ۶۷)

لہٰذا آیت میں جو اختلاف کا لفظ ہے اس اختلاف سے مراد ائمہ اربعہ کا اختلاف نہیں ہے۔

(۳) "واعتصمو ابحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا"

(اٰل عمران آیت ۱۰۳)

ترجمہ : "اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو"

یعنی سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو جو خدا کی مضبوط رسی ہے یہ رسی ٹوٹ نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے------ لیکن تمسک بالقرآن کا یہ

مطلب نہیں کہ قرآن کو اپنی آراء واہواء کا تختہ مشق بنالیا جائے بلکہ قرآن کا مطلب وہی معتبر ہوگا جو احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو۔ (عثمانی صفحہ ۸۱)

(۴) "ولا تکونو اکالذین تفرقو او اختلفو امن؛ بعد ما جاء تھم البینٰت"

(آل عمران آیت ۱۰۵)

ترجمہ: "اور مت ہو انکی طرح جو متفرق ہوگئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اسکے کہ پہنچ چکے انکو حکم صاف" یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح مت بنو جو خدا تعالیٰ کے صاف احکام پہنچنے کے بعد محض اوہام واہواء کی پیروی کرکے اصول شرع میں متفرق اور فروع میں مختلف ہوگئے آخر فرقہ بندیوں نے ان کے مذہب و قومیت کو تباہ کر ڈالا اور سب کے سب عذاب الٰہی کے نیچے آگئے۔

(تنبیہ) اس آیت سے ان اختلاف اور فرقہ بندیوں کا مذموم و مہلک ہونا معلوم ہوا جو شریعت کے صاف احکام پر مطلع ہونے کے بعد پیدا کئے جائیں --- باقی فروعی اختلافات جو صحابہؓ اور ائمہ مجتہدینؒ میں ہوئے ہیں ان کو آیت حاضرہ سے کوئی تعلق نہیں۔

(عثمانی صفحہ ۸۱)

(۵) "وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ"

(سورہ انعام آیت ۱۵۴)

ترجمہ: "اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو اور رستوں پر کہ وہ تم کو جدا کردیں گے اللہ کے راستے سے" یعنی احکام مذکورہ بالا کی پابندی اور خدا کے عہد کو اعتقاداً اور عملاً پورا کرنا یہ ہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے۔ (عثمانی صفحہ ۱۹۲)

لہٰذا ائمہ اربعہ کا اختلاف سیدھی راہ سے بھٹکنا نہیں ہے بلکہ عین قرآن و سنت پر عمل ہے

(۶) "ان الذین فرقوا دینھم و کانو اشیعالست منھم فی شئی"

(سورہ انعام آیت ۱۶۰)

ترجمہ: "جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہوگئے بہت سے فرقے تجھ کو ان سے کوئی سروکار نہیں" حضرت شاہ صاحبؒ **"فرقوا دینھم"** کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جو باتیں یقین لانے کی ہیں (اصول دین) ان میں فرق نہ ہونا چاہئے اور جو کرنے کی ہیں (فروع دین) ان کے طریقے کئی ہوں تو برا نہیں۔"

(تفسیر عثمانی صفحہ ۱۹۳)

اس سے ثابت ہوا کہ مذموم اختلاف وہ ہے جو اصول دین میں ہو اور اختلاف جو فروع دین میں ہو وہ مذموم نہیں ہے۔

(۷) "وما تفرق الذین اوتو الکتب الامن؛ بعد ما جاء تھم البینۃ"

(سورہ البینہ آیت ۴)

ترجمہ: "اور وہ جو پھوٹ پڑی اہل کتاب میں سو جب کہ آچکی ان کے پاس کھلی بات" یعنی اس رسول اور اس کتاب کے آنے کے بعد شبہ نہیں رہا

پھر اب اہل کتاب ضد سے مخالف ہیں شبہ سے نہیں اس لئے ان میں دو فریق ہوگئے جس نے ضد کی منکر رہا جس نے انصاف کیا ایمان لے آیا۔۔۔۔

(تنبیہہ) حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے یہاں "البینہ" کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ٹھہرایا ہے یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام کھلے نشان لیکر آئے تو یہود دشمن ہوگئے اور نصاریٰ نے بھی دنیوی اغراض میں پھنس کر اپنی جماعتیں اور پارٹیاں بنالیں۔

(عثمانی صفحہ ۷۸۲)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ آیت میں تفرق سے مراد ائمہ دین کا اختلاف مراد نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کا اختلاف ہے ان آیات سے صاف معلوم ہوا کہ اختلاف وہ مذموم ہے جو دین (عقائد اصولیہ) میں ہو اور صاف حکم کے بعد ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو بلکہ اختلاف کی بنیاد محض ضد عناد اور حسد ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے شہر میں صاف صاف معلوم ہے کہ قبلہ مغرب کی طرف ہے اب شہر میں کوئی شخص مشرق کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے تو اسکی بنیاد ہرگز کوئی شبہ یا اجتہاد نہ ہوگی محض ضد اور عناد ہے لیکن جس جنگل میں یہ ہی نہ پتہ چلے کہ مغرب کہاں ہے تو تحری اور غور و فکر کے بعد آدمی مشرق کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ لے تو یہ نہ صاف بینہ کے بعد ہے نہ ضد اور عناد سے اسی طرح اگر چار نمازی چاروں طرف نماز پڑھ لیں تو سب کی نماز ادا ہو جائے گی یہ ہی اختلاف صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدینؒ اور ائمہ محدثینؒ میں احادیث کی تصحیح و تضعیف میں ہے مندرجہ بالا آیات کو ان اختلاف پر چسپاں کرنا **"یحرفون الکلم عن مواضعہ"** کی بد ترین مثال ہے۔ پاک و ہند میں

پہلے یہ تحریف قادیانیوں نے شروع کی پھر روافض اور غیر مقلدین نے اس تحریف کی خوب اشاعت کی اب منکرین قرآن اختلاف قراءۃ پر، منکرین حدیث اختلاف حدیث پر، منکرین صحابہؓ اختلاف صحابہؓ پر، منکرین ائمہ اختلاف ائمہ پر ان آیات کو چسپاں کرکے تحریف کا ارتکاب کرتے ہیں۔

دین اور منہاج

"شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہٖ نوحا و الذی اوحینآ الیک وما وصینا بہٖ ابراھیم و موسٰی و عیسٰی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ"

(سورہ الشوریٰ آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ: "راہ ڈالدی تمہارے لئے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا نوحؑ کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں" آدمؑ کے بعد سب سے پہلے رسول حضرت نوحؑ ہیں بلکہ کہنا چاہئے کہ فی الحقیقت تشریع احکام کا سلسلہ ان ہی سے شروع ہوا اور آخری نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن پر سلسلۂ نبوت ورسالت منتہا ہوا درمیان میں جو انبیاء و رسل آئے ان میں ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ یہ تین زیادہ مشہور ہوئے جن کے نام لیوا ہر زمانہ میں بکثرت موجود رہے کئی لوگ ان پانچوں کو اولوالعزم پیغمبر کہتے ہیں بہرحال اس جگہ حق تعالیٰ نے صاف طور پر بتلادیا کہ اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے کیونکہ عقائد' اخلاق اور اصول دیانات میں تمام متفق رہے ہیں البتہ بعض فروع میں حسب مصلحت زمانہ کچھ تفاوت ہوااور دین کے قائم کرنے کے طور و طریقے ہروقت میں اللہ نے جدا ٹھرادیئے ہیں جسکو دوسری جگہ فرمادیا ہے۔

(عثمانی صفحہ ۶۲۸)

"لکلٍ جعلنا منکم شرعۃً و منھاجًا"

(مائدہ آیت ۴۸)

ترجمہ: "ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے ایک دستور اور راہ" یعنی خدا نے ہر امت کا آئین اور طریق کار اسکے احوال واستعداد کے مناسب جداگانہ رکھا ہے اورباوجودیکہ تمام انبیاء اور مِلل سماویہ اصول دین اور مقاصد کلیہ میں جن پر نجات ابدی کا مدار ہے باہم متحد اور ایک دوسرے کے مصدق رہے ہیں پھر بھی جزئیات و فروع کے لحاظ سے ہر امت کو اسکے ماحول اور مخصوص استعداد کے موافق خاص خاص ہدایات دی گئیں اس آیت میں اسی فرعی اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں جو سب انبیاء کو آپس میں علاتی بھائی فرمایا ہے (علاتی یعنی جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں) اس کا مطلب بھی یہ ہی ہے کہ اصول سب کے ایک ہیں اور فرع میں اختلاف ہے اور چونکہ بچہ کی تولید میں باپ فاعل و مفیض اور ماں قابل اور محل افاضہ بنتی ہے اس سے نہایت لطیف اشارہ اس طرف بھی ہوگیا کہ شرائع سماویہ کا اختلاف مخاطبین کی قابلیت و استعداد پر مبنی ہے ورنہ مبدأ فیاض میں کوئی اختلاف و تعدد نہیں سب شرائع وادیان سماویہ کا سرچشمہ ایک ہی ذات ہے اور اس کا علم ازلی ہے۔

(عثمانی صفحہ ۱۵۰)

اس سے ظاہر ہوگیا کہ ائمہ اربعہ کا اختلاف اصول میں نہیں فروع میں ہے جو کہ صحیح ہے۔

عقیدہ نمبر(۴) اجماع کا انکار

تمام اہلسنّت والجماعت اجماع امت کو دلیل مانتے ہیں لیکن یہ غیر مقلدین اور مسعودی فرقہ اسکو اجماع کا نام ہی نہیں دیتا بلکہ اجماع کی ایک ایسی تعریف کرتا ہے جوکہ ہمارے آباؤ اجداد نے بھی کبھی نہیں سنی اور نہ یہ اجماع ہوسکتا ہے لکھتا ہے۔

"اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ صحابہؓ سے لیکر قیامت تک سب مسلم اس پر اتفاق کرلیں"

(خلاصہ تلاش حق صفحہ ۱۱۷)

اور یہ تعریف اجماع کی نہ قرآن میں ہے نہ سنت میں نہ اصول میں اسی لئے مسعود احمد نے کوئی حوالہ نہیں دیا اور اجماع کا منکر بنص قرآن و حدیث جہنمی ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

"ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولّٰی ونصلہ جھنّم وسآءت مصیرًا"

(سور نساء آیت ۱۱۵)

ترجمہ: "اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اسکو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا"

فائدہ: اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے حدیث میں وارد

ہے کہ اللہ کا ہاتھ مسلمانوں کی جماعت پر ہے جس نے جدا راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جاپڑا (عثمانی صفحہ ۱۲۵)

اور یہ حدیث بھی ہے **"علیکم بسنّتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ"**

(ابن ماجہ صفحہ ۵)

ترجمہ: "تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے ان کو مضبوطی سے پکڑو" اور یہ بھی حدیث میں وارد ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ اجماع امت کو ماننا ضروری اور واجب ہے اور جو انکار کرے وہ دوزخی ہے۔

عقیدہ نمبر(۵) اجتہاد کا انکار

تمام اہلسنّت والجماعت کا اتفاق ہے کہ **"القیاس مظھر لا مثبت"**

ترجمہ: "قیاس کتاب وسنت کے پوشیدہ مسائل کو تلاش کرنے کا نام ہے نہ کہ ازخود مسائل گھڑنے اور شریعت سازی کا نام ہے" اہلسنّت والجماعت کا اتفاق ہے کہ مجتہد شارع یعنی شریعت ساز نہیں ہوتا بلکہ شارح یعنی کتاب و سنت کی تشریحات کا ماہر ہوتا ہے وہ اجتہادی مسائل میں واسطہ فی البیان اور واسطہ فی التفہیم ہوتا ہے بانی فرقہ نے جس طرح اسلام کا معنی بگاڑا ' اجماع کا معنی بگاڑا ' تقلید کا معنی بگاڑا ' اسی طرح اجتہاد کا معنی بھی بگاڑا اہلسنت و الجماعت کے نزدیک اجتہاد کا معنی ہے کتاب وسنت کے پوشیدہ مسائل کی

تلاش اور مسعود احمد نے اسکا معنی بگاڑا اور کہا کہ اجتہاد نام ہے قرآن و سنت کے خلاف مسائل گھڑنا اور کتاب و سنت کے خلاف شریعت سازی کرنا یہ مطلب محض جھوٹ اور افتراء ہے کسی مجتہد سے بانی فرقہ اجتہاد کا یہ مطلب ثابت نہیں کرسکتا اجتہاد قرآن و سنت سے ثابت ہے بلکہ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے قرآن و سنت کے پوشیدہ مسائل میں۔اور عامی پر تقلید واجب ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے **"واتّبع سبیل من اناب الیّ"**

(سورۃ لقمٰن آیت ۱۵)

ترجمہ: "اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف" یعنی پیغمبروں اور مخلص بندوں کی راہ پر چل دین کے خلاف ماں باپ کی تقلید یا اطاعت مت کر

(عثمانی صفحہ ۵۳۴)

حدیث میں ہے **"عن معاذ بن جبلؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اجتھد برائی ولا آلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما یرضی بہ رسول اللہ"**

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی بناکر روانہ فرمایا تو پوچھا کہ اگر کوئی قضیہ پیش آجائے تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا کہ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا فرمایا اگر وہ مسئلہ

کتاب اللہ میں نہ ہو؟ تو عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلہ کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ ملے عرض کیا کہ میں اس وقت اجتہاد و استنباط کرکے اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا اور تلاش حق میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا (معاذؓ فرماتے ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر (اظہار مسرت سے) اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا اور فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے" یہ واقعہ اجتہاد اور تقلید کے مسئلہ میں ایسی شمع ہدایت ہے کہ اس پر جتنا غور کیجئے اس مسئلہ کی گھتیاں سلجھتی چلی جاتی ہیں یہاں ہمیں اس واقعہ کے صرف ایک پہلو پر توجہ دلانا مقصود ہے اور وہ یہ کہ آپ نے اہل یمن کے لئے اپنے فقہاء صحابہؓ میں سے صرف ایک جلیل القدر صحابی کو بھیجا اور انہیں حاکم و قاضی معلم و مجتہد بناکر اہل یمن پر لازم کردیا کہ انکی اتباع کریں انہیں صرف قرآن وسنت پر ہی نہیں بلکہ قیاس و اجتہاد کے موافق فتوے صادر فرمانے کی بھی اجازت فرمائی۔ اگر اجتہاد شریعت سازی ہی کا نام ہے تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کیا اسکی اجازت عطا فرماسکتے تھے؟

عقیدہ نمبر(۶) فتووں کا انکار

مسعود احمد کا رسالہ بنام "فتوے اسلام نہیں" میں مصنف نے فتووں کی تحقیر کی ہے تو کیا امام بخاریؒ نے جو تعلیقات میں صحابہؓ و تابعین کے فتاویٰ ذکر

کئے ہیں وہ اسلام نہیں ؟ اور کیا صحابہ کرامؓ کے ہزاروں فتاویٰ جو کہ مصنّف ابن ابی شیبہ اور مصنّف عبدالرزاق میں ہیں شریعت سازی ہے ؟ اور کیا تمام صحابہؓ بھی شریعت ساز تھے؟ فتویٰ تو سوال کا جواب ہوتا ہے اسکو فتویٰ اس لئے بولتے ہیں کہ یہ فتی یفتو فتوًا سے ہے ۔بمعنی مضبوط تو عالم و مفتی کا جواب بھی قوی و مضبوط ہوتا ہے اس لئے فتویٰ بولتے ہیں ورنہ فتویٰ کے کوئی سینگ نہیں ہوتے۔

عقیدہ نمبر(۷) فقہ کا انکار

بانی فرقہ نے فقہ کو برا جانا اور اس کا انکار کیا اور مطلق فقہ کو مانتا ہی نہیں ہے اور کہا کہ یہ خود ساختہ ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

"فقہ کے بے شمار مسائل خود ساختہ ہیں" وللاکثر حکم الکل" کے مصداق یہ فقہ خود ساختہ ہے۔

(التحقیق فی جواب التقلید صفحہ نمبر۷۷)

تو فقہ کے بارے میں عرض ہے کہ اسکی بہت فضیلت ہےاور فقیہ کی بہت تعریفات آئی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

"وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلو لانفرمن کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون"

(سورہ التوبہ آیت ۱۲۲)

ترجمہ: "اور ایسے تو نہیں مسلمان کہ کوچ کریں سارے سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا کہ خبر

پہنچائیں اپنی قوم کو جبکہ لوٹ کر آئیں انکی طرف تا کہ وہ بچتے رہیں" اس آیت میں دو طبقوں کا ذکر ہے مجاہدین کا اور فقہاء کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسلام کی سربلندی کا مدار ان ہی دو طبقوں پر رکھا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے **"سمعت معاویۃؓ خطیبا یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یرد اللہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ولن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علی امر اللہ لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ"**

(بخاری صفحہ ۱۶ ج ۱ باب من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین)

حاشیہ نمبر ۸ میں ہے **"ولن تزال ھذہ الامۃ قال النووی یحتمل ان یکون ھذہ الطائفۃ من انواع المؤمنین فمنھم مقاتلون ومنھم فقھاء ومنھم محدثون ومنھم زھاد"**

صحیح مسلم میں ہے **"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین ولا تزال عصابۃ من المسلمین یقاتلون علی الحق ظاھرین علی من ناواھم الی یوم القیمۃ"**

(صحیح مسلم صفحہ ۱۴۳ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خالفھم)

مجاہدین کا کام ملک گیری ہے کہ کفار سے ملک چھین کر اسلامی مملکت میں شامل کریں اور فقہاء کا کام اس میں اسلامی قانون نافذ کرانا ہے اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جہاد کی کمان اور فقہ میں اولویت اور برتری ہمیشہ اہلسنت خصوصاً" احناف کو حاصل رہی جبکہ غیر مقلدین دونوں کاموں میں نہ صرف

صفر بلکہ دونوں کاموں کے مخالف ہیں اس آیت کے اولین مخاطب صحابہؓ تھے
جنکی مادری زبان عربی تھی وہ کتاب و سنت کا مطلب ہم سے بہت اچھا سمجھتے
تھے انکو فقیہ بننے کا حکم دینا اور دوسرے عربی دانوں کو فقہاء کے مسائل پر
عمل کرنے کا حکم دے کر بتادیا کہ فقہ صرف ترجمہ کا نام نہیں ہے خاص علمی
گہرائی و گیرائی کا نام ہے جو ہر عربی دان کو بھی میسر نہیں امام بخاریؒ فرماتے
ہیں **"یسمی الرجل طائفة"**

(بخاری صفحہ ۱۰۷۶ ج۔۲)

ہر قوم کا ایک ایک فقیہ تھا جس کا مذہب اس قوم میں متواتر و معروف تھا
۔ **"فمال هؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا"**

(آل عمران آیت ۷۸)

"وجعلنا على قلوبهم اكنة ان يفقهوه وفى آذانهم وقرا"

(انعام آیت ۲۵) (بنی اسرائیل آیت ۴۶) (کہف ۵۷)

"وقد فصلنا الآيٰت لقوم يفقهون" (انعام آیت ۹۹)

"وطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون"

(سورہ توبہ ۸۷) (منافقون آیت نمبر ۳)

"صرف الله بانهم قوم لا يفقهون"

(توبہ آیت نمبر ۱۲۷)

"لهم قلوب لا يفقهون بها"

اعراف آیت نمبر ۱۷۹)

"ذلك بانهم قوم لا يفقهون"

(حشر آیت ۱۳)

"ولكن المنفقين لا يفقهون" (منٰفقون آیت ۷)

"رُبَّ حامل فقهٍ" (الحدیث)

"من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين" (الحديث)

"فقيه واحد اشد على الشيطن من الف عابد"

(الحديث)

اس رو سے جو مطلق فقہ کو نہ مانتا ہو کہ فقہ کی کوئی حیثیت نہیں وہ کافر
ہے کیونکہ اس نے قرآن کی آیات و احادیث کا انکار کیا ہے اور آیت و
حدیث کا منکر کافر ہے۔

عقیدہ نمبر (۸) لفظ "خدا" کہنا جائز نہیں

اس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ کیلئے لفظ "خدا" کا کہنا جائز نہیں
اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

> "ہمارے نزدیک اللہ اسم ذات ہے اسکا ترجمہ نہیں ہوسکتا مزید برآں
> "خدا" لفظ اللہ تعالیٰ کے شایان شان بھی نہیں کیونکہ پارسیوں کے عقیدہ
> کے مطابق دو خدا ہیں ایک نیکی کا خدا دوسرا بدی کا خدا گویا ہر خدا
> ناقص ہے۔ اللہ کی ذات نقص سے منزہ ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ
> "خدا" کا استعمال کرنا صحیح نہیں"

(التحقیق فی جواب التقلید صفحہ ۱۱۷)

اسکے جواب میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ "خدا" استعمال

جائز ہے اور صدیوں سے اکابرین اسکو استعمال کرتے آئے ہیں اور کبھی کسی نے اس پر نکیر نہیں کی اب کچھ لوگ پیدا ہوئے ہیں جن کے ذہن پر عجمیت کا وہم سوار ہے انہیں بالکل سیدھی سادی چیزوں میں "عجمی سازش" نظر آتی ہے یہ ذہن غلام احمد پرویز اور اس کے ہمنواؤں نے پیدا کیا اور بہت سے پڑھے لکھے شعوری وغیر شعوری طور پر اس کا شکار ہوگئے ان میں سے یہ فرقہ "جماعت المسلمین" بھی ہے ۔ عربی میں لفظ "رب" مالک اور صاحب کے معنی میں ہے اسی کا ترجمہ فارسی میں لفظ "خدا" کے ساتھ کیا گیا ہے چنانچہ جس طرح لفظ "رب" کا اطلاق بغیر اضافت کے غیر اللہ پر نہیں کیا جاتا اسی طرح لفظ "خدا" بھی جب مطلق بولا جائے تو اس کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے کسی دوسرے کو "خدا" کہنا جائز نہیں۔ غیاث اللغات میں ہے "خدا بالضم ۔بمعنی مالک ، صاحب چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نکنند مگر در صور تیکہ بچیزے مضاف شود ، چوں کد خدا ، وہ خدا" ٹھیک یہی مفہوم اور یہی استعمال عربی میں لفظ "رب" کا ہے آپکو معلوم ہوگا کہ "اللہ" تو حق تعالیٰ شانہٗ کا ذاتی نام ہے جس کا نہ کوئی ترجمہ ہوسکتا ہے نہ کیا جاتا ہے دوسرے اسمائے الٰہیہ صفاتی نام ہیں جنکا ترجمہ دوسری زبانوں میں ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے اب اگر اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کسی با برکت نام کا ترجمہ غیر عربی میں کردیا جائے اور اہل زبان اسکو استعمال کرنے لگیں تو اس کے جائز نہ ہونے اور اس کے استعمال کے ممنوع ہونے کی آخر کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اور جب لفظ "خدا" صاحب اور مالک کے معنی میں ہے اور لفظ "رب" کے مفہوم کی ترجمانی کرتا ہے تو آپ ہی بتایئے کہ اس میں

مجوسیت یا عجمیت کا کیا دخل ہوا انگریزی میں لفظ "رب" کا کوئی اور ترجمہ نہیں کیا جائے گا ؟ اور کیا اس ترجمہ کا استعمال یہودیت یا نصرانیت بن جائیگی ؟ اگر غیر مسلم اپنے معبود کے لئے کوئی لفظ استعمال کریں اور وہ ہمارے اللہ عزو جل کے لئے بھی نام ہوسکتا ہو تو کیا انکے استعمال کرنے سے وہ نام اللہ کا نام نہیں لیا جاسکتا اور اگر ایسا مان لیا جائے تو الٰہ کا لفظ بھی اللہ کے لئے کہنا جائز نہ ہوگا کیونکہ سورہ صٓ کی آیت ہے "**اجعل الآلهة الٰهاً واحداً**" (الآیۃ) اس میں الٰہ کا لفظ معبودانِ باطلہ کے لئے مستعمل ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ اپنی ناقص معلومات کے بل بوتے پر خود رائی میں اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ انہیں اسلام کی پوری تاریخ سیاہ نظر آنے لگتی ہے اور چودہ صدیوں کے تمام اکابر کو گمراہ یا کم از کم فریب خوردہ تصور کرنے لگتے ہیں۔ یہی خودرائی انہیں جہنم کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔

(اللہ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے آمین یا ربّ العالمین)

عقیدہ نمبر(۹) "مولانا" کا لفظ اللہ کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں

اس عقیدہ کے تحت مسعود احمد نے اپنے رسالہ "مولانا کیا اس لفظ کا استعمال غیراللہ کے لئے جائز ہے؟" میں لکھا ہے کہ "اس لفظ کا استعمال اللہ کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے اور اس بات کے ضمن میں جتنی بھی

آیات میں اللہ کے ساتھ "مولیٰ" کا لفظ تھا تمام پیش کردیں پھر یہ ثابت کردیا
کہ اللہ کے علاوہ کسی کے ساتھ "مولیٰ" کا لفظ لگانا جائز نہیں" اس کے
جواب میں عرض ہے کہ مسعود احمد دنیاوی علوم پڑھتے رہے پھر انہوں نے سوچا
کہ دین کی وجہ سے لوگوں میں میرا نام ہوجائے تو بغیر علم اور اپنی ناقص
معلومات سے لوگوں کو دھوکہ دینا شروع کردیا اور ایسی ایسی باتیں نکالیں جو
ہمارے باپ دادا نے بھی نہیں سنی تھیں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کا کم و بیش مفہوم ہے کہ "آخری زمانے میں
ایسے دجال اور کذاب آئیں گے اور وہ ایسی احادیث (باتیں) لیکر آئیں گے
کہ جو نہ تم نے سنی ہونگی نہ تمہارے آباء واجداد نے" تو سب سے پہلے دیکھنا
چاہئے کہ "مولیٰ" کے معنی کیا ہیں؟ تو مجموعۃ قواعد الفقہ کے رسالۃ الرابعۃ
التعریفات الفقھیہ میں صفحہ ۵۱۵ میں لکھا ہے۔

"المولیٰ اسکے معنی لکھے ہیں المالک ' العبد ' المعتِق ' المعتَق ' القریب '
الناصر ' الصاحب ' وغیرذالک من المعانی وفی الاقرب المولوی منسوب الیہ
معناہ العالم الزاھد"

یعنی مولیٰ کا معنی مالک ' غلام اور آزاد کرنے والے اور جو آزاد ہوا ہے '
اور قریب اور مددگار اور صاحب اور اسکے علاوہ بہت سے معانی کے لئے
استعمال ہوتا ہے اور مولوی کا معنی عالم اور زاہد کا ہے۔ تو اللہ کی طرف جب
اسکی نسبت ہوتی ہے تو مطلب ہوتا ہے مددگار ' مالک ' دوست ' اور جب غیر
اللہ کی طرف منسوب ہو تو مطلب ہوتا ہے عالم 'زاہد' نہ کہ اس وقت مددگار
کا معنی لیا جائے تو لہٰذا مولیٰ کا استعمال غیر اللہ کے لئے بھی جائز ہے۔ اور
قرآن میں بھی اللہ عزوجل نے اپنی طرف اور جبرئیلؑ اور صالح المؤمنین کی

طرف مولیٰ کی نسبت کی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

"وان تظٰھرا علیہ فان اللّٰہ ھو مولٰہ و جبریل و صالح المؤمنین"

(تحریم پ ۲۸)

ترجمہ: "اور اگر تم دونوں چڑھائی کروگی اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق
اور جبرئیل اور نیک بخت ایمان والے" اور حدیث شریف میں بھی مولیٰ کا
لفظ غیر اللہ کیلئے استعمال ہوا ہے جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے **"مولی القوم منھم"** اور موسوعۃ فقہ الحسن البصری کے صفحہ ۲۰، تہذیب
التھذیب کے ۲۶۳ ج۔۲' البدایۃ والنھایۃ کے صفحہ ۲۶۶ ج۔۹' سیرالنبلاء کے
صفحہ ۵۷۳ ج۔۴ پر بھی مولانا کا لفظ غیر اللہ کے لئے مستعمل ہے لہٰذا اس لفظ
کا استعمال غیر اللہ کے لئے جائز ہوا۔ اور حدیث میں جو وارد ہے۔
"لا یقل العبد لسیدہ مولا ی فان مولا کم اللہ عزوجل" تو اس سے
مراد یہ ہے کہ اسکو آقائے حقیقی مت سمجھ لینا اور اس سے شبہ بھی ہوتا تھا
کہ مولیٰ کے لفظ سے مراد کہیں رب کا معنی نہ لیا جائے اس لئے منع فرمایا
اور ہم لوگ جو مولانا کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد آقا یا مددگار
نہیں بلکہ دوست اور عالم کے معنی مراد ہوتے ہیں اور اصل وجہ مسعود احمد کی
مولانا کے لفظ کو شرک کہنے کی یہ ہے کہ وہ خود عالم نہیں اور لوگ اگر اس پر
اعتراض کرتے کہ تم تو عالم نہیں تمہارے نام کے آگے مولانا کا لفظ نہیں تو
اس اعتراض سے بچنے کے لئے اس نے یہ سارا کھیل کھیلا کہ میں اس لئے
اپنے آگے مولانا کا لفظ نہیں لگاتا۔

عقیدہ نمبر (۱۰) ایصال ثواب کا انکار

یہ فرقہ ایصال ثواب کا بھی انکار کرتا ہے کہ جب کسی مسلم کا انتقال ہوجائے تواسکو پڑھ کر بخشا جائے تو اس کو ثواب نہیں پہنچتا لیکن یہ عقیدہ صحیح نہیں کیونکہ اہلسنّت والجماعت کے نزدیک ایصال ثواب بالاتفاق درست ہے اگر انسان اپنی کسی نیکی کا ثواب دوسرے شخص کو بخشتا ہے تو یہ ثواب اسے پہنچتا ہے اور عبادات کی انواع ہیں (۱) مالیہ محضہ جیسے زکوٰۃ (۲) بدنیہ محضہ جیسے نماز (۳) مرکب ہو مالی وبدنی سے جیسے حج۔تمام عبادات کا ثواب پہنچتا ہے۔اہلسنّت والجماعت کا یہ مسلک بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہے صاحب ھدایہؒ ۲۹۶ ج۔۱ پر "باب الحج عن الغیر" کے تحت لکھتے ہیں۔

"الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہٗ ان یجعل ثواب عملہٖ لغیرہٖ صلوٰۃاوصوما اوصدقۃ اُوغیر ھا عنداھل السنۃ والجماعۃ لماروی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہٗ ضحی بکبشین املحین احدھما عن نفسہٖ والاٰ خر عن امتہٖ ممن اقربوحدانیۃتعالی وشھدلہ بالبلاغ جعل تضحیۃ احدالشاتین لامتہ..... الخ"

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا ایصال ثواب جائز ہے اور پہنچتا ہے ورنہ نعوذ باللہ اس ایصال کولغو تسلیم کرنا پڑے گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی لغو کام نہیں ہوتا نبی کا سارا کام شریعت پر مبنی ہوتا ہے۔یہ حدیث ابن ماجہ نے عبدالرزاق عن الثوری عن بن عقیل عن ابی سلمۃ عن عائشۃؓ وابی ھریرۃؓ نحوہ کے طریق سے ذکر کی ہے اور اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت مذکور ہے۔

(۱) "قال ابن ابی شیبہ حدثنا ابو معاویہ عن حجاج عن قتادہ عن انسؓ قال ضحی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بکبشین املحین اقرنین قرب احدھما فقال بسم اللّٰہ اللّٰھم منک ولک ھذا عن محمد واھل بیتہٖ ثم قرب الاٰخر فقال بسم اللّٰہ اللّٰھم منک ولک ھذا عمن وحدک من امتی"

(۲) حدیث خثعمیہ میں ارشاد ہے۔

"فانہ علیہ السلام قال فیہ حجی عن ابیک واعتمری"

حدیث خثعمیہ سوائے ابو داؤد کے صحاح ستہ میں فضل بن عباسؓ سے مروی ہے۔

"ان امرأۃ من خثعم قالت یا رسول اللّٰہ ان ابی ادرکتہ فریضۃ اللّٰہ فی الحج وھو شیخ کبیر لایستطیع ان یستوی علی ظھر البعیر قال حجی عنہ"

اور اس حدیث کو سوائے ترمذی کے صحاح کے پانچوں مصنفوں نے ابن عباسؓ کے طریق سے ذکر کیا ہے اور اس حدیث کے بعض طرق میں "ذلک فی حجۃ الوداع" اور بعض میں یہ ہے۔

" "فھل یقضی عنہ ان احج عنہ" قال الترمذی قال محمد اصح شئی فی ھذا مارواہ ابن عباسؓ عن الفضل بن عباسؓ "

اور بھی اس قسم کی بہت سی احادیث ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اجازت دی کہ دوسرے کی طرف سے حج کرو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اجازت فرمائی ہے اورجس چیز کی نبی اجازت عطا کردے توکیاوہ چیز اسلام میں منع ہوسکتی ہے ؟

(۳) ایک صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے اپنی

والدہ کے ایصال ثواب کیلئے کنواں کھدوایا" وقال ھذہ لام سعدؓ۔

(۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذامات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ' اوعلم ینتفع بہ' اوولد صالح یدعولہ"

(رواہ مسلم' ابو داوٗد و النسائی)

اس میں بھی یہ ہے کہ مرنے کے بعد اعمال ابن آدم منقطع ہوجاتے ہیں۔سوائے تین چیزوں کے یعنی اب وہ خود تو عمل نہیں کرسکتا مگر جو اس نے کام کئے وہ جاری رہیں گے اسکی وجہ سے ثواب پہنچتا رہے گا جیسا کہ کوئی سبیل بنادی یا علماء کے لئے گھر وغیرہ بنادیا یا علم سکھایا اور وہ علم پھیلتا گیا یا نیک اولاد کو چھوڑا وہ اولاد نیک عمل کرتی رہی تو اس کا بھی اجر ملے گا۔

(آیات قرآنیہ)

(۱) "والذین جاء و امن بعد ھم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقو نا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنو ربنا انک رء وف رحیم"

(سورحشر آیت ۱۰)

اس آیت میں سابق مؤمنوں کیلئے دعائے مغفرت ہے۔تو اس سے بھی ایصال ثواب ثابت ہوتا ہے۔

(۲) "ویستغفرون للذین اٰمنوا"

(سورمؤمن آیت ۷

اس میں اللہ نے حاملین عرش فرشتوں کی استغفار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مؤمنین کیلئے استغفار کرتے ہیں اس سے بھی ایصال ثواب ثابت ہوگیا۔

(۳) "رب ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرًا"

(بنی اسرائیل آیت ۲۴)

ترجمہ : "اے میرے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا" حضرت شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے "اس لئے تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بڑھاپے میں اور موت کے بعد ان پر نظر رحمت فرما" اس سے بھی ایصال ثواب ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر آپ ایصال ثواب کا انکار کرتے ہیں تو سب سے پہلے نماز جنازہ کا انکار کریں کیونکہ سب سے پہلے یہ ہی ایصال ثواب ہے کیونکہ میت کے دوسرے مسلمان بھائی اس کے لئے پڑھتے ہیں نہ کہ مردہ خود زندہ ہو کر پڑھتا ہے۔ پس ایصال ثواب درست ہے کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور جو سورہ نجم میں آیت ہے۔

"وان لیس للانسان الا ماسعٰی"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اب وہ بذات خود کچھ نہیں کرسکتا البتہ اس سے ایصال ثواب کی نفی نہیں ہوتی۔

عقیدہ نمبر۱۱ وسیلہ کا انکار

یہ فرقہ توسّل بالانبیاء والاولیاء کا بھی انکار کرتا ہے۔ تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ توسّل بالذات کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے

اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں پس ہم پر رحمت فرما۔

(۲) حضرات انبیاء علیہم السلام، اور اولیاء اللہ العظام اور صلحاء کرام کے وسیلے سے اللہ سے دعا مانگنا شرعاً" جائز بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن اور افضل ہے۔ قرآن و حدیث کے اشارات و تصریحات سے اس قسم کا توسل بلاشبہ ثابت ہے۔

قرآن سے توسل کا ثبوت

"ولما جاء ھم کتب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا الخ"

(سورہ بقرہ آیت ۸۹)

ترجمہ : "اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر" "**یستفتحون**" کا مصدر "**استفتاح**" ہے اس کے ایک معنی ہیں مدد طلب کرنا۔ علامہ شوکانی" تفسیر فتح القدیر ص ۹۰ ج ۱ میں لکھتے ہیں "**والاستفتاح الاستنصار** علامہ فرماتے ہیں "**نزلت فی بنی قریظہ والنضیر کانوا یستفتحون علی الأوس والخزرج برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثہ قالہ' ابن عباس وقتادۃ..... الخ**

اور یوں کہا کرتے تھے **اللھم انا نسئلک بحق نبیک الذی و عدتنا ان تبعثہ فی اٰخر الزمان ان تنصرنا الیوم علی عدونا فینصرون**

(روح المعانی)

دیکھئے جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا میں تشریف فرما نہیں ہوئے تھے اس وقت بھی اہل کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کر کے فتح یاب ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان کر کے قرآن مجید میں اس قسم کے توسل کی کہیں تردید نہیں فرمائی پھر کیا اس کے جواز میں شبہ کرنا جائز ہے؟

حدیث شریف سے توسل کا ثبوت

"عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ادع لی ان یعافینی (الی قولہ) اللھم انی اسئلک وا توجہ الیک بمحمد نبی الرحمہ اھ قال ابو اسحٰق ھذا حدیث صحیح"

(ابن ماجہ ص ۱۰۰)

ترجمہ : "ابن ماجہ میں باب صلوٰۃ الحاجہ میں عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کروں اس نے عرض کیا کہ دعا کردیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے "اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف

متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری ہو جائے اے اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے"۔

انجاح الحاجہ (حاشیہ ابن ماجہ) میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے اور ترمذی نے "حسنٌ صحیحٌ" کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے۔

فائدہ : اس سے توسل صراحتاً" ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اس کے لئے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ توسل بالا عمال کا ہر کوئی قائل ہے مگر غیر مقلدین توسل بالذات کے قائل نہیں تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ذات کا وسیلہ بھی اسی وجہ سے دیا جاتا ہے کہ اس شخص کے اعمال اچھے ہوتے ہیں ورنہ بداعمال شخص کا وسیلہ تو کہیں بھی ثابت نہیں۔

تمت والحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً ، الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

نوٹ : کچھ اختلافی مسائل اعمال کے قبیل سے بھی ہیں مثلاً" رفع یدین، قراءۃ خلف الامام طلاقِ ثلاث وغیرہ، مگر اس کتاب میں چونکہ عقائد کا جائزہ لیا گیا ہے اس لئے ان اختلافات کا ذکر نہیں کیا اور ویسے بھی ان اختلافی مسائل پر علمائے حق نے بہت تفصیل سے بحث کی ہے جن کو ضرورت ہو وہاں رجوع فرمالیں۔

اللہ اس کتاب کو بندہ سمیت پوری امت کیلئے ذریعہ ہدایت بنائے اور شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین)

مسعودی فرقہ کے وساوس کے جوابات

وسوسہ نمبر۱:۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل حدیث، حنفی، شافعی، حنبلی یا مالکی تھے؟

الجواب:۔

اہل حدیث اور اہل قرآن دو فرقے انگریز کے دور میں بنے۔ فرقہ کو مذاہب اربعہ کے ساتھ شمار کرنا جہالت کی دلیل ہے۔ اہل اسلام کی کتابوں میں مذاہب اربعہ کا ہی ذکر ملتا ہے۔ ان چار کی اصول و فروع کی کتابیں ہیں۔ خود بانی فرقہ کو اعتراف ہے کہ اہل حدیث پہلے زمانے میں محدث کو کہتے تھے جو اہل صرف، اہل نحو، اہل منطق کی طرح ایک علمی طبقہ ہے نہ کہ مذہبی فرقہ۔ ہاں دور برطانیہ میں یہ فرقہ کا نام ہو گیا۔ جو لامذہب ہے۔ شاید کل کو بانی فرقہ یوں بھی وسوسہ چھوڑے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل صرف، اہل نحو، اہل منطق کہلاتے تھے؟

اب سمجھئے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کیا ہیں؟ جن کی صحیح ترتیب بھی بانی فرقہ کو معلوم نہیں۔ ائمہ اربعہ بلکہ سب مجتہدین کا اعلان ہے "القیاس مظہر لا مثبت" (نور الانوار) کہ قیاس سے مسائل گھڑے نہیں جاتے بلکہ کتاب وسنت کی تہ میں پوشیدہ مسائل کو اصول شرعیہ کی مدد سے ظاہر کیا جاتا ہے جیسے کنواں کھودنے والا پانی کو پیدا نہیں کرتا۔ ہاں خدا کے پیدا کئے ہوئے پوشیدہ پانی کو ظاہر کرتا ہے۔ اب بانی فتنہ کا مجتہدین کو شریعت ساز کہنا ایسی ہی جہالت ہے کہ وہ کنواں کھودنے والے کو "خالق الماء" کہے۔

تو ائمہ رحمہم اللہ نے جب کتاب وسنت کے ہی پوشیدہ مسائل کو ظاہر فرمایا تو ان کی تقلید میں ان مسائل پر عمل کرنا کتاب وسنت پر ہی عمل ہے جیسے کسی کے کنوئیں سے پانی پینا، خدا کا ہی پیدا کیا ہوا پانی پینا ہے۔ خود بانی فرقہ کو یہ بات معلوم ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے: "اس میں شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جن اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی

اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا نہ اس کو حجت سمجھا لہٰذا ان کا یہ طریقہ بے شک سخت تھا اور وہ چونکہ برحق تھے" (خلاصہ تلاش حق ص ۸۸) صاف اعتراف کرلیا کہ ان کتاب و سنت کے ہی مسائل ہیں کیونکہ ان کے اصول سنت پر مبنی ہیں جیسے حساب کے قاعدوں سے جو جواب نکلے اس کو حساب کا جواب کہا جاتا ہے نہ کہ سوال نکالنے والے کی ذاتی رائے۔ اب سوال ہے کہ یہ مسائل جو کتاب و سنت کے مسائل ہیں حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں موجود تھے یا نہیں؟ تو یقیناً موجود تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس وقت ان مسائل کا یہ نام نہ تھا کہ فقہ حنفی کے مسائل کہا جاتا۔ جیسے قرآن پاک کی ساتوں قراءتیں حضور ﷺ کے زمانہ میں موجود تھیں لیکن اس وقت ان کا نام قاری عاصم کی قراءت، قاری حمزہ کی قراءت نہیں تھا اسی طرح صحاح ستہ کی صحیح احادیث رسول پاک ﷺ کی ہی احادیث ہیں مگر اس وقت ان احادیث کو یہ نہیں کہتے تھے کہ یہ بخاری کی حدیث ہے وہ نسائی کی فلاں ابن ماجہ کی ہے فلاں ابوداؤد کی۔ تو اگر فقہ کا انکار صرف اس وجہ سے ہے کہ اس کا نام اس وقت فقہ حنفی نہ تھا تو اس قرآن کا بھی انکار کر دو کیونکہ اس وقت اس کا نام قاری عاصم کی قراءت نہ تھا اور صحاح ستہ کی احادیث کا بھی انکار کر دو کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ان کو صحاح ستہ کی احادیث نہیں کہا جاتا تھا یا قرآن کی کسی آیت یا صحیح حدیث سے یہ فرق بیان کرو کہ قرآن کو ماننے کے لئے سات قاریوں کے نام قرآن میں دکھانے ضروری نہیں۔ صحاح ستہ کی احادیث کو ماننے کے لئے صحاح ستہ والوں کے نام قرآن وحدیث میں دکھانے ضروری نہیں لیکن فقہ کو ماننے کے لئے ائمہ فقہ کا نام قرآن و حدیث میں دکھانا ضروری ہے۔

چور پکڑا گیا

دراصل فقہ کو ماننے کا حکم قرآن پاک کی نصوص اور احادیث متواترۃ المعنیٰ میں ہے اور

بانی فرقہ مطلق فقہ کا ہی منکر ہے اور قرآن کی ان آیات اور احادیث کا منکر ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ ایک آیت یا ایک حدیث ہی پیش کریں کہ اللہ تعالیٰ نے یا رسول اللہ ﷺ نے فقہ کو ماننے سے منع کیا ہو وہ یہ قیامت تک پیش نہیں کر سکتا اور اگر فقہ کو مانتا ہے تو اپنے اصول فقہ اور فروع فقہ کی جامع کتب پیش کرو، وہ بھی اس کے پاس نہیں تو اپنی اس چوری کو چھپانے کے لئے الٹا سوال کر دیا جیسے کوئی منکر قرآن کہے کہ تم قاری عاصم کا قرآن پڑھتے ہو نہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا، تم قاری عاصم کا نام قرآن میں دکھاؤ ورنہ میں قرآن کو نہیں مانتا یا کوئی منکر حدیث کہے کہ تم بخاری عجمی کی حدیثیں مانتے ہو نہ کہ محمد عربی کی، تم کسی حدیث میں بخاری عجمی کا نام دکھاؤ ورنہ میں حدیث کو نہیں مانتا۔ شاباش بانی فرقہ نے اپنی جہالت سے کیا وسوسہ گھڑا کہ اس اصول پر خود قرآن وحدیث کا ثبوت مشکل ہو گیا۔

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

وسوسہ نمبر۲:۔

کیا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے مذاہب خمسہ یعنی اہل حدیث، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی میں سے کسی ایک کی پیروی کا حکم دیا تھا؟

الجواب:۔

جی ہاں جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قرآن پڑھو جس قدر آسان ہو اور آج ہم قرآن قاری عاصم کوفی ہی کی متواتر قراءت پر پڑھ رہے ہیں اس کے بغیر اس حکم خداوندی پر عمل ممکن ہی نہیں۔ اسی طرح اللہ نے حکم دیا کہ تم منیب کی اتباع کرو اور یہاں مذہب حنفی کے سوا کسی منیب کا مذہب عملاً متواتر ہی نہیں اور اس پر عمل کئے بغیر اس حکم الٰہی کو ماننے کا کوئی طریقہ ہی نہیں۔ آپ ہی فرمایئے کیا رسول اللہ ﷺ نے بخاری اور ترمذی کی احادیث کے ماننے کا حکم دیا تھا؟ آپ ﷺ نے کراچی کے ۱۳۹۵ھ میں بننے والے بدعتی فرقے میں شامل ہونے کا حکم دیا تھا؟ صریح حدیث سے جواب دیں۔

وسوسہ نمبر۳:۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لانے کے بعد منزل من اللہ دین اسلام کی پیروی کریں گے یا مذاہب خمسہ میں سے کسی ایک کی؟

الجواب:۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مسعودی فرقے کی طرح لامذہب نہیں ہوں گے۔

وہ منصوص مسائل میں نصوص کی اور اجتہادی مسائل میں خود مجتہد اور صاحب مذہب ہوں گے البتہ بعض بزرگوں کے کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اجتہادات سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ کے اجتہادات کے موافق ہوں گے اور یہ کشف کسی آیت یا حدیث کے خلاف نہیں اور اسلام منزل من اللہ وہی ہے جو تشریعاً "کتاب وسنت میں منصوص ہے اور تفریعاً"

اجماع وقیاس سے واضح ہے جب آپ نے خود اعتراف کیا ہے کہ ائمہ اربعہ کے مسائل قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں تو ان کو منزل من اللہ کے مقابل رکھنا جہالت ہی نہیں بے حیائی بھی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے "بے حیا باش وہرچہ خواہی کن"۔ سوال کرنے سے پہلے ہمارے دعویٰ کو یاد کرلو کہ اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور غیر مجتہد پر تقلید اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے مجتہد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جاہل بھی مجتہد بن بیٹھے۔

وسوسہ نمبر۴:۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لاکر "مسلم" کہلائیں گے یا اہل حدیث، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، دیوبندی، بریلوی، سنی، شیعہ وغیرہ؟

الجواب:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلم بمعنی غیر مقلد تو ہرگز نہیں کہلائیں گے نہ ہی وہ بانی فرقہ پر ایمان لانے کو فرض جانیں گے اس وسوسے میں تو جہالت کے ساتھ جھوٹ کی بھی حد کر دی کیا حنفی، مالکی، شافعی، دیوبندی، مسلم نہیں کہلاتے؟ کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ وہ مسلم نہیں کہلاتے، یہ ایسا ہی وسوسہ ہے کہ بانی فتنہ کراچوی کہلاتے ہیں یا پاکستانی۔ جس طرح کراچی کو پاکستان سے باہر سمجھنے والا جاہل اور کذاب ہے اس سے بڑا جاہل اور کذاب وہ ہے جو حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو غیر مسلم سمجھتا ہے بلکہ ان سب کو غیر مسلم کہنے والا بنص حدیث خود غیر مسلم ہے۔

وسوسہ نمبر۵:۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمارا نام مسلمین رکھا (الحج ۷۸) کیا اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کے بعد کوئی اور فرقہ وارانہ نام رکھا جاسکتا ہے؟ تو کیا یہ شریعت سازی نہیں؟

الجواب:۔

اللہ تعالیٰ نے ۱۳۹۵ھ میں کراچی میں مسعود کے بنائے ہوئے بدعتی فرقے کا نام کہیں مسلمین یعنی غیر مقلدین نہیں رکھا' جیسا کہ قادیانیوں کے شہر ربوہ کا نام اللہ تعالیٰ نے ہرگز نہیں رکھا' اگرچہ قرآن میں دو جگہ ربوہ کا لفظ موجود ہے مگر قادیانیوں کے ربوہ کے ساتھ قرآنی الفاظ کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح مسعودی فرقہ جو قادیانیوں کے ربوہ کے بھی بعد بنا اس کا تعلق قرآن و حدیث میں مذکور لفظ مسلمین سے کیسے ہو سکتا ہے؟ مسلم نام کے بعد کسی دوسرے امتیاز کے لئے نام رکھنے سے قرآن و حدیث میں کہیں منع نہیں کیا گیا۔ اس کو اپنی طرف سے منع کرنا یقیناً شریعت سازی ہے۔ جس طرح یہود کے احبار و رھبان اپنی طرف سے حرام و حلال کرتے تھے اسی طرح بانی فتنہ نے محض اپنی طرف سے اس کو ناجائز کہا ہے' جو شریعت سازی ہے۔ قرآن پاک میں آل یعقوب علیہ السلام کو مسلم کے ساتھ اہل کتاب یہود نصاریٰ کہا گیا ہے یہ مسلم کے ساتھ ہی نام ہیں یا نہیں ہاں قرآن پاک (سورہ یونس آیت ۹۰) میں ہے کہ فرعون اپنے آپ کو ''انا من المسلمین'' کہتا تھا۔ اس کہنے کے بعد اس نے واقعتاً اپنا کوئی نام نہیں رکھا تو مسعود صاحب کا پیش رو یقیناً وہی ہے۔ کیا مسعود صاحب قرآن حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں کہ فرعون نے آخری وقت میں ''انا من المسلمین'' کہنے کے بعد اپنا کوئی اور دینی نام بھی رکھا ہو؟ مسعود صاحب بہرحال آپ اکیلے نہیں آپ کا اتنا بڑا ساتھی اور بھی ہے اور منافقین کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ ''قولوا سلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم'' کہو اپنے آپ کو مسلمین کیونکہ تمہارے دلوں میں ایمان ہی نہیں (حجرات ۱۴) دیکھئے یہ آپ کے پیش رو مسلمین ہیں جن کا دل ایمان سے خالی تھا اور آپ کے بارے میں بھی رسول اقدس ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ ''عن علیؓ قال قال رسول اللّٰہ

ﷺ یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا اسمه مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدیٰ علماءهم شر من تحت ادیم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود'' (مشکوٰۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا زمانہ آئے گا کہ نام مسلمین کے اور اسلام کی کوئی چیز ان میں نہیں ہوگی ان مسلمین کی مساجد بہت آباد نظر آئیں گی مگر ہدایت سے خالی و برباد ہوں گی (آپ کی مسجد دیکھ کر حضور ﷺ کے مبارک الفاظ کا پورا مصداق سامنے آگیا) ان مسلمین کے علماء خدا کے آسمان کے نیچے سب سے بڑے شرارتی ہوں گے ان سے فتنوں کے سوا کچھ نہیں نکلے گا' ان کا اوڑھنا بچھونا وہ فتنے ہی ہوں گے۔ مسعود صاحب جس نے مسلمین کے مولوی دیکھے ہیں ان کو اس حدیث کے مضمون میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہو سکتا۔ ''ہر کہ شک آرد کافر گردد''۔ کیا آپ کے نزدیک وہ تمام فقہاء اور محدثین اور سلاطین اسلام جن کا ذکر طبقات حنفیہ' طبقات مالکیہ' طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے' وہ سب غیر مسلم ہیں؟ بخاری شریف میں بعض تابعین کے عثمانی اور علوی کہلانے کا ذکر ہے۔ وہ بھی سب غیر مسلم ہیں؟

وسوسہ نمبر ۶:۔

ایک نبی کی امت ہونے کی حیثیت سے کیا ساری امت کا نام اہل حدیث' حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' دیوبندی' بریلوی' سنی' شیعہ وغیرہ ہو سکتا ہے؟

الجواب:۔

ایک خدا کے ایک قرآن کی جس طرح سات قراءتیں ہیں' ان میں سے ہر قراءت مکمل قرآن ہے اسی طرح مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب پر عمل کرنا پوری سنت پر عمل

کرنا ہے۔ جس طرح ساتوں قراء تیں قرآن ہی کہلاتی ہیں اسی طرح سارے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی امت محمدیہ ﷺ ہی ہیں، البتہ ۱۳۹۵ھ کا مسعودی فرقہ رسول ﷺ کو چھوڑ کر مسعود احمد کو امام مفترض الطاعۃ مانتا ہے وہ یقیناً امت سے خارج ہے۔

وسوسہ نمبر۷:۔

کیا مذاہب خمسہ یعنی اہل حدیث، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، رسول اللہ ﷺ پر نازل کیے گئے تھے؟

الجواب:۔

جب آپ نے خود مانا کہ ائمہ اربعہ کے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں حل ہوئے اور وہ سنت اور حق ہیں تو یہ منزل من اللہ کی ہی تشریح ہوئی۔ اہل حدیث تو لا مذہب ہیں۔

وسوسہ نمبر۸:۔

کیا مذاہب خمسہ کا مجموعہ اسلام ہے، یا ہر مذہب علیٰحدہ علیٰحدہ مکمل دین اسلام ہے؟

الجواب:۔

مذاہب اربعہ کی مثال قرآن کی سات قراء توں کی ہے، ہر قراءت مکمل قرآن ہے، اسی طرح ہر مذہب مکمل سنت ہے، آپ کے یہ سارے وساوس قرآن، سنت پر مبنی نہیں بلکہ شیعہ سے چوری کیے ہوئے ہیں، اگر آپ چوری ثابت ہونے پر ہاتھ پاؤں کٹوانے کو تیار ہیں تو ہم پوری نشان دہی کر دیں گے۔

وسوسہ نمبر۹:۔

اگر مذاہب خمسہ کا مجموعہ اسلام ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم "ادخلوا فی السلم کافة" دین اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ (البقرہ ۲۰۸) کے تحت ان مذاہب کے پیروکار اپنے مذاہب کے علاوہ باقی مذاہب پر عمل کیوں نہیں کرتے صرف ایک حصہ پر عمل کیوں ہو رہا ہے؟

الجواب:۔

آپ کا یہ وسوسہ بھی کتاب وسنت پر مبنی اور منزل من اللہ نہیں۔ ہاں شیعوں سے چوری کیا ہوا ہے۔ جس طرح تمام سات قراء توں کا ہر شخص کو پڑھنا ضروری نہیں صرف ایک قراءت پر تلاوت کرنے سے پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے، آپ جیسا جاہل کہے گا کہ ساتواں حصہ قرآن پڑھا گیا اور چھ (۶) حصے ضائع ہو گئے۔ جاہل میاں صاحب! منزل محمدی میں داخلے کے چار راستے ہیں جب ایک راستے سے داخل ہونے سے مقصد پورا ہو گیا تو یہ کہنا کہ جو چاروں راستوں پر مکمل طور پر نہ چلے وہ پورا منزل میں داخل نہیں ہو گا۔ یہ کوئی عقل مند تو نہیں کہہ سکتا۔ جس فرقے کا امیر اتنا عقل مند ہو تو اس فرقہ کے غریبوں کا کیا حال ہو گا۔

وسوسہ نمبر۱۰:۔

اگر ان مذاہب خمسہ میں سے ہر ایک مکمل دین اسلام ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ پر پانچ اسلام نازل ہوئے تھے یا ایک؟

الجواب:۔

دیکھیے اس وسوسے کا بھی قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں شیعہ سے چوری کیا ہوا ہے۔ فرمایئے جب ہر قراءت مکمل قرآن ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ پر سات قرآن

نازل ہوئے تھے یا ایک؟ آپ نے خود چار مذاہب کو حق مانا ہے تو حق حضور ﷺ پر نازل ہوا تھا۔

وسوسہ نمبر۱۱:۔

آج ایک غیر مسلم دین اسلام قبول کرنے کے بعد مذاہب خمسہ میں سے کونسا مذہب قبول کرے گا؟ اور کس فرقے میں شامل ہو تاکہ "ادخلوا فی السلم کافۃ" کے تحت سچا مسلمان بن سکے؟

الجواب:۔

یہ وسوسہ بھی کتاب وسنت پر مبنی نہیں، پادری فانڈر اور سوامی دیانند سے چوری کیا ہوا ہے۔ آپ کو ایک شخص کی فکر ہے اس ملک میں لاکھوں کافر مسلم بنے انہوں نے سات قراءتوں میں سے صرف قاری عاصم کوفی کی قراءت کو قبول کیا کیونکہ اس ملک میں وہی تلاوۃ "متواتر تھی اور مذاہب اربعہ میں سے صرف مذہب حنفی کو قبول کیا کیونکہ صرف وہی عملاً متواتر تھا اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے ان کو پکا اور سچا مسلمان سمجھا آپ بھی پکا اور سچا مسلمان بننا چاہتے ہیں تو انہی کی طرح سنی حنفی بن جایئے۔

وسوسہ نمبر۱۲:۔

جو آدمی ان مذاہب خمسہ کو تسلیم نہیں کرتا یا ان میں سے کسی ایک کو تسلیم نہیں کرتا کیا وہ کافر ہے؟ یا اس کے دین اسلام میں کوئی نقص رہ جائے گا؟

الجواب:۔

یہ وسوسہ بھی کتاب وسنت پر مبنی نہیں، شیعہ سے چوری کیا ہوا ہے۔ امام طحطاوی فرماتے ہیں "جو مذاہب اربعہ سے خارج ہے وہ بدعتی اور دوزخی ہے"۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: "اس ملک میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید واجب ہے اور اس سے نکلنا حرام ہے۔ اس ملک میں جو امام صاحب کی تقلید سے نکلا اس نے گویا شریعت محمدی کی رسی اپنی گردن سے نکال پھینکی اور بے کار اور مہمل رہ گیا" (الانصاف) آپ بھی فرمایئے جو مسعود احمد پر ایمان نہ لائے وہ آپ کے نزدیک کافر ہے یا نہیں؟

وسوسہ نمبر۱۳:۔

سنن ابوداؤد کی ایک صحیح حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے تہتر (۷۳) حصوں میں بٹ جانے کی پیش گوئی فرمائی اور پھر فرمایا ان تہتر میں سے بہتر (۷۲) جہنم میں جائیں گے ایک جنت میں۔ مسعود صاحب فرماتے ہیں "ھی الجماعۃ" اس سے کون سا فرقہ مراد ہے؟

الجواب:۔

جناب نبی کریم ﷺ کی حدیث کو کبھی ابوداؤد کی حدیث، کبھی بخاری ومسلم کی حدیث، کبھی مستدرک حاکم کی حدیث لکھ رہے ہیں کیا رسول اللہ ﷺ اپنی احادیث کو عجمیوں کی طرف منسوب کرکے بخاری کی حدیث، ابوداؤد کی حدیث کہتے تھے؟ اگر کہتے تھے تو قرآن وحدیث کے ثبوت پیش کرو اور اگر نہیں کہتے تھے تو آپ نے یہ شریعت سازی کیوں شروع کردی؟ آپ ابوداؤد کے ساتھ اگر ترمذی بھی دیکھ لیتے تو نجات پانے والی جماعت میں آپ کو شبہ نہ رہتا، آپ ﷺ نے فرمایا "ما انا علیہ واصحابی" میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے طریقے پر چلنے والے، پھر آپ ﷺ نے اپنے

طریقے کو سنت فرمایا "علیکم بسنتی" (الحدیث) اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو جماعت فرمایا تو ناجی یہی اہل سنت والجماعت ہوئے۔ جس طرح نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم والے قرآن کو اہل سنت کے سات قاریوں نے مرتب کیا' ان میں سے جو قراءت آپ کے ملک میں تلاوۃ "متواتر ہو اس پر تلاوت کرنا ہی نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم والا طریقہ ہے اسی طرح آپ ﷺ کی سنت کی شکلوں کو اہل سنت والجماعت کے چار ائمہ نے مدون و مرتب فرمایا۔ ان چاروں میں سے جس کا مذہب جس ملک میں عملاً متواتر ہوگا اس پر عمل کرنا ہی نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنھم کے طریقہ پر عمل ہے۔ ۱۳۹۵ھ میں کراچی کا نومولود بدعتی فرقہ کسی طرح ناجی قرار نہیں پا سکتا۔

وسوسہ نمبر ۱۴:۔

کیا مندرجہ بالا فرقے رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھے؟

الجواب:۔

۱۳۹۵ھ میں فرقہ اہل حدیث کے بطن سے جنم لینے والی فرقی یقیناً "حضور ﷺ کے زمانہ میں موجود نہ تھی۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنھم اہل سنت تھے (ابن کثیر) اور ان کے مقابلہ میں کچھ منافق تھے۔ پھر تابعین رحمھم اللہ سے آج تک اہل سنت والجماعت کے مقابل اہل بدعت رہے ہیں جن میں سے ایک مسعودی فرقہ بھی ہے۔

وسوسہ نمبر ۱۵:۔

رسول اللہ ﷺ مندرجہ بالا فرقوں میں سے کس فرقے کے ساتھ تعلق رکھتے تھے؟ اگر کسی خاص فرقہ سے تعلق رکھتے تھے تو پھر اس آیت کا منشاء کیا ہے؟ "ان الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا" لست منهم فی شئی" (الانعام ر ۱۵۹) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے فرقے فرقے (اے رسول) آپ

ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

الجواب:۔

جناب کو چونکہ پوری حدیث معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرقوں والی حدیث میں اہل سنت والجماعت کو ناجی قرار دیا اور جو فرقے بعض عقائد میں ان سے کٹتے گئے ان کو فرقے قرار دیا اہل سنت والجماعت کے دین میں صحابہ رضی اللہ عنھم کی طرح کوئی تفریق نہیں ہے۔ ہاں اجتہادی اختلاف صحابہ رضی اللہ عنھم میں بھی تھا اور ائمہ مجتہدین رحمھم اللہ میں بھی' اس کا تعلق اس آیت سے ہرگز نہیں۔ بانی فرقہ چونکہ خود سراپا اختلاف ہے اس لئے اختلاف اختلاف کے نعرے لگاتا رہتا ہے آئے دن امت میں نئے نئے اختلاف پیدا کرتا رہتا ہے' اس کو خود اچھی طرح معلوم ہے کہ اختلاف قرآن کی قراءتوں میں بھی ہے۔ اختلاف احادیث میں بھی ہے۔ اجتہادی اختلاف صحابہ رضی اللہ عنھم میں بھی ہے۔ اصول حدیث میں محدثین کی اختلاف رائے' کسی حدیث کے صحیح' ضعیف ہونے میں محدثین کی اختلاف رائے' ان سب اختلافات کو بانی فرقہ برداشت کرتا ہے وہاں آیات تفرق نہیں پڑھتا۔ خود اس نے ۱۳۹۵ھ میں نیا فرقہ بنایا اس وقت اسے آیات تفریق یاد نہیں رہی جس طرح منکرین قرآن کو اختلاف کی کوئی آیت یا حدیث مل جائے تو وہ ان کو اختلاف قراءت پر چسپاں کرتے ہیں' منکرین حدیث ان کو اختلاف احادیث پر' منکرین صحابہ رضی اللہ عنھم اختلاف صحابہ رضی اللہ عنھم پر' منکرین اہل بیت رضی اللہ عنھم ان کو اہل بیت رضی اللہ عنھم پر چسپاں کرتے ہیں یہ سب "یحرفون الکلم عن مواضعه" پر عمل کرتے ہوئے ان آیات واحادیث کا بے موقع استعمال کرتے ہیں۔ بانی فرقہ خود مانتا ہے اختلاف دو قسم کا ہے۔ عنادی جو لعنت ہے اور دوسرا اجتہادی۔ چنانچہ اپنی تفسیر قرآن عزیز ص ۱۵۷ ج ۱ پر لکھتا ہے "اختلاف ایک فطری امر ہے ہو جایا کرتا ہے۔" پھر لکھتا ہے:

"اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو گوارا کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ ائمہ کا اختلاف اجتہادی تھا اور صرف اعمال میں تھا۔" (خلاصہ تلاش حق ص ۲۶) پھر جیسا کہ گزرا کہ چاروں ائمہ کو برحق بھی مانتا ہے اور پھر شور بھی مچاتا ہے۔

اختلاف کی مثال:۔

نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا شرائط نماز میں سے ہے۔ ایک شخص شہر میں ہے جہاں سینکڑوں مساجد کے محراب نظر آرہے ہیں جن سے قبلہ کا رخ معلوم ہو رہا ہے ہزاروں نمازی قبلہ رو نماز پڑھتے نظر آرہے ہیں لاکھوں آدمی قبلہ کا رخ بتانے والے موجود ہیں کہ قبلہ یہاں سے مغرب کی طرف ہے اتنی وضاحت کے بعد کوئی اس شہر میں مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو یہ اختلاف محض ضد اور عناد پر مبنی ہے۔ ایسے ہی اختلاف کی کتاب و سنت میں مذمت ہے لیکن چار آدمی کسی ایسے جنگل میں ہیں جہاں نہ مسجد کا محراب نہ نمازی نہ کوئی قبلہ کا رخ بتانے والا، آسمان پر بادل، نہ کوئی ستارہ نظر آئے، نہ کچھ ان کو شرعی حکم، اب یہی ہے کہ تحری کریں سوچ بچار کر کے نماز پڑھ لیں۔

اس سوچ بچار میں ان کا اختلاف ہو گیا، چاروں نے الگ الگ سمتوں کی طرف نماز پڑھ لی بعد میں پتہ چلا کہ ایک نے مشرق کی طرف پڑھی، دوسرے نے مغرب کی طرف، تیسرے نے شمال کی طرف، چوتھے نے جنوب کی طرف، الغرض ان چار میں سے صرف ایک نے حقیقتاً قبلہ کی طرف نماز پڑھی باقی تین نے یقیناً قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی لیکن اللہ تعالیٰ نے چاروں کی نماز کو قبول فرمالیا، چاروں کی نماز صحیح قرار دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کی نماز قبول فرمائی مگر مسعود صاحب ان پر تفرق والی آیتیں فٹ کر کے ان پر شرک کے فتوے لگائیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ کو یوں سمجھانے لگیں کہ تیری ہی شریعت کے مطابق قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حلال ہے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔ ان نمازیوں

میں حرام، حلال کا اختلاف ہے تو نے کیسے دونوں کی نماز قبول کرلی اللہ تعالیٰ یہی فرمائیں گے کہ ان کے بس میں اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا میں نے اپنی رحمت سے چاروں کی نماز قبول کرلی تو کون احمق ہے جو میرے اور میرے بندوں کے معاملہ میں دخل دے رہا ہے "فاخرج فانک رجیم"۔

وسوسہ نمبر۱۶:۔

رسول اللہ ﷺ نے جماعت المسلمین سے چمٹنے کی تاکید فرمائی (حاکم، بخاری) اور فرقوں سے الگ رہنے کا حکم دیا

الجواب:۔

جماعت المسلمین کے دو ہی مطلب آج تک اہل اسلام نے بیان کئے ہیں۔

۱۔۔۔۔۔ دینی مسائل میں اجماع۔

۲۔۔۔۔۔ سیاسی مسائل میں خلیفۃ المسلمین کی فرماں برداری۔

الحمد للہ اہل سنت والجماعت نے ہمیشہ اجماع کو بھی مانا اور خلفائے اسلام اکثر سنی، حنفی ہی رہے دولت عباسیہ تقریباً" پانچ سو سال تک رہی اس وقت اکثر قاضی اور مفتی حنفی تھے، سلجوقی اور خوارزمی تقریباً" چار سو سال خلیفہ رہے یہ سب سنی حنفی تھے اس دور میں حرم کعبہ میں چار مصلے قائم ہوئے۔ دولت عثمانیہ تقریباً" ساڑھے چار سو سال تک رہی۔ یہ سب سنی حنفی تھے ان کے زمانہ میں چار مصلوں کے ساتھ چار قاضی بھی مقرر رہے۔۔۔۔۔۔

حدیث "تلزم جماعۃ المسلمین وامامهم" جس سے بانی فرقہ لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد تینوں کتاب الفتن میں لائے ہیں اور ابوداؤد میں اس کے بعد حدیث ہے: "لو ان رجلا" "نتج فرسا" لم تنتج حتی تقوم الساعة" (ج ۲ ص ۵۸۳) یعنی حاملہ گھوڑی بچہ بھی نہیں

جنے گی کہ قیامت آجائے گی۔ کیا مسعود کے زمانہ میں گھوڑیوں نے بچے نہیں جنے؟ افسوس
ہے کہ حدیث کے بے موقع محل میں مسعود نے یہود کو بھی مات کر دیا۔ امام مسلم رحمہ اللہ
نے حدیث میں یہ تفصیل بتائی ہے کہ "تکون بعدی ائمة لا یهتدون بهدٰی
ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیهم رجال قلوبهم قلوب
الشیاطین فی جثمان انس" (ص ۱۲۷ ج ۲) یعنی ایسے امام اور امیر ہوں گے
جو اہل سنت نہیں ہوں گے ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے جسم انسانوں جیسے اور دل
شیطانوں جیسے ہوں گے۔ مسعود صاحب سمجھے کہ جماعت المسلمین اہل سنت والجماعت ہیں
اور اہل سنت کی مخالفت میں جماعت الشیاطین وجود میں آئے گی۔ آپ نے بھی دیکھنی ہو تو
کوثر نیازی کالونی نارتھ ناظم آباد کراچی میں دیکھ سکتے ہیں۔

وسوسہ نمبر ۱۷:۔

کونسا فرقہ جماعت المسلمین ہے جس سے چمٹا جائے؟

الجواب:۔

وہ جماعت اہل سنت والجماعت ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے پہلے دن سے
ناجی قرار دیا۔ ۱۳۹۵ھ کا بدعتی فرقہ ہرگز ہرگز مراد نہیں بلکہ اس فرقہ کا امیر اس حدیث رسول
کا سب سے بڑا منکر ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ان کا امام نہ ہو تو سب
فرقوں سے الگ ہو جا اور درخت کی جڑیں چباتے چباتے مر جا۔ ۱۳۹۵ھ سے پہلے مسعود
صاحب کے خیال میں نہ جماعت المسلمین تھی، نہ ان کا کہیں دفتر، نہ لٹریچر اور نہ امیر۔ اب
حدیث رسول اللہ ﷺ کے موافق اس کا فرض تھا کہ وہ کہیں درختوں کی جڑیں چباتے
چباتے مر جاتا۔ حضور ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا تھا کہ ایک جعلی جماعت المسلمین بنا
لینا اس لئے یہ منکر رسول ہے نہ کہ امیر المسلمین بلکہ مسلم شریف کی بعد والی حدیث تو یہ

ہے کہ "من اتاکم وامرکم جمیع علٰی رجل واحد یرید ان یشق
عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوه" (ص ۱۲۸ ج ۲) اگر کوئی شخص آئے
اور تم سب ایک آدمی پر جمع ہو (جیسے یہاں سب امام اعظم رحمہ اللہ کی تقلید پر جمع ہیں) اور وہ
تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈالنے کا ارادہ کرے تو اس کو قتل کر دو۔ حضور ﷺ کا حکم تو
یہ ہے اور یہ مسعود کہتا ہے کہ میری اطاعت کو فرض جانو ---------

وسوسہ نمبر ۱۸:۔

جو لوگ جماعت المسلمین کے ساتھ وابستہ نہیں ہوں گے کیا وہ مستدرک حاکم کی
مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں مؤمن ہونگے؟

الجواب:۔

جماعت المسلمین تو اہل سنت والجماعت ہیں جو ان کے ساتھ وابستہ نہیں ہو گا وہ واقعی
بدعتی اور دوزخی ہے۔ جماعت المسلمین سے مراد یہ بدعتی فرقہ نہیں جس کا امیر ۱۳۹۵ھ تک
خود فرقہ پرست مشرک رہا۔ پھر ۱۳۹۵ھ میں سب فرقوں سے الگ ہو کر درختوں کی جڑیں
چبانے کی بجائے ایک جعلی جماعت المسلمین بنائی اور اہل اسلام میں ایک نئے فتنے کی بنیاد رکھ
دی اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جسم انسان کا اور دل شیطان کا ہو گا۔

وسوسہ نمبر ۱۹:۔

جو لوگ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث کے موافق تمام فرقوں سے علیحدہ نہیں
ہوئے کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے نافرمان نہیں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا ---------

الجواب:۔

اہل سنت والجماعت پہلے دن سے ہی سب فرقوں سے الگ اور نبی ﷺ کی سنت

اور صحابہ رضی اللہ عنھم کی جماعت سے وابستہ ہیں۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد کی حدیث اہل سنت کے نزدیک موجودہ زمانہ سے متعلق ہی نہیں بالکل قرب قیامت سے متعلق ہے البتہ مسعود احمد کے نزدیک یہ حدیث اس زمانہ سے متعلق ہے، لیکن اس نے اس حدیث کی نافرمانی کرکے اپنے اور اپنے فرقہ پر جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کرلی کیونکہ اسے فرقوں سے الگ ہو کر درختوں کی جڑیں چبانے کا حکم تھا نہ کہ از خود نئی جعلی جماعۃ المسلمین بنانے کا۔ ہاں توبہ کا دروازہ اب بھی کھلا ہے اگر وہ اپنے بدعتی فرقے کو توڑ کر اور سب بدعتی فرقوں سے الگ ہو کر ناجی جماعت المسلمین اہل سنت والجماعت میں شامل ہو جائے تو ممکن ہے کہ اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔

صلوٰۃ المسلمین پر مختصر تبصرہ

مسعودی فرقہ کی کتاب صلوٰۃ المسلمین پر مختصر تبصرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد:

تعارف:۔

حضرات گرامی! آپ مسعودی فرقہ کو پہچان چکے ہیں۔ ہمارا نام اللہ تعالیٰ نے کافروں کے مقابلہ میں مسلمین رکھا چنانچہ آج تک کفار کے مقابلہ میں ہم اسی نام سے متعارف ہیں اور ہمارے مقدس پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بدعتی فرقوں کے مقابلہ میں ہمارا نام اہل سنت والجماعت رکھا زمانہ رسالت سے لے کر آج تک اہل بدعت کے مقابلہ میں ہم اسی نام سے متعارف ہیں۔ بعض فروعی مسائل میں احادیث مبارکہ کے اختلاف کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں اختلاف ہوا جو سینکڑوں مجتہدین صحابہ کے ان اقوال میں موجود ہے جو کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ کتاب الآثار امام محمدؒ، امام مالک رحمہ اللہ مصنف عبدالرزاقؒ، مصنف ابن ابی شیبہؒ وغیرہ کتب احادیث میں پھیلا ہوا ہے۔ ائمہ اربعہ رحمھم اللہ نے جب سنت نبوی کو مدون کروالیا تو یہ سینکڑوں مجتہدین کا اختلاف سمٹ کر چار ائمہ میں رہ گیا ایسے فروعی مسائل میں مالکی، شافعی، حنبلی کے مقابل ہم ان اجتہادی مسائل میں حنفی نام سے متعارف ہیں۔ جیسے بھارتی کے مقابلہ میں ہم پاکستانی ہیں، سرحدی کے مقابلہ میں ہمارا تعارفی نام پنجابی ہے اور ملتانی کے مقابلہ میں تعارف اور پہچان اوکاڑوی سے ہے اسی طریقہ سے یہود کے مقابلہ میں ہم مسلم، خوارج ونواصب کے مقابلہ میں ہم اہل سنت والجماعت اور شوافع کے مقابلہ میں ہم حنفی ہیں۔ آج تک ہمارا واسطہ کسی ایسے جاہل سے نہیں پڑا جس نے ہم سے پوچھا ہو کہ تم اوکاڑوی ہو یا پنجابی یا یہ پوچھا ہو کہ تم اوکاڑوی ہو یا پاکستانی البتہ ایسے

---------- سے واسطہ ضرور پڑا ہے جو کبھی پوچھتا ہے کہ تم حنفی ہو یا مسلم اور کبھی پوچھتا ہے کہ تم سنی ہو یا مسلم، اسے بارہا سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ مسلم قرآن پاک میں کافروں کے مقابلہ میں ذکر فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف اس لفظ کو حنابلہ وغیرہ کے خلاف استعمال کرکے یہودیانہ تحریف کا ارتکاب کر رہا ہے، مگر اس کا مشن ہی یہ ہے کہ جس طرح ساری امت نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے ---------- میں قادیانیوں سے مفادات جب ہی حاصل کر سکتا ہوں کہ پوری امت کو غیر مسلم قرار دوں۔ یہ لوگ اپنے فرقہ کے سوا نہ کسی کو سلام کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ مسعود صاحب حج کو گئے تو امام کعبہ کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں کہ امام کعبہ حنبلی ہے اور فرقہ پرست اور غیر مسلم ہے مگر یہ عجیب بات ہے کہ فرقہ پرست غیر مسلم کی زیر امارت حج ادا کر لیا، نماز اور حج میں یہ فرق کرنا بانی فرقہ کو شاید بذریعہ وحی شیطانی معلوم ہوا ہو ورنہ وحی رحمانی میں تو یہ فرق ہمیں نہیں ملا، امید ہے کہ فرقہ پرست مسعود ضرور وضاحت کرے گا۔

صلوٰۃ المسلمین:۔

بانی فرقہ نے ۱۳۹۵ھ میں اپنا فرقہ بنایا۔ اب ضرورت تھی کہ اپنے فرقہ پرستوں کو کوئی الگ نماز بھی دیتا۔ چنانچہ ۱۳۹۸ھ میں اس نے ایک کتاب صلوٰۃ المسلمین نامی شائع فرمائی۔ اس کتاب میں سو فیصد مسائل غیر مسلموں سے لئے گئے۔ اس کتاب کا تانا تو ناصر الدین البانی کی کتاب "صفۃ صلاۃ النبی" ہے اور بانا شوکانی زیدی اور ابن حجر شافعی مقلد کی کتابوں سے لیا گیا ہے۔ یہ تینوں بزرگ بانی فرقہ کے عقیدہ کے مطابق فرقہ پرست اور غیر مسلم ہیں۔ کسی یہودی نے بھی آج تک اپنی عبادت کی کتاب غیر یہودیوں کی کتابوں سے مرتب نہیں کی، کوئی سکھ ایسا نہیں ملتا جو اپنی عبادات کے طریقے ہنود کی کتابوں سے لیتا ہو لیکن بانی فرقہ کی غیرت واقعتا بے مثال ہے کہ جب وہ خدا کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو سر سے

پاؤں تک مکمل غیر مسلم ہوتا ہے اور اس کے فرقہ پرست پجاری بھی غیر مسلم طریقہ سے نماز پڑھتے ہیں۔ کیونکہ اس کتاب کا ایک ایک مسئلہ ان لوگوں کی کتابوں سے چوری کیا ہوا ہے جن کو بانی فرقہ 'فرقہ پرست اور غیر مسلم کہتے ہیں۔ خصوصاً "البانی صاحب سے تو اپنے رسالہ "الجماعۃ القدیمہ" میں بالکل منحرف ہو گئے ہیں۔

متواتر نماز:۔

رسول اقدس ﷺ سے لے کر آج تک امت نماز پڑھتی چلی آرہی ہے۔ ایک دن بھی اسلام میں ایسا نہیں گزرا جس دن نماز دنیا میں کسی جگہ ادا نہ کی گئی ہو بانی فرقہ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ بانی فرقہ کے روحانی آباء میں بعض غیر مقلدین رکوع کے بعد بھی سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں۔ ہاتھوں کو لٹکاتے نہیں۔ بانی فرقہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والوں سے ایک فیصلہ کن سوال کرتے ہیں "ہاتھ باندھنے والوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع کے بعد ہاتھ باندھتے تھے ہم اسے تسلیم کئے لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہاتھ باندھتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے' پھر تابعین رحمہ اللہ بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے چلتا رہا ہو گا۔۔۔۔۔۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ ہمیں وہ موڑ بتایا جائے جس موڑ پر پہنچ کر لوگوں نے ہاتھ باندھنے کے فعل کو یک لخت چھوڑ دیا' کسی نے بھی اس کی مخالفت نہ کی۔۔۔۔۔۔ ہم نے جس موڑ کے متعلق سوال کیا ہے ظاہر ہے کہ ہاتھ باندھنے والوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ باہمی مذاکرہ میں وہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ رکوع کے بعد کبھی ہاتھ باندھے ہی نہیں گئے' ہمیشہ ہاتھ چھوڑے گئے اور یہی عمل رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے قرناً "بعد قرن اور نسلاً" بعد نسل اور تواتر

کے ساتھ منتقل ہوتا رہا اور آج اسی تواتر عملی پر ہمارا عمل ہے جو کام رسول اللہ ﷺ سے عملاً متواتر چلا آرہا ہو اس پر آبائی تقلید کا طعن اہل علم کے شایان شان نہیں۔۔۔۔۔۔ اگر کوئی عمل متواتر چلا آرہا ہو اور عہد رسالت ﷺ یا عہد صحابہ رضی اللہ عنھم میں اس کے ٹوٹنے کا مطلقاً ثبوت نہ ہو تو وہ عمل حجت ہو گا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(صلوٰۃ المسلمین ص ۵۰۹ تا ۵۱۲ ملخصاً)

برادران اہل سنت والجماعت! جس قرآن پاک کی مسلمان روزانہ تلاوت کرتے ہیں جس طرح وہ قرآن تلاوۃ "متواتر ہے اسی طرح جو نماز روز مرہ مسلمان پڑھتے ہیں یہ عملاً متواتر ہے۔ بانی فرقہ نے اس عملاً متواتر نماز کے خلاف محاذ بنا لیا حالانکہ وہ خود بوقت ضرورت عملی تواتر کا قائل بن جاتا ہے جیسا کہ اوپر کے حوالہ میں گزرا۔

حکایت:۔

ایک دن پانچ فرقہ پرست مسعودی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم لوگ دین ساز ہو ہم صرف قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ اس پر پکے رہو گے کہ اپنی ہر بات کو قرآن وحدیث سے ثابت کر سکو۔ انہوں نے کہا بالکل' اگر ایک بات بھی ایسی نکل آئی جس کا ثبوت ہم آیت یا حدیث سے نہ دے سکے تو ہم اپنے دعوے میں بالکل جھوٹے ہوں گے۔ میں نے کہا آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں تو دونوں کے ماننے کا طریقہ ایک ہی ہے یا الگ الگ؟ کہنے لگے کہ ایک ہی طریقہ ہے۔ میں نے کہا جس طرح ہر حدیث کی سند تلاش کرتے ہو پھر ہر راوی کے حالات تلاش کرتے ہو پھر کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف کہتے ہو' کیا قرآن پاک کی بھی ہر ہر آیت کی سند تلاش کرتے ہو' ہر ہر راوی کے حالات دیکھتے ہو' پھر بہت سی آیات کو بے سند اور بے ثبوت کہہ کر چھوڑ دیتے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ اگر قرآن پاک کے ساتھ ایسا سلوک کریں تو سارا قرآن ہی ہاتھ سے

جاتا ہے۔ ہم قرآن پاک پر ایسا ظلم کیسے کرسکتے ہیں کہ اس کی تمام آیات اور ان کی ترتیب کا ثبوت ہی نہ دے سکیں۔ اس لئے ہم قرآن پاک کی ہر آیت کی سند تلاش نہیں کرتے' ہر حدیث کی سند تلاش کرتے ہیں اور واقعتاً فرق کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس فرق پر کوئی آیت یا حدیث پیش کرو۔ کہنے لگے اس فرق پر تو کوئی آیت یا حدیث نہیں ہاں یہ فرق اس لئے کرتے ہیں کہ قرآن پاک تلاوۃ "متواتر ہے اور احادیث متواتر نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ تو پہلے سوال کے جواب میں ہی جھوٹے ثابت ہوگئے کہ نہ آیت پیش کرسکے نہ حدیث اور عجب تو یہ ہے کہ اپنے مصنوعی امام کو بھی چھوڑ گئے' آپ نے فرق یہ بیان کیا کہ قرآن متواتر ہے اور حدیث متواتر نہیں۔ آپ کے فرقہ کا بانی لکھتا ہے:

" حدیث کی حفاظت دو طرح سے ہوئی (۱) عملاً (۲) نقلاً" ۔ جو بات رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھے اس پر ہر زمانے میں عمل ہوتا رہا۔ ہر زمانے میں وہ پڑھی جاتی رہی اور پڑھائی جاتی رہی' مثلاً" حدیث میں ہے کہ نماز پانچ وقت کی فرض ہے۔ ظہر کی چار رکعت ہیں' مغرب کی تین رکعت ہیں' ہر رکعت میں ایک رکوع' اس کے بعد دو سجدے ہیں' سال میں دو عیدیں ہیں وغیرہ اس قسم کی بے شمار حدیثیں ہیں جو ہر زمانہ میں بچہ بچہ کی زبان پر تھیں اگر زبان سے بیان نہ بھی ہوئیں تو کم از کم ذہن میں اور عمل میں ہر ایک کے موجود تھیں تواتر کے ساتھ ان پر عمل ہو رہا تھا اور تواتر کے ساتھ نقل کی جارہی تھیں۔ ان احادیث کی صحت قطعی اور ان کا تواتر قرآن مجید کے تواتر سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ قرآن مجید کی آیات چند علماء اور حفاظ کی حفاظت میں تھیں لیکن یہ احادیث ہر عالم و جاہل اور مرد عورت چھوٹے اور بڑے کے عمل میں آرہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

(تفہیم الاسلام ص ۵۷)

بانی فرقہ نے اس عبارت میں عملی تواتر کو اسنادی تواتر بلکہ قرآنی تواتر سے بھی برتر قرار

دیا ہے۔ الحمدللہ اہل سنت والجماعت کی نماز اسی تواتر سے ثابت ہے اور اسی متواتر نماز کے خلاف پہلا موڑ بانی فرقہ کی صلوٰۃ المسلمین ہے۔ جس میں ساری امت کی متواتر نماز کو غلط قرار دیا ہے' اس کتاب کی حیثیت ایسی ہے جیسے کوئی اَن پڑھ متواتر قرآن مجید کے خلاف شاذ اور متروک قراء تیں کتابوں سے جمع کرکے اس کا نام قرآن المسلمین رکھ دے جو یقیناً ناقص بھی ہوگا اور شاذ و مردود بھی۔ بالکل اسی طرح یہ کتاب صلوٰۃ المسلمین مسائل میں نہایت ناقص ہے' نہ روز مرہ نماز کے مکمل مسائل ہیں' نہ مکمل ترتیب اور متواترات کے خلاف شاذ روایات پر مبنی ہے۔ کوئی مسلمان جیسے متواتر قرآن کے خلاف کسی شاذ اور ناقص قرآن المسلمین کو قبول نہیں کرسکتا۔ اسی طرح کوئی مسلمان اس شاذ اور ناقص صلوٰۃ المسلمین کو ہر گز قبول نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔

دوسرا سوال:۔

پھر ان فرقہ پرستوں سے میں نے پوچھا کہ قرآن و حدیث کی تعریف کیا ہے؟ وہ پہلے تو شور مچانے لگے کہ سب جانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ بتانے میں کیا گناہ ہے۔ جب بتانے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ بتانے میں لوگ کہیں گے کہ آپ کو آتی نہیں تو آپ بتا ہی دیں تاکہ آپ پر جہالت کا الزام نہ رہے۔ تو ایک صاحب نے کہا" قرآن وہ کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی' مصاحف میں لکھی ہوئی ہے اور بغیر کسی شبہ کے متواتر منقول ہے اور حدیث' رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کو کہتے ہیں"۔ میں نے پوچھا کہ یہ دونوں تعریفیں کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہیں' ذرا حوالہ پیش فرمائیں۔ کہنے لگے یہ تعریفیں خدا اور رسول سے منقول نہیں' علمائے اصول سے منقول ہیں۔ میں نے کہا آپ تو پھر اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوگئے کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ اور ذرا اصول کی کتاب کا حوالہ دیں کہ کس نے لکھی' کس زمانہ میں لکھی' وہ کس فرقہ کا آدمی تھا اس کی

رائے کو آپ شریعت سازی قرار دیں گے یا نہیں؟ اس کے جواب میں وہ کوئی حوالہ پیش نہ کر سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تیسرا سوال:۔

آپ کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف کہتے ہیں تو ہر ہر حدیث کے بارے میں یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں یا امتیوں سے کیونکہ خدا اور رسول ﷺ کے علاوہ کسی کی بات دلیل شرعی نہیں۔ وہ کہنے لگے کہ دنیا بھر میں کسی ایک حدیث کا بھی صحیح یا ضعیف ہونا خدا یا رسول ﷺ سے منقول نہیں اس بات میں ہم صرف اپنے بانی فرقہ پر اعتماد کرتے ہیں اور بانی فرقہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مقلد امام شافعی رحمہ اللہ، شوکانی زیدی اور البانی غیر مقلد جیسے فرقہ پرست غیر مسلموں پر اعتماد کرتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنی رائے سے صحیح یا ضعیف احادیث کی تعریفیں بنائی ہیں جو قرآن و حدیث میں ہر گز موجود نہیں۔ ہمارے امام مفترض الطاعۃ جناب مسعود صاحب لکھتے ہیں "اس کتاب میں ضعیف حدیث نہیں لی گئی اگر کوئی صاحب اس کتاب کی کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی نشاندہی فرمائیں گے تو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اسے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا

۔۔۔۔۔۔۔ (صلوٰۃ المسلمین ص ۲۴)

میں نے کہا اس سے ایک تو یہ پتہ چلتا ہے کہ احادیث کے رد و قبول کا معیار امتیوں کی رائے پر ہے، دوسرے یہ کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ میں نے ۲۳ محرم ۱۴۱۱ھ کو سات صفحات کا مضمون بانی فرقہ کو بھیجا جس میں ضعیف احادیث اور خیانتوں کی نشاندہی کی مگر آج تک اصلاح نہیں کی گئی۔

چوتھا سوال:۔

ائمہ اربعہ، محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ نے احکام شرعیہ کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں کہ

وضو، نماز وغیرہ میں کتنے فرائض ہیں جن میں سے کسی ایک کے رہ جانے سے وضو، نماز باطل ہو جاتے ہیں اور بعض افعال یا اذکار کے ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے، بعض افعال پر آنحضرت ﷺ نے بغیر فرضیت و وجوب کے مواظبت فرمائی ان کو سنت کہا جاتا ہے اور جن کو پسند فرمایا مگر مواظبت نہ فرمائی ان کو مستحب کہا جاتا ہے۔ بانی فرقہ نے پوری امت کے خلاف یہ لکھ دیا ہے "جس طریقہ سے رسول اللہ نے صلوٰۃ ادا کی وہ طریقہ فرض ہے اس طریقہ میں فرض، واجب، سنت اور مستحب کی تقسیم فرضی ہے"۔۔۔۔۔۔۔

(صلوٰۃ المسلمین ۴۷)

سوال یہ ہے کہ بانی فرقہ نے یہاں تو یہ فرضی بات لکھ دی مگر صفحہ ۱۵۷ پر تعداد رکعات کی سرخی دے کر فرض، سنت، مستحب کی اس فرضی تقسیم کو تسلیم کر لیا۔ یہ بھی بتایا جائے کہ محدثین کی تقسیم حدیث صحیح، ضعیف، موضوع، مرسل، مدلس، مضطرب، معروف، منکر وغیرہ جس کو بانی فرقہ تسلیم کرتا ہے، قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا محض فرضی اس کے جواب میں ان پانچوں نے تسلیم کیا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے دعویٰ پر کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں کبھی پورے نہیں اتر سکتے۔

رسول پاک ﷺ سے بغاوت:۔

بانی فرقہ اس کتاب میں اکثر ان مسائل پر بھی احادیث پیش نہیں کر سکا جن پر امت کا اتفاق عمل ہے، صرف اختلافی مسائل پر زور مارا ہے مگر اختلافی احادیث میں سے بعض کے قبول اور بعض کے ترک کرنے میں کسی دلیل شرعی پر مدار نہیں رکھتا۔ یہ ہرگز نہیں ہوا کہ جن احادیث کو لکھتا وہ اللہ یا رسول ﷺ نے فرمایا کہ ان کو لکھ لو اور جن کو چھوڑا وہ اللہ اور رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کو چھوڑ دو' ایسی بظاہر اختلافی احادیث کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے جو پیمانے دیئے تھے ان کو توڑ ڈالا ______

معیار اول:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگ میری طرف سے اختلافی احادیث بیان کریں گے' ان میں سے جو احادیث کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہوں گی وہ میری طرف سے ہونگی اور جو حدیثیں کتاب اللہ اور میری سنت کے خلاف ہوں گی وہ میری طرف سے نہیں۔ (الکفایہ خطیب بغدادی ۴۳۰)

مگر بانی فرقہ نے تلاش کر کے وہ احادیث کتاب میں جمع کی ہیں جو متواتر قرآن اور سنت یعنی عملی تواتر کے خلاف تھیں' حالانکہ آنحضرت ﷺ نے ان سے منع فرمایا تھا۔

معیار دوم:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
میری امت کے آخری زمانہ میں ایسے جھوٹے اور دجال قسم کے لوگ ہوں گے جو تمہارے پاس کچھ احادیث لایا کریں گے وہ احادیث ایسی ہوں گی جو تمہارے باپ دادا نے نہیں سنی ہوں گی (یعنی باپ کے عملی تواتر کے خلاف ہوں گی) ان دجالوں اور کذابوں سے بچ کے رہنا' انہیں اپنے قریب نہ پھٹکنے دینا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم میں گمراہی اور فتنے پھیلا دیں۔ (صحیح مسلم

ص ۱۰) بانی فرقہ نے یہی کیا' ایسی احادیث تلاش کر کر کے لکھیں جو جمہور امت کے عملی تواتر کے خلاف تھیں اور اس طرح امت مسلمہ کو متواتر سنتوں سے ہٹا کر گمراہی میں ڈال دیا' اور گھر گھر میں فتنہ ڈال کر کفار تک کو جگ ہنسائی کا موقعہ دیا۔

معیار سوم:۔

اختلافات کے ذکر کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔ (ترمذی)

بانی فرقہ نے پوری کوشش اور محنت سے ایسی احادیث کو تلاش کیا جن پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کی مواظبت وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا' الغرض اہل سنت والجماعت کو غلط قرار دینے کے لئے عملی تواتر کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں تک سے روگردانی کی اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس پر دعویٰ یہ کہ:

"اصلاح دو عالم ہم سے ہے"

زور علم:۔

عملاً متواتر نماز کے خلاف اس کتاب میں سب سے زیادہ جولانی بانی فرقہ نے رفع یدین کے مسئلہ میں دکھائی ہے مگر اس کا صحیح حکم بھی بیان نہیں کر سکا۔ اپنی کتاب خلاصہ تلاش حق میں ۱۹۶۳ میں رفع یدین کو فرض لکھا تھا (ص ۷۹) اس کتاب میں سارا زور اس کے سنت ہونے پر لگایا ہے لیکن کسی ایک حدیث میں نہ فرض کا لکھا دکھا سکا نہ سنت' اگر یہ الفاظ حدیث میں دکھا دے تو ہم اس لفظ کے ہر ہر حرف پر ایک ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے دیدہ باید۔

جھوٹ ہی جھوٹ:۔

بانی فرقہ صفحہ ۴۵۳ پر لکھتا ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متنازعہ رفع یدین کی احادیث مروی ہیں ان میں ۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ۳۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ۵ ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ۶۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ۷۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ۸۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ۱۰۔ حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ بھی ہیں ۔ مگر بانی فرقہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ ان گیارہ صحابہ رضی اللہ عنھم نے کسی صحیح سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنازعہ رفع یدین کی روایت کی ہو بلکہ یہ بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ رضی اللہ عنھم خود متنازعہ رفع یدین کرتے تھے ایک ہی سانس میں گیارہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر جھوٹ بول دینا تو پنڈت شردھانند سے بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا بانی فرقہ خود ایسی بے سند باتوں کو موضوع اور جھوٹی کہتا ہے۔ (دیکھو ص ۴۸۶، ۴۸۷) اگر بانی فرقہ یا کوئی فرقہ پرست مسعودی ان گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے متنازعہ رفع یدین کی احادیث اور ان پر عمل صحیح سند سے ثابت کر دے تو ہر حدیث کے حساب سے مبلغ گیارہ ہزار روپیہ انعام حق محنت کے طور پر دیا جائے گا۔ مرداں بکوشید

دس یا سترہ:۔

بانی فرقہ صفحہ ۳۹۳ پر ابو حمید ساعدی کی حدیث میں ایک مجلس کا ذکر آتا ہے لکھتا ہے اس مجلس میں دس صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، بحوالہ ابوداؤد، ترمذی مگر صفحہ ۴۵۳ پر اسی مجلس کے ذکر میں ابو حمید رضی اللہ عنہ کے علاوہ ۱۷ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام تحریر کیا ہے اور حوالہ غیر مقلد وحید الزماں کی کتاب تسہیل القاری کا دیا ہے۔ کیا بانی فرقہ یا کوئی بھی فرقہ پرست مسعودی کسی صحیح سند سے یہ۔ سترہ نام اس مجلس میں ثابت کر سکتا ہے؟

فرضی کانفرنس:۔

بانی فرقہ نے حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے جس مجلس کا ذکر کیا ہے اس کے راوی محمد بن عمرو بن عطاء ہیں جن کی پیدائش ۴۰ھ میں ہوئی (تہذیب) اگر یہ دس سال کی عمر میں اس مجلس کی کارروائی دیکھ رہے ہوں تو یہ مجلس ۵۰ھ میں ہوئی ہوگی مگر شرکاء مجلس میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام بھی لیا گیا ہے جو ۴۸ھ میں وصال فرما چکے ہیں حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ ۳۸ھ میں، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۳۴ھ میں، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ۳۸ھ، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ۳۸ یا ۵۴ھ، حضرت محمد بن مسلمہ ۴۱ھ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ ۳۰ھ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ۴۹ھ میں وصال فرما چکے تھے۔ یہ بانی فرقہ کی ہی ہمت ہے تقریباً" دس دس سال پرانی قبریں اکھاڑ رہا ہے کہ کسی طرح ۵۰ھ میں متنازعہ رفع یدین کا ثبوت مل جائے حالانکہ دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۱۰۰ھ یا ۱۲۰ھ تک رہا ہے مگر بانی فرقہ کی تحقیق انیق کے موافق رفع یدین کے اکثر راوی ۵۰ھ سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ بانی فرقہ کو بڑی محنت سے ان کی دوبارہ حاضری کرانی پڑی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بانی فرقہ (قرآن و حدیث تو کجا) تاریخ سے بھی نابلد ہے (ص ۴۸۸)

متفرقات:۔

صفحہ ۳۱۰ پر جو حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیش کی ہے اس کی سند کا پہلا راوی امام بیہقی ہے جو امام شافعی رحمہ اللہ کا مقلد اور حیات انبیاء علیہم السلام کا قائل ہے، دوسرا راوی حاکم غالی شیعہ ہے، تیسرا راوی عارم ہے جس کا حافظہ بہت بگڑ گیا تھا۔ صفحہ ۳۱۱ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول پیش کیا ہے اس سند میں بیہقی مقلد کے علاوہ سلیمان بن کیسان، عبد اللہ بن القاسم اور حسین بن علی تین راوی غیر معروف ہیں۔ صفحہ ۳۱۲ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی ہے جس کی سند کے راوی عبد الرحمٰن ابن ابی الزناد کا حافظہ بغداد میں آنے

کے بعد خراب ہوگیا تھا اور یہ حدیث اس سے سلیمان بن داؤد بغدادی نے روایت کی ہے پس صحیح نہ ہوئی۔ صفحہ ۲۱۲ پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے جس کا مرفوع ہونا ہی سرے سے مشکوک ہے۔ صفحہ ۲۱۳ پر حضرت مالک بن الحویرث کی روایت نقل کی ہے جس کا مدار ابو قلابہ ناصبی اور نصر بن عاصم خارجی پر ہے اور اس سے نسائی میں سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا بھی مروی ہے بانی فرقہ نے اس بات کو چھپایا ہے۔ صفحہ ۲۱۳ پر حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے۔ جس کی سند میں محمد بن جحادہ شیعہ ہے اور ابوداؤد میں اس میں سجدہ کے رفع یدین کا بھی ذکر ہے صفحہ ۲۵۴ پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ رفع یدین تو بلا استثناء سب ہی صحابہ کرتے تھے اور دلیل میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث بحوالہ ابوداؤد ذکر کی ہے مگر ابوداؤد میں اس دوسری آمد کے وقت صرف پہلی تکبیر کے رفع یدین کا ذکر ہے مگر بانی فرقہ اس میں رکوع کے رفع یدین کو شامل کر رہا ہے۔ صفحہ ۳۳۸ پر قراءت خلف الامام کی بحث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث لکھی ہے کہ امام کے سکتت میں مقتدی قراءت کرلیا کرے' اس سند کا پہلا راوی امام بیہقی مقلد امام شافعی ہے' دوسرا راوی ابو عبداللہ الحافظ روافضی خبیث ہے' تیسرا راوی ابوالصلت الھروی رافضی خبیث ہے' چوتھا راوی ابو معاویہ مرجیہ ہے یہ سب بانی فرقہ کے نزدیک فرقہ پرست اور مشرک ہیں اس کے علاوہ محمد بن عبداللہ ابوالطیب الشعیری اور عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز القاضی الجرجانی ان دونوں کی توثیق ثابت نہیں اور شعیب اور محمد دونوں روای مدلس ہیں۔ یہ ایک سند کا حال ہے۔ جس کو بانی فرقہ صحیح کہہ رہا ہے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اند کے بات گفتم وزغم دل ترسیدم

کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

الحاصل یہ کتاب صلوٰۃ المسلمین جو بانی فرقہ نے غیر مسلموں کی کتابوں سے جمع کی ہے ناقابل اعتماد بھی ہے اور مسائل نماز اور ترکیب نماز بیان کرنے میں نہایت ناقص بھی ہے۔ اکثر ضعیف روایات پر مبنی ہے جو عملی تواتر کے خلاف ہونے کی وجہ سے کسی طرح بھی در خور اعتناء نہیں۔ احادیث کے انتخاب اور ان کی تصحیح و تضعیف میں دلیل شرعی کا ہرگز خیال نہیں رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو متواتر قرآن کی طرح متواتر نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور فرقہ پرستوں کے وساوس سے محفوظ فرمائے۔ فقط